عظمتِ قرآن

و مقامِ حفاظ کرام



مرتب

مُفتی احمدُ اللہ نِثار صاحب قاسمی نقشبندی مُجدّدی

ناظِم دارُالعُلوم رشیدیہ حیدرآباد

معاون کار

مفتی سید سلمان قاسمی

استاذ دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد

ناشر

دارُالعُلوم رشیدیہ

زیرانتظام: رشیدیہ ایجوکیشنل چیاریٹیبل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ

عظمت قرآن ومقامِ حفاظ کرام

ترتیب

مفتی احمد اللہ نثار صاحب نقشبندی مجددی

ناظم دارالعلوم رشیدیہ حیدرآباد

معاون کار

مفتی سید سلمان قاسمی

استاد دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد

دارالعلوم رشیدیہ

تفصیلات

نامِ کتاب	:	عظمت قرآن ومقامِ حفاظ کرام
مرتب	:	مفتی احمداللہ نثار صاحب قاسمی نقشبندی مجدّدی
اشاعت	:	2025ء
تعدادِ صفحات	:	۲۵۳
ناشر	:	دارالعلوم رشیدیہ حیدرآباد

ملنے کے پتے

(ا) دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد: 8341658711
7253927867
8179076739

اجمالی فہرست

فہرس

تلاوت قرآن کی اہمیت

اسلاف کی کثرتِ تلاوت کے واقعات

خواتین کا کثرتِ تلاوت

کلمات بابرکت

نمونہ اسلاف حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث ومہتمم دارالعلوم دیوبند

’’عظمت قرآن ومقام حفاظ کرام‘‘ جناب مفتی احمد اللہ نثار قاسمی صاحب کی مرتب کردہ کتاب ہے، اس کا موضوع نام سے ظاہر ہے، مفتی صاحب نے اپنی اس کتاب میں قرآن پاک کی عظمت، تلاوت کی اہمیت ہر دور میں اعیان امت کا تلاوت کِلام اللہ شریف کے ساتھ شغف اور حفاظ کرام کے مقام ومرتبہ کو آیات واحادیث اور سلف کے اقوال کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ساتھ ہی قرآن حکیم کے ساتھ امت مسلمہ کی وابستگی اور خدمت کی جتنی جہتیں ہوسکتی ہیں سب کی نشاندہی اور واقعات وشواہد سے ان کی تائید وتوثیق بھی شامل کِتاب کی گئی ہیں۔

مجموعی طور پر قرآن کی تعلیم، تحفیظ اور تلاوت کا شوق پیدا کرنے کے سلسلہ میں یہ مؤثر کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائیں اور امت کو اس سے نفع اٹھانے کی توفیق بخشیں۔

(حضرت مولانا مفتی) ابوالقاسم نعمانی غفرلہ (دامت برکاتہم)

مہتمم دارالعلوم دیوبند، ۱۱؍۳،۷ ۱۴۴ھ۔۔ ۴؍۹؍۲۰۲۵ء

تقریظ

سلطان القلم حضرت مولانا سید احمد ومیض ندوی صاحب مدظلہ العالی

استاد حدیث دار العلوم حیدر آباد

ے قرآن مجید اللہ تعالی کی وہ عظیم الشان کتاب ہے جسے اللہ نے ساری انسانیت کی ہدایت کے لیے نازل تو فرمایا ہے، جو نسخہ شفاء ہے، اہل ایمان کے لیے رحمت ہے، زندگی کی تاریک راہوں میں ایک روشن دیا ہے، قرآن پاک علوم کا سرچشمہ ہے، اس میں اولین و آخرین کے علوم محفوظ ہیں، قرآن مجید کی عظمت کے ان گنت پہلو ہیں، اس کے الفاظ، اس کے معانی، اس کی تراکیب اور اس کی آیات سب معجزہ ہیں، قرآن اللہ کا کلام ہے، خدا کی ذات جس طرح سے تمام عظمتوں کی جامع ہے، اسی طرح اس کا کلام بھی ہر قسم کی عظمتوں کا حامل ہے، ذات جتنی بڑی ہوتی ہے، بات اتنی ہی عظمت کی حامل ہوتی ہے، اللہ کی ذات بڑی ہے تو ان کی بات بھی بڑی ہے، اس وقت امت مسلمہ کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اس کے افراد کے دل خدا اور سول کی عظمت سے خالی ہوتی جارہے ہیں، جب خدا و رسول کی عظمت ہی ختم ہو جائے تو لامحالہ ان کے کلام کی عظمت بھی رخصت ہو جائے گی، قرآن مجید دلوں پر اثر کرنے والی ایک حیرت انگیز کتاب ہے، جس طرح دور رسالت میں اس نے دلوں پر اثر کیا تھا آج بھی اس میں دل کی دنیا بدلنے کی غیر معمولی طاقت ہے، لیکن کیا وجہ ہے کہ صحابہ کی زندگیوں کو بدل کر رکھنے والی یہ کتاب آج ہمارے دلوں پر اثر انداز نہیں ہو رہی ہے؟ جواب واضح ہے، ہمارے دل عظمت قرآن سے خالی ہیں، اس لیے وہ کلام اللہ کا اثر قبول نہیں کرتے، آج ضرورت ہے کہ امت کے ایک ایک فرد کے دل کو عظمت قرآن سے سرشار کیا جائے، اس کے لیے ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں عظمت قرآن

کے تمام پہلوؤں کااس طرح احاطہ کیا گیا ہوکہ اسی طرح کی تشنگی باقی نہ رہے۔

اللہ تعالی جزائے خیر دے ہمارے نوجوان فاضل،کامیاب استاذ،اورمقبول خطیب عزیزم حضرت مولانا مفتی سید سلمان قاسمی استاذ دارالعلوم رشیدیہ وامام وخطیب مسجد برق جنگ حیدرآبادکوکہ انہوں نے اس جانب توجہ فرمائی،اوراپنے استاذ گرامی حضرت مولانا مفتی احمد اللہ نثار قاسمی صاحب کی معاونت میں مختلف کتب سے استفادہ کرتے ہوئے قرآنی عظمت کے متعدد پہلوؤں کو اس طرح یکجا کیا کہ کتاب کا قاری عظمت قرآن سے سرشار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ویسے قرآنیات پر کتابوں کی کمی نہیں ہے،اردو زبان میں اس موضوع پر متعدد کتب پائی جاتی ہیں،لیکن اس کتاب کی خصوصیت اس کی جامعیت ہے،اس میں موضوع سے متعلق دستیاب تمام کتب سے استفادہ کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ مواد اکٹھا کرنے کی کوشش کی گئی ہے،عاجزراقم الحروف مؤلف کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالی اس کوعوام کے لیے نافع اور مؤلف کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔

(حضرت مولانا) سید احمد ومیض ندوی صاحب (دامت برکاتہم)

تقریظ

حضرت مولانا محمد مصدق القاسمی صاحب دامت برکاتہم

صدر سٹی جمعیۃ العلماء وصدر دعوہ اسلامک اکیڈمی حیدرآباد

قرآنِ مجید وہ لافانی معجزہ ہے جو ازل سے ابد تک انسانیت کے لیے چراغِ ہدایت ہے۔ یہ وہ کلام ہے جس کی تلاوت سے دل نرم ہوتے ہیں، آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں، اور روح سکون پاتی ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ حق ہے، ایک ایک آیت نور ہے، اور ہر ہر حرف شفاء ہے۔ اللہ ربّ العزت نے اس کتابِ ہدایت کی حفاظت کا ذمہ خود لیا اور اس ذمہ داری کی تکمیل کے لیے اپنے خاص بندوں کو چُن لیا، جنہیں ہم حفاظِ کرام کہتے ہیں، جو چلتے پھرتے قرآن ہیں، جن کے سینے وحی کے خزانے اور جن کی زبانیں کلام ربانی کے سرشار ہیں۔ حفاظ کا اکرام، دراصل قرآن کا اکرام ہے، اور قرآن کا اکرام درحقیقت رب ذوالجلال کا تعظیم ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ"۔(۱)

"قرآن والے کی تعظیم، اللہ کی تعظیم میں سے ہے۔" یہ تعظیم صرف عزت کے الفاظ یا ظاہری احترام تک محدود نہیں، بلکہ اس میں ان کی خدمت، ان کے علم سے استفادہ، اور ان کے ساتھ محبت و اخلاص شامل ہے، اکرامِ حفاظ صرف رسمی تعظیم نہیں بلکہ یہ

(۱) سنن ابي داود/كتاب الأدب/حديث : ۴۸۴۳

اعتراف ہے کہ وہ اللہ کے دین کے امین اور اس کے کلام کے محافظ ہیں۔ان کے ادب میں کمی ،گویا قرآن کے ادب میں کمی ہے،اوران کی عزت افزائی دراصل دین کی سربلندی ہے۔ یوں تواس مضمون پر اردو وعربی میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں؛لیکن زیرِنظر کتاب میں مولانا مفتی احمداللہ نثار صاحب دامت برکاتہم نے "عظمت قرآن" کو اور" حفاظ کرام کا اکرام" دونوں عنوان کومختلف زاویوں سے" آیات مبارکہ، احادیث شریفہ، واقعات وقصص، وعدووعید کی زبانی خوب نکھارا ہے۔عزیزم مفتی سیدسلمان قاسمی زیدمجدہ کی اس میں خوب معاونت رہی ہے،مختلف مقامات کے مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ مولانا موصوف نے بڑی عرق ریزی سے جہاں عمدہ مضامین کا انتخاب کیا، وہیں حسن ترتیب کا بھی بھرپور لحاظ کیا ہے، دعا ہے کہ اللہ رب العزت والجلال اس کتاب کو عوام و خواص میں خوب مقبولیت عطا فرمائے، مرتب و معاون سبھی کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔(آمین)

(حضرت مولانا) محمد مصدق القاسمی (صاحب دامت برکاتہم)

صدر دعوہ اسلامک اکیڈمی

صدائے خاطر

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين۔ أما بعد:

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم الشان کتاب ہے، جس نے انسانی تاریخ کو روشنی بخشی، جہالت کو مٹایا، اور ایک اُمّی قوم کو دنیا کی قیادت کا اہل بنا دیا، یہ وہ کتاب ہے جسے " لا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ " کہا گیا، یہ کتاب، جو " هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ " ہے، نہ صرف اپنی تلاوت پر اجروثواب دیتی ہے، بلکہ اپنی تعلیمات سے زندگی کے ہر شعبہ کو نکھارتی ہے، افسوس، کہ ہم نے قرآن کو صرف تقریبات اور تدفین کی مجلسوں تک محدود کر دیا، اور اس کی عظمت و پیغام سے غفلت برتی ہے، یہ کتاب صرف معلومات کا مجموعہ نہیں، بلکہ یہ قرآن سے جڑنے والوں کے خلوص، محنت، اور وفاداری کی داستان ہے :

اس کتاب میں: حفظِ قرآن کی فضیلت و عظمت کو نہ صرف قرآنی آیات اور احادیث کے ذریعے واضح کیا ہے، بلکہ اقوالِ سلف اور واقعات کے ذریعہ مزّین کیا گیا ہے۔

بچپن و بڑھاپے میں حفظ قرآن کے حیرت انگیز واقعات کو جمع کر کے بتا دیا کہ قرآن کسی عمر، قوم یا صنف کا محتاج نہیں، کثرتِ تلاوت کرنے والوں کی زندگیاں، ان کے معمولات اور موت کے وقت کی کیفیات کو ذکر کر کے ترغیب دی ہے کہ تلاوت قرآن محض رسم نہیں، عشق کی علامت ہے، حکمران اور خواتین کے قرآنی کارناموں پر روشنی ڈال کر یہ بھی واضح کیا کہ دینی خدمات اور حفظ قرآن صرف مردوں یا عام لوگوں کی اجارہ داری نہیں، بلکہ امت کی بیٹیاں اور مصروف ترین شخصیات بھی قرآن کی خادم اور

محافظ ہیں۔

ایسی کتابیں ساتذہ کے لیے ایک راہنما نصاب، والدین کے لیے اولاد کی دینی تربیت کا عملی نسخہ، خطباء وواعظین کے لیے خطبات اور بیانات کا خزینہ، عام مسلمانوں کے لیے قرآن سے تعلق نو کی دعوت ہوتی ہیں، نیز قرآن سے محبت کو جگانے، حفاظ کی حوصلہ افزائی کرنے، والدین کو بچوں کو قرآن کی طرف راغب کرنے، اور اہلِ ثروت وخواتین کو دین کی خدمات میں اپنا کردار ادا کرنے کا حوصلہ دیتی ہیں۔

سینکڑوں واقعات، اور قابل اعتماد حوالے، ایک طرف واقعات قاری کو رُلا دیتے ہیں، تو دوسری طرف شوقِ قرآن کی شمع بھی روشن کردیتے ہیں، آج کے مادی دور میں قرآن سے جڑنے کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے، موبائل، میڈیا، اور مغربی تہذیب کی یلغار نے نئی نسل کو قرآن سے دور کردیا ہے، ہم میں سے ہر شخص کی چاہت ہے کہ قرآن سے اپنا رشتہ مضبوط ہو، اپنے بچوں کو حافظ بنانا ہے، اپنی بیٹیوں کو دین کی خدمت پر ابھارنا ہے، خود اپنے دل میں قرآن کے عشق کی چنگاری روشن کرنا ہے، ایسے موقع پر ایسی کتابیں صرف پڑھنے کی نہیں، دل سے محسوس کرنے کی ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم کا سایہ عاطفت امت پر صحت وعافیت کے ساتھ قائم رکھے، گوناگوں مصروفیات کے باوجود قیمتی کلمات ودعائیہ جملوں سے نوازا ، اسی طرح حضرت مولانا سید احمد ومیض صاحب ندوی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم کا اور حضرت مولانا مصدالقاسمی صاحب کا بھی عاجز احسان مند ہے کہ آپ نے عاجز کے مختصر سے رسالہ پر بہت ہمت افزائی فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔ اللہ ان بزرگوں کا سایہ سلامت رکھے۔

کتاب کی ترتیب میں عزیزم مفتی سید سلمان قاسمی سلمہ کا بھرپور تعاون رہا، مواد جمع

کرنے میں، مضمون کو جامع بنانے میں مختلف مراجع سے استفادہ کرنے میں از اوّل تا آخر خدمت رہی، حتی الامکان حوالوں کا اہتمام کیا گیا ہے، کہیں اگر بات بے حوالہ رہ جائے تو عاجز کی کمزوری وکوتاہی سمجھیں، اللہ تعالی ہم میں سے ہر شخص کی محنت کو شرفِ قبولیت بخشے۔

آمین یا رب العالمین، وصلی اللہ علی النبی الکریم، وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

احمد اللہ نثار قاسمی نقشبندی مجددی

خادم دار العلوم رشیدیہ حیدرآباد

2025/9/9 بروز منگل

۱۴ربیع الاول ر ۱۴۴۷ھ

قرآن کریم کی تاریخی خصوصیات

۱۔قرآن کریم حضور ﷺ پر تدریجاً نازل ہوا جبکہ باقی کتابیں دفعۃً واحدۃً نازل ہوئیں۔

۲۔قرآن کریم دین و دنیا، سیاست معاشرت، تجارت وحکومت، نکاح وطلاق، صلح وجنگ اور اخلاق ومعاملات ہر قسم کے مضامین کا جامع ہے، یہ جامعیت کسی دوسری آسمانی کتاب کو حاصل نہیں۔

۳۔قرآن کی ایک اپنی سرکاری زبان ہے یہ کسی دوسری زبان کا لباس نہیں پہن سکتا۔۔کسی بھی زبان میں کیے گئے ترجمہ قرآن کو قرآن نہیں کہا جا سکتا ہے۔

۴۔قرآن واحد الہامی کتاب ہے جو زندہ زبان ہے جبکہ تورات کی زبان عبرانی، انجیل کی زبان آرامی، اوستا کی زبان پارسی، زبور کی زبان سریانی اور وید کی زبان سنسکرت دنیا میں کہیں بھی نہیں بولی جارہی۔

۵۔قرآن ہی واحد کتاب ہے جو دنیا کے ہر ملک میں اپنی اصلی زبان میں پڑھی جارہی ہے، باقی کتابوں کو صرف چند خواص ہی اصلی زبان میں پڑھ سکتے ہیں، عوام میں سے کوئی بھی نہیں پڑھ سکتا، ان کی درسگاہوں میں بھی صرف تراجم پڑھائے جاتے ہیں ،اصلی زبان میں کوئی کتاب نہیں پڑھائی جاتی۔

۶۔قرآن واحد الہامی کتاب ہے جو لاکھوں انسانوں کو زبانی یاد ہے جب کہ دنیا بھر میں تورات، انجیل، زبور، گرنتھ صاحب اور رودیدوں کا کوئی حافظ نہیں ملتا ہے۔

۷۔ قرآن ایسی کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔۔۔۔بحمد اللہ یہودیت اور عیسائیت کے مراکز میں بھی ان کی کتابوں سے زیادہ قرآن پڑھا جاتا ہے۔

۸۔قرآن واحد الہامی کتاب ہے جس میں کوئی ایک جملہ بھی انسانی کلام کا نہیں جبکہ دوسری کتابوں میں صفحات کے صفحات انسانی کلام پر مشتمل ہیں۔

۹۔قرآن واحد الہامی کتاب ہے جو حضرت محمد ﷺ سے متواتر منقول ہے، آپ ﷺ سے سینکڑوں لوگوں نے پڑھا اور سنا پھر صحابہ سے لاکھوں تابعین نے اور تابعین سے لاکھوں تبع تابعین نے پڑھا اور سنا اور یہ سلسلہ آج تک چلا آرہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک چلتا رہے گا۔

۱۰۔قرآن واحد الہامی کتاب ہے جس کے عجائبات، اسرار اور دقائق کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتے۔۔۔۔بے شمار تفاسیر اس دعویٰ کا واضح ثبوت ہیں۔

۱۱۔قرآن وہ واحد آسمانی کتاب ہے جس کے دنیا بھر میں پائے جانے والے نسخوں میں کوئی تضاد اور اختلاف نہیں ہے، دوسری آسمانی کتابوں کے نسخہ جات میں اختلافات اور تضاد کی بھرمار ہے۔

۱۲۔جرمنی عیسائی پادریوں نے پوری دنیا سے صرف یونانی زبان میں لکھے گئے انجیل کے نسخوں کو جمع کر کے ان کا آپس میں مقابلہ کرنے کے بعد ان الفاظ میں اعتراف کیا کہ ”کوئی دو لاکھ اختلافی روایات ملتی ہیں“ اس کے بعد انہوں نے پوری دنیا سے قرآن کریم کے بیالیس ہزار نسخے جمع کیے اور ان کی تین نسلوں نے کئی سال تک ان کے باہمی تقابل کے بعد اعتراف کیا کہ ”ان نسخوں میں کہیں کہیں کتابت کی غلطیاں تو ملتی ہیں لیکن اختلافات روایت ایک بھی نہیں۔“(۱)

قرآن واحد الہامی کتاب ہے جس نے پہلی کتابوں کو منسوخ کر دیا اب اگر کسی کو ہدایت مل سکتی ہے تو قرآن اور صاحب قرآن کی اتباع ہی سے مل سکتی ہے۔

۱۳۔ایک دفعہ حضرت عمرؓ تورات کا مطالعہ کر رہے تھے، حضور ﷺ نے دیکھا تو سخت

(۱) خطبات بہاولپور ۱۹ :، ڈاکٹر حمید اللہ پیرس

ناراض ہوئے فرمایا:

لو کان موسیٰ حیاً ما وسعه الا اتباعی"(۱)

"اگر موسیٰؑ بھی (اس دنیا میں) زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی سے چارہ نہ تھا۔"

۱۴۔قرآن واحد الہامی کتاب ہے جس نے پہلے مذہبی پیشواؤں کو عزت بخشی ہے ورنہ دوسری آسمانی کتابوں میں انبیاء کرامؑ کو معاذ اللہ شرابی، زانی اور بت پرست تک ثابت کیا گیا ہے جنہوں نے اپنی بیٹیوں تک سے زنا کیا۔

۱۵۔قرآن واحد الہامی کتاب ہے جس کے اندران سارے علوم کی اصل مل جاتی ہے جو انسانوں کے لیے مفید ہیں۔

قرآن واحد آسمانی کتاب ہے جو ابدی ہے اس کی کوئی آیت بلکہ کوئی حرف قیامت تک منسوخ نہیں ہوسکتا۔

(۱) محض الصواب فی فضائل امیر المومنین عمر بن الخطاب (۱/۲۵۸)۔

خصوصیات قرآن احادیث کی روشنی میں

حضرت شیخ زکریاؒ کا اچھوتا اسلوب

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالہ فضائل قرآن میں قرآن کے موضوع پر چالیس احادیث مع تشریح نقل کرنے کے بعد ان احادیث کی روشنی میں خصوصیاتِ قرآن کو بڑے اچھوتے انداز میں ذکر کیا ہے، ذیل میں شیخ الحدیث کی تحریر ملاحظہ کیجئے۔

احادیث کو غور سے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں کہ کوئی بھی چیز دنیا میں ایسی نہیں جس کی طرف احادیث بالا میں متوجہ نہ کردیا گیا ہو اور انواع محبت وافتخار میں سے کسی نوع کا دلدادہ بھی ایسا نہ ہوگا کہ اسی رنگ میں کلام اللہ شریف کی افضلیت و برتری اس نوع میں کمال درجہ کی نہ بتلادی گئی ہو، مثلاً کلی اور اجمالی بہترائی جو دنیا بھر کی چیزوں میں شامل ہے ہر جمال وکمال اس میں داخل ہے۔

۱۔ سب سے پہلی حدیث میں کلی طور پر ہر چیز سے اس کی فضیلت اور برتری بتلادی گئی۔ "خیر کم من تعلم القرآن وعلمه"۔ (۱)

۲۔ اگر کسی کو ذاتی فضیلت، ذاتی جوہر، ذاتی کمال سے کوئی بھاتا ہے تو اللہ جل شانہ نے بتلادیا کہ دنیا کی ہر بات پر قرآن شریف کو اتنی فضیلت ہے جتنی خالق کو مخلوق پر، آقا کو بندوں پر، مالک کو مملوک پر۔

"فضل کلام الله علی سائر الخلق کفضل الله علی خلقه" (۲)

۳۔ اگر کوئی مال ومتاع، حشم وخدم اور جانوروں کا گرویدہ ہے اور کسی نوع کے جانور پالنے پر دل کھوئے ہوئے ہے تو جانوروں کے بے مشقت حاصل کرنے سے تحصیل کلام پاک کی افضلیت پر متنبہ کردیا۔

---

(۱) بخاری شریف باب خیر کم من تعلم القرآن وعلمه حدیث: ۵۰۲۷

(۲) سنن الترمذی، حدیث ۲۹۲۶: امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے

"أفد يغدو أحدكم إلى المسجد فيعلم أو يقرأ آيتين من كتاب الله خير له من ناقتين الخ"(۱)

۴۔ اگر کوئی صوفی تقدس کا بھوکا ہے اس کے لئے سرگرداں ہے تو حضور ﷺ نے بتلادیا کہ قرآن کے ماہر کا ملائکہ کے ساتھ شمار ہے جن کے برابر تقویٰ کا ہونا مشکل ہے کہ وہ ایک آن بھی خلافِ اطاعت نہیں گزار سکتے۔

"الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة"(۲)

۵۔ اگر کوئی شخص دوہرا حصہ ملنے سے افتخار کرتا ہے یا اپنی بڑائی سمجھتا ہے کہ اس کی رائے دورائے کے برابر شمار کی جاوے تو اٹکنے والے کے لئے دوہرا اجر ہے۔

"والذى يقرأ القرآن ويتخشع فيه وهو عليه شاق له أجران"(۳)

۶۔ اگر کوئی حاسد بداخلاقیوں کا متوالا ہے، دنیا میں حسد کا خوگر ہوگیا ہو، اس کی زندگی حسد سے نہیں ہٹ سکتی تو حضور ﷺ نے بتلایا کہ جس کے کمال پر واقعی حسد ہوسکتا ہے وہ حافظِ قرآن ہے۔

"لاحسد إلا فى اثنتين رجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به آناء الليل وآناء النهار"(۴)

۷۔ اگر کوئی فواکہ کا متوالا ہے، اس پر جان دیتا ہے پھر بغیر اس کے چین نہیں پڑتا تو قرآن شریف ترنج کی مشابہت رکھتا ہے۔

مثل المؤمن الذى يقرأ القرآن الأترجه ريحها طيب

---

(۱) مسلم شریف، باب فضل قرأة القرآن فی الصلاة وتعلمه، حدیث: ۸۰۳

(۲) صحیح بخاری، حدیث ۴۹۳۷:

(۳) مسلم شریف، باب فضل الماهر فى القرآن، حديث: ۷۹۸

(۴) رواه البخارى، باب اعتبار صاحب القرآن، حديث: ۲۰۲۶

وطعمها طیب(۱)

۸۔اگر کوئی میٹھے کا عاشق ہے،مٹھائی کے بغیر اس کا گزر نہیں تو قرآن کریم کھجور سے زیادہ میٹھا ہے۔

”ومثل المؤمن الذی لایقرأ القرآن مثل التمرة لاریح لها وطعمها حلو“(۲)

اگر کوئی شخص عزت ووقار کا دل دادہ ہے،ممبری اور کونسل کے بغیر اس سے نہیں رہا جاتا تو قرآن شریف دنیا اور آخرت میں رفع درجات کا ذریعہ ہے۔

”إن اللہ یرفع بهذا الکتاب اقواما ویضع به آخرین“(۳)

۹۔اگر کوئی شخص معین ومددگار چاہتا ہے ایسا جان نثار چاہتا ہے کہ ہر جھگڑے میں اپنے ساتھی کی طرف سے لڑنے کو تیار رہے تو قرآن شریف سلطان السلاطین ملک الملوک شہنشاہ سے اپنے ساتھی کی طرف سے جھگڑنے کو تیار ہے۔**القرآن یحاج العباد**(۴)

۱۰۔اگر کوئی نکتہ رس باریک بینیوں میں عمر خرچ کرنا چاہتا ہے اس کے نزدیک ایک باریک نکتہ حاصل کرلینا دنیا بھر کی لذات سے اعراض کو کافی ہے تو بطن قرآن شریف دقائق کا خزانہ ہے۔**”له ظهر وبطن“**(۵)

۱۱۔اسی طرح اگر کوئی شخص مخفی رازوں کا پتہ لگانا کمال سمجھتا ہے،محکمہ سی آئی ڈی میں تجربہ کو ہنر سمجھتا ہے،عمر کھپاتا ہے تو بطن قرآن شریف ان اسرار مخفیہ پر متنبہ کرتا

---

(۱)رواہ البخاری، باب ذکر الطعام، حدیث:۲۱۴۸

(۲)رواہ البخاری باب ذکر الطعام، حدیث:۲۱۴۸

(۳)رواہ مسلم باب فضل من یقوم بالقرآن، حدیث :۸۱۷

(۴)کنز العمال ۲۸۹/۲ حدیث ۴۰۲۸ : شرح السنۃ للبغوی ۲۲/۱۳، حدیث ۳۴۳۲ :

(۵)کنز العمال الفصل الثالث ۱۵/۸۱۵،حدیث ۴۳۲۲۹:

ہے، جن کی انتہاء نہیں؛ اگر کوئی شخص اونچے مکانات بنانے پر مر رہا ہے، ساتویں منزل پر اپنا کمرہ بنانا چاہتا ہے تو قرآن شریف ساتویں منزل پر پہنچا تا ہے۔

"اقرأ وارتق ورتل كما كنت ترتل في الدنيا فإن منزلك عند آخر آية تقرأها"(۱)

۱۲۔ اگر کوئی اس کا گرویدہ ہے کہ ایسی سہل تجارت کروں جس میں محنت کچھ نہ ہو اور نفع بہت سا ہو جائے تو قرآن شریف ایک حرف پر دس نیکیاں دلاتا ہے۔

"من قرأ حرفا من كتاب الله فله به حسنه والحسنة بعشر امثالها"(۲)

۱۳۔ اگر کوئی تاج وتخت کا بھوکا ہے اس کی خاطر دنیا سے لڑتا ہے تو قرآن شریف اپنے رفیق کے والدین کو بھی وہ تاج دیتا ہے جس کی چمک دمک کی دنیا میں کوئی نظیر ہی نہیں۔

"من قرأ القرآن وعمل بما فيه ألبس والده تاجا يوم القيامة ضوءه احسن من ضوء الشمس في بيوت الدنيا لو كانت فيكم، فما ظنكم بالذي عمل بهذا؟"(۳)

۱۴۔ اگر کوئی شعبدہ بازی میں کمال پیدا کرتا ہے، آگ ہاتھ پر رکھتا ہے، جلتی دیا سلائی منہ میں رکھ لیتا ہے تو قرآن شریف جہنم تک کی آگ کو اثر کرنے سے مانع ہے۔

"لو جعل القرآن في اهاب ثم القي في النار ما احترق"(۴)

۱۵۔ اگر کوئی حکام رسی پر مرتا ہے اس پر ناز ہے کہ ہمارے ایک خط سے حاکم نے

---

(۱) سنن ابی داؤد، حدیث ۱۴۶۴: ، یہ حدیث سنداً صحیح ہے، سنن ترمذی، حدیث ۲۹۱۴:

(۲) سنن ترمذی، حدیث ۲۹۱۰:

(۳) سنن ابی داؤ، حدیث ۱۴۵۳ : ، اس حدیث کو البانی نے ضعیف کہا ہے

(۴) مسند احمد، حدیث ۱۷۳۶۵ : ، سنن دارمی، حدیث ۳۳۵۳: یہ حدیث سنداً ضعیف ہے

اس ملزم کو چھوڑ دیا ہم نے فلاں شخص کو سزا نہیں ہونے دی، اتنی سی بات حاصل کرنے کے لئے جج وکلکٹر کی دعوتوں اور خوشامادوں میں جان ومال ضائع کرتا ہے، ہر روز کسی نہ کسی حاکم کی دعوت میں سرگرداں رہتا ہے تو قرآن شریف اپنے ہر رفیق کے ذریعہ ایسے دس شخصوں کو خلاصی دلاتا ہے جن کو جہنم کا حکم مل چکا ہو۔

"من قرأ القرآن فاستظهره فأحل حلاله وحرم حرامه ادخله الله الجنة وشفعه فی عشرة من أهل بيته كلهم قد وجبت لهم النار"۔(۱)

۱۶۔اگر کوئی خوشبوؤں کے لئے مرتا ہے چمن اور پھولوں کا دلدادہ ہے تو قرآن شریف باغ چھڑ ہے۔

"فإن مثل القرآن لمن تعلم فقرأ وقام به كمثل جراب محشو مسكا تفوح ريحه كل مكان"(۲)

۱۷۔اگر کوئی عطر کا فریفتہ ہے حنائے مشکی میں غسل کرنا چاہتا ہے تو کلام مجید سراپا مشک ہے اور غور کرو گے تو معلوم ہوجائے گا کہ اس مشک سے اس مشک کو کچھ بھی نسبت نہیں، چہ نسبت خاک را باعالم پاک۔

"ومثل من تعلمه فرقد وهو فی جوفه كمثل جراب أوكی علی مسک"(۳)

۱۸۔اگر کوئی تنہائی گھر سے ڈرتا ہے ترغیب اس کے لئے کارآمد نہیں تو قرآن شریف سے خالی ہونا گھر کی بربادی کے برابر ہے۔

(۱) مسند احمد، حدیث: ۱۲۷۷

(۲) سنن ترمذی، حدیث ۲۸۷۶: البانی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے

(۳) سنن ترمذی، حدیث: ۲۸۷۶

"إن الذی لیس فی جوفه شیء من القرآن کالبیت الخراب"(۱)

۱۹۔اگرکوئی عابدافضل العبادات کی تحقیق میں رہتا ہےاور ہر کام میں اس کا متمنی ہے کہ جس چیز میں زیادہ ثواب ہو اسی میں مشغول رہوں ،تو قرأت قرآن افضل العبادات ہےاورتصریح سے بتادیا کہ نفل نماز،روزہ وتسبیح وتہلیل وغیرہ سب سے افضل ہے۔

"قرأةالقرآن فی غیر الصلوة افضل من التسبیح والتکبیر"(۲)

۲۰۔بہت سے لوگوں کو حاملہ جانوروں سے دلچسپی ہوتی ہے ،حاملہ جانور قیمتی داموں میں خریدے جاتے ہیں ،حضورﷺ نے متنبہ فرمادیا اور خصوصیت سے اس جزوکوبھی مثال میں ذکرفرمایا کہ قرآن شریف اس سے بھی افضل ہے۔

"فثلث آیات یقرأ بهن أحدکم فی صلاته خیر له من ثلث خلفات عظام سمان"(۳)

۲۱۔اکثر لوگوں کوصحت کی فکر دامن گیر رہتی ہے ورزش کرتے ہیں ،روزانہ غسل کرتے ہیں ،دوڑتے ہیں علی الصبح تفریح کرتے ہیں،اسی طرح سے بعض لوگوں کو رنج وغم فکروتشویش دامن گیر رہتی ہے حضورﷺ نے فرمادیا کہ سورۂ فاتحہ ہر بیماری سے شفا ہےاورقرآن شریف دلوں کی بیماری کو دور کرنے والا ہے۔

---

(۱)سنن ترمذی،حدیث :۲۹۱۳امام ترمذی نےاس حدیث کوحسن صحیح کہا ہے

(۲)کنزالعمال۵۱۶/۱حدیث:۲۳۰۱

(۳)صحیح مسلم،حدیث:۸۰۲

"فی فاتحة الکتاب شفاء من کل داء"(۱)

۲۲۔لوگوں کو افتخار کے اسباب گزشتہ افتخارات کے علاوہ اور بھی بہت سے ہوتے ہیں، جن کا احاطہ مشکل ہے؛ اکثر کو اپنے نسب پر افتخار ہوتا ہے، کسی کو اپنے عادتوں پر کسی کو اپنی ہر دلعزیزی پر، کسی کو اپنے حسنِ تدبیر پر، حضور ﷺ نے فرمادیا کہ حقیقۃً افتخار جو چیز ہے وہ قرآن کریم ہے اور کیوں نہ ہو کہ درحقیقت ہر جمال وکمال کو جامع ہے۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

"إن لکل شيء شرفا یتباهون به إن بهاء امتی وشرفها القرآن"(۲)

۲۳۔اکثر لوگوں کو خزانہ جمع کرنے کا شوق ہوتا ہے، کھانے اور پہننے میں تنگی کرتے ہیں، تکالیف برداشت کرتے ہیں اور ننانوے کے پھیر میں ایسے پھنس جاتے ہیں جس سے نکلنا دشوار ہوتا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ذخیرہ کے قابل کلام پاک ہے جتنا دل چاہے آدمی جمع کرے کہ اس سے بہتر کوئی خزینہ نہیں۔

"علیک بتلاوة القرآن فإنه نور لک فی الأرض"

۲۴۔اگر برقی روشنیوں کا آپ کو شوق ہے آپ اپنے کمرے میں دس قمقمے بجلی کے اس لئے نصب کرتے ہیں کہ کمرہ جگمگا اٹھے تو قرآن شریف سے بڑھ کر نورانیت کس چیز میں ہو سکتی ہے"وذخر لک فی السماء"(۳)

۲۵۔اگر آپ اس پر جان دیتے ہیں کہ آپ کے پاس ہدایا آیا کریں، دوست روزانہ کچھ نہ کچھ بھیجتے رہیں، آپ توسیع تعلقات اسی کی خاطر کرتے ہیں جو دوست آشنا

(۱) سنن الدارمی باب فضل فاتحة الکتاب: ۴/۲۱۲۲ حدیث: ۳۴۱۳، شرح السنة باب فضل فاتحة الکتاب: ۴/۴۵۱ اس حدیث کی سند صحیح ہے

(۲) المعجم الکبیر للطبرانی ۲۱۲/۷ حدیث: ۶۸۸۱

(۳) صحیح ابن حبان باب ذکر الاستحباب للمرء: ۷۸/۲، شعب الایمان، ۲۱/۷ حدیث: ۴۵۹۲

اپنے باغ کے پھلوں میں آپ کا حصہ نہ لگائے تو آپ اس کی شکایت کرتے ہیں تو قرآن شریف سے بہتر تحائف دینے والا کون ہے سکینہ اس کے پاس بھیجی جاتی ہے پس آپ کے کسی پر مرنے کی اگر یہی وجہ ہے کہ وہ آپ کے پاس روزانہ کچھ نذرانہ لاتا ہے تو قرآن شریف میں اس کا بھی بدل ہے۔

"مااجتمع قوم فی بیت من بیوت الله یتلون کتاب الله ویتدارسون بینهم إلا نزلت علیهم السکینة وغشیتهم الرحمة وحفتهم الملائکة" (۱)

۲۶۔ اور اگر آپ کسی وزیر کے اس لیے ہر وقت قدم چومتے ہیں کہ وہ دربار میں آپ کا ذکر کرے گا، کسی پیش کار کی اس لئے خوشامد کرتے ہیں کہ وہ کلکٹر کے یہاں آپ کی کچھ تعریف کرے گا یا کسی کی آپ اس لئے چاپلوسی کرتے ہیں کہ محبوب کی مجلس میں آپ کا ذکر کردے تو قرآن شریف احکم الحاکمین محبوبِ حقیقی کے دربار میں آپ کا ذکر خود محبوب وآقا کی زبان سے کراتا ہے "**وذکرهم الله فیمن عنده**" (۲)

۲۷۔ اگر آپ اس کے جو یہاں رہتے ہیں کہ محبوب کو سب سے زیادہ مرغوب کیا چیز ہے کہ اس کے مہیا کرنے میں پہاڑوں سے دودھ کی نہر نکالی جائے تو قرآن شریف کی برابر آقا کو کوئی چیز بھی مرغوب نہیں۔

"إنکم لاترجعون إلي الله بشیء افضل مما خرج منه یعنی القرآن" (۳)

۲۸۔ اگر آپ درباری بننے میں عمر کھپا رہے ہیں، سلطان کے مصاحب بننے کے

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث: ۲۶۹۹

(۲) صحیح مسلم، حدیث: ۲۶۹۹

(۳) سنن الترمذی، حدیث ۲۹۱۲: البانی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے

لئے ہزار تدبیر اختیار کرتے ہیں، تو کلام اللہ شریف کے ذریعہ آپ اس بادشاہ کے مصاحب شمار ہوتے ہیں جس کے سامنے کسی بڑے سے بڑے کی بادشاہت کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔''اھل القرآن ھم اھل اللّٰہ و خاصتہ''(۱)

۲۹۔اسی طرح اگر آپ آقا کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں تو تلاوت کیجئے۔

''اللہ أشد اذنا إلی قاری القرآن من صاحب القینة إلی قینته''(۲)

۳۰۔آپ اسلام کے مدعی ہیں، مسلم ہونے کا دعویٰ ہے تو حکم ہے نبی کریم ﷺ کا کہ قرآن شریف کی ایسی تلاوت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے؛ اگر آپ کے نزدیک اسلام صرف زبانی جمع خرچ نہیں ہے اور اللہ کے رسول کی فرمانبرداری سے بھی آپ کے اسلام کو کوئی سروکار ہے تو یہ اللہ کا فرمان ہے اور اس کے رسول کی طرف سے اس کی تلاوت کا حکم ہے۔

''یاأھل القرآن لاتوسدوا القرآن واتلوا حق تلاوته من آناء اللیل وآناءالنھار''(۳)

۳۱۔اگر آپ میں قومی جوش بہت زور کرتا ہے، ترکی ٹوپی آپ کے پاس صرف اس لئے دلدادہ ہیں کہ وہ آپ کے نزدیک اسلامی لباس ہے، قومی شعار میں آپ بہت خاص دلچسپی رکھتے ہیں، ہر طرف اس کے پھیلانے کی آپ تدبیریں اختیار کرتے ہیں، اخبارات میں مضامین شائع کرتے ہیں، جلسوں میں ریزرویشن پاس کرتے ہیں تو اللہ کا رسول آپ کو حکم دیتا ہے کہ جس قدر ممکن ہو، قرآن شریف کو پھیلاؤ۔

(۱)السنن الکبریٰ للنسائی، باب اہل القرآن، حدیث :۷۹۷۷، سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۱۵

(۲)ابن ماجہ، حدیث ۱۳۴۰ اس حدیث کی سند حسن ہے

(۳)شعب الایمان، حدیث: ۱۸۵۲

"وافشوه وتغنوه وتدبروا مافيه لعلكم تفلحون"(۱)

۳۲۔اگر آپ اس قدر اونچے مرتبہ کے متمنی ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو آپ کی مجلس میں بیٹھنے اور شریک ہونے کا حکم ہوتو یہ بات صرف کلام اللہ شریف میں ہی ملے گی۔

"الحمد لله الذی جعل من أمتی من أمرت ان اصبر نفسی معهم"(۲)

۳۳۔اگر آپ اس قدر کاہل ہیں کہ کچھ کر ہی نہیں سکتے تو بے محنت، بے مشقت اکرام بھی آپ کو صرف کلام اللہ شریف میں ملے گا چپ چاپ کسی مکتب میں بیٹھے بچوں کا کلامِ مجید سننے جائیے اور مفت کا ثواب لیجئے۔

"من استمع إلى آية من كتاب اللّٰه كتب له حسنة مضاعفة"(۳)

۳۴۔اگر آپ مختلف الوان کے گرویدہ ہیں، ایک نوع سے اکتا جاتے ہیں، تو قرآن شریف کے معنی میں مختلف الوان، مختلف مضامین حاصل کیجئے، کہیں رحمت، کہیں عذاب، کہیں قصے، کہیں احکام اور کیفیت تلاوت میں کبھی پکار پکار کر پڑھیں اور کبھی آہستہ۔

"الجاهر بالقرآن كالجاهر بالصدقة والمسر بالقرآن كالمسر بالصدقة"(۴)

۳۵۔اگر آپ کی سیہ کاریاں حد سے متجاوز ہیں اور مرنے کا آپ کو یقین بھی ہے تو پھر تلاوتِ کلامِ پاک میں ذرا بھی کوتاہی نہ کیجئے کہ اس درجہ کا سفارشی نہ ملے گا اور پھر ایسا

---

(۱) شعب الایمان، حدیث ۱۸۵۲؛ کنز العمال، حدیث: ۲۸۰۳

(۲) سنن ابو داؤد، حدیث: ۳۶۶۶

(۳) مسند احمد، حدیث: ۸۴۹۳

(۴) سنن ابو داؤد، حدیث: ۱۳۳۳ یہ حدیث صحیح ہے

کہ جس کی سفارش قبول ہونے کا یقین بھی ہو،''القرآن شافع مشفع''۔(۱)

(۳۶)اسی طرح اگر آپ اس قدر باوقار واقع ہوئے ہیں کہ جھگڑالو سے گھبراتے ہیں،لوگوں کے جھگڑے کے ڈر سے آپ بہت سی قربانیاں کرجاتے ہیں تو قرآن شریف کے مطالبہ سے ڈرئیے کہ اس جیسا جھگڑالو آپ کو نہ ملے گا،فریقین کے جھگڑے میں ہر شخص کا کوئی نہ کوئی طرف دار ہوتا ہے جس کے جھگڑنے میں اس کی تصدیق کی جاتی ہے اور ہر شخص اسی کو سچا بتلائے گا اور آپ کا کوئی طرفدار نہ ہوگا''وماحل مصدق''۔(۲)

۳۷۔اگر آپ کو ایسا رہبر درکار ہے اور اس پر آپ قربان ہیں جو محبوب کے گھر تک پہنچادے تو تلاوت کیجئے اور اگر آپ اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں جیل نہ ہوجائے تو ہر حالت میں قرآن شریف کی تلاوت کے بغیر چارہ نہیں۔

''من جعله إمامه قاده إلى الجنة''(۳)

۳۸۔اگر آپ علوم انبیاء حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے گرویدہ شیدائی ہیں تو قرآن شریف پڑھئے اور جتنا چاہے کمال پیدا کیجئے،اسی طرح اگر آپ بہترین اخلاق پر جان دینے کو تیار ہیں،تو بھی تلاوت کی کثرت کیجئے۔

''من قرأ القرآن فقد استدرج النبوة بين جنبيه غير أنه لايوحى إليه''(۴)

۳۹۔اگر آپ کا مچلا ہوا دل ہمیشہ شملہ اور مسوری کی چوٹیوں پر ہی تفریح میں بہلتا ہے اور سو جان سے آپ ایک پہاڑ کے سفر پر قربان ہیں تو قرآنِ پاک مشک کے

---

(۱)مصنف ابن ابی شیبہ،حدیث:۳۰۵۲،مجمع الزوائد،حدیث:۷۹۰

(۲)شعب الایمان،حدیث:۲۲۵۷

(۳)شعب الایمان،حدیث:۱۸۵۵

(۴)مستدرک حاکم،حدیث:۲۰۲۸

پہاڑوں پر ایسے وقت میں تفریح کراتا ہے کہ تمام عالم میں نفسانفسی کا زور ہو۔

"ثلاث لایھولھم الفزع الأکبر ولاینالھم الحساب ھم علی کثیب من مسک حتی یفرغ من الحساب الخلائق رجل قرأ القرآن ابتغاء وجه اللّٰہ وأم به قوما وھم به رضوان"۔(۱)

۴۰۔اگر آپ زاہدوں کی اعلیٰ فہرست میں شمار ہونا چاہتے ہیں اور رات دن نوافل سے آپ کو فرصت نہیں تو کلام پاک سیکھنا سکھانا، اس سے پیش پیش ہے۔

"یا أباذر لأن تغدو فتعلم آیة من کتاب اللہ خیر لک من أن تصلی مائة رکعة"(۲)

۴۱۔اگر دنیا کے ہر جھگڑے سے آپ نجات چاہتے ہیں ہر مخمصہ سے آپ علیحدہ رہنے کے دلدادہ ہیں تو صرف قرآن پاک ہی میں ان سے خلاصی ہے۔

"نزل جبرئیل علی رسول اللہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فأخبرہ أنه ستکون فتن قال مالمخرج منھا یا جبرئیل قال کتاب اللّٰہ"(۳)

۴۲۔اگر آپ کسی طبیب کے ساتھ وابستگی چاہتے ہیں تو سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفاء ہے۔"فی فاتحة الکتاب شفاء من کل داء"(۴)

۴۳۔اگر آپ کی بے نہایت غرضیں پوری نہیں ہوتیں تو کیوں روزانہ سورۂ یس

(۱)المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث:۹۲۸۰

(۲)سنن ابن ماجہ، حدیث ۲۱۹ ؛کنز العمال، حدیث:۲۸۷۵۹

(۳)سنن ترمذی باب ماجاء فی فضل القرآن، حدیث :۲۹۰۶ البانی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے

(۴)سنن دارمی باب فضل فاتحۃ الکتاب، حدیث:۳۴۱۳

کی تلاوت آپ نہیں کرتے۔ من قرأیس فی صدر النهار قضیت حوائجه(۱)

۴۴۔اگرآپ کو عذابِ قبر کا خوف دامن گیر ہے اور آپ اس کے متحمل نہیں تو اس کے لئے بھی کلامِ پاک میں نجات ہے۔

"إن سورة فی القرآن ثلثون آیة شفعت لرجل حتی غفر له
وهی تبارک الذی بیده الملک"(۲)

۴۵۔اگرآپ کو کوئی دائمی مشغلہ درکار ہے کہ جس میں آپ کے مبارک اوقات ہمیشہ مصروف رہیں تو قرآن پاک سے بڑھ کر نہ ملے گا۔

"ای الأعمال افضل فقال الحال المرتحل"(۳)

---

(۱)سنن دارمی فاف فضل یس، حدیث:۳۴۱۶

(۲)سنن ابی داؤد، حدیث :۱۴۰۰،البانی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے

(۳)سنن ترمذی، حدیث:۲۹۴۸

حفظ قرآن کی اہمیت و فضیلت

کلام محفوظ

"إِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ"(۱) ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور خاص اسی قرآن کے ہم ہی محافظ ہیں، اس آیت میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے دو عظیم امور کی خبر دی ہے۔

اول یہ کہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ اس ذکر وقرآن کو اسی کی ذات بابرکات نے نازل فرمایا ہے اور وہ کسی بھی غیر اللہ کا کلام ہرگز نہیں ہے، کیونکہ غیر اللہ تو اس قرآن جیسے نہ الفاظ وکلمات لا سکتے ہیں کہ نہ معانی واحکام، نہ اس جیسی غیبی خبریں پیش کر سکتے ہیں نہ ویسے علوم ومعارف کا صرف بعض حصہ ہی لا سکتے ہیں، جو قرآن لایا ہے۔

دوم یہ ہے کہ جس ذات حق نے اس قرآن کو نازل فرمایا ہے وہی اس بات کی کفیل وضامن بھی ہے کہ اس کو ہر قسم کی کھیل بازی اور زیادت ونقصان کا تختۂ مشق بننے سے قطعی طور پر محفوظ ومطمئن رکھے گی۔

اس وقت دنیا میں اپنی اصلی شکل اور متن میں نہ ہندوؤں کے وید موجود ہیں نہ زرتشت کے ژند ویاژند نہ موسیٰ کی توریت نہ داؤد کی زبور نہ مسیح کی انجیل، اگر ہے تو صرف کلام اللہ کتاب قرآن مجید ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہوا ہے۔ اور یہ کتاب سینوں میں محفوظ ہے، اور اتنی کثرت سے سنائی اور دہرائی جاتی ہے کہ اس میں تحریف وتنسیخ کی گنجائش نہیں۔

تیسری بات: ذات باری تعالیٰ ہر عیب سے پاک تو قرآن بھی ہر عیب سے پاک ہے۔

چوتھی بات: قرآن محفوظ تو اس کی حفاظت میں لگے وہ حفاظ وہ مدارس بھی محفوظ۔

---

(۱) سورہ الحجر: ۹

پانچویں بات : اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں تو قرآن کے مثل بھی کوئی چیز نہیں ہے۔

حفظ قرآن یہ نبی کریم ﷺ کا اسوہ ہے

اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو تمام امور میں اسوہ اور نمونہ بنایا ہے، حفظ قرآن میں دراصل نبی کریم ﷺ کے اسوہ کی پیروی ہے، نبی کریم ﷺ حافظ قرآن تھے، اس کی تلاوت فرماتے اور حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ اس کا دور فرماتے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ہر سال جبرئیل امین علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے، جس سال آپ ﷺ کا وصال ہوا اس میں نبی ﷺ نے دو مرتبہ دور فرمایا:

"فلما کان العام الذی قبض فیہ عرضہ علیہ مرتین" (۱)

حفظِ قرآن سنتِ نبوی ہے

حفظ قرآن یہ نبی کریم ﷺ کا اسوہ ہے، اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو تمام امور میں اسوہ اور نمونہ بنایا ہے، حفظ قرآن میں دراصل نبی کریم ﷺ کے اسوہ کی پیروی ہے، نبی کریم ﷺ حافظ قرآن تھے، اس کی تلاوت فرماتے اور حضرت جبرائیلؑ اس کے ساتھ اس کا دور فرماتے، کل قیامت میں حفاظ کرام کو اٹھائے گا تو اس صف میں یہ حافظ قرآن بھی کھڑا ہوگا، جس کے امام الحفاظ محمد ﷺ ہوں گے، حافظ قرآن کا سینہ نبی کے سینہ کا مشابہ ہے۔(۲)

قرآن سے خالی دل ویران گھر ہے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے :

(۱) مسند احمد : مسند عبد اللہ بن العباس، حدیث : ۲۴۹۴

(۲) ملفوظات فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ ۳/ ۵۹ طبع جدید کراچی

"إن الذی لیس فی جوفه شیء من القرآن کالبیت الخرب"(۱)

وہ شخص جس کے دل میں قرآن مجید کا تھوڑا سا حصہ بھی نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

یعنی جس دل میں قرآن کا کچھ حصہ موجود ہے وہ آباد گھر کی مانند ہے اور جس کے دل میں مکمل قرآن محفوظ ہے اس کی آبادی اور عظمت کی کیا مثال پیش کی جاسکتی ہے۔

حافظ قرآن اللہ کے خواص ہیں

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگ اللہ والے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ قرآن والے ہیں، اہل اللہ اور اللہ (عزوجل) کے خاص تعلق والے۔" هم أهل القرآن أهل الله و خاصته"(۲) یعنی حفاظ قرآن یہ اللہ کے ولی اور اسکے دوست ہیں۔

حفاظ عاملین قرآن کو اللہ تعالی نے بطور اکرام اپنا اہل فرمایا جیسا کہ بیت اللہ کو اپنا گھر فرمایا، بڑا عظیم اعزاز واکرام ہے کہ آدمی بذریعہ حفظ قرآن اللہ کا خاص اور اہل بن جائے۔

چونکہ حافظ قرآن زیادہ تلاوت کرنے والے ہوتے ہیں؛ اس لئے وہ اس حدیث کے اولین مصداق ہیں۔

حفظ قرآن اس امت کی خصوصیت

"بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ"(۳)

---

(۱) ترمذی، باب فضل القرآن، حدیث ۲۹۱۳: امام ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے۔

(۲) سنن ابن ماجه: باب فضل من تعلم القرآن وعلمه، حدیث: ۲۱۵

(۳) سورۃ العنکبوت ۴۹

بلکہ یہ (قرآن) آیات ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا ہے۔

فائدہ : حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حفظ کرنا اس امت کی خصوصیت ہے؛ ورنہ اس سے پہلے لوگ اپنی کتاب کو بن دیکھے نہیں پڑھ سکتے تھے، ان کے انبیاء السلام ہی اپنی کتابوں کے حافظ ہوتے تھے اس آیت میں حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اس امت کے مومنین مراد ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور اسے یاد بھی کرتے ہیں (۱) شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت پر لکھتے ہیں یعنی پیغمبر نے کسی سے لکھا پڑھا نہیں؛ بلکہ یہ وحی جو ان پر آئی، ہمیشہ کو بن دیکھے سینہ بسینہ جاری رہے گی، اللہ کے فضل سے علماء اور حفاظ وقراء کے سینے اس کے الفاظ ومعانی کی حفاظت کریں گے اور آسمانی کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں، یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے، لکھنا اس پر افزود ہے۔(۲)

صرف قرب قیامت میں قرآن، اوراق اور سینوں سے سلب ہو جائیگا

ا۔ یقیناً یہ قرآن جو آج تم لوگوں کے اندر موجود ہے عنقریب (بالکل اخیر زمانہ میں قیامت کے قریب) تم سے سلب کرلیا جائے گا، شدّاد نے کہا وہ ہم سے کیونکر سلب کرلیا جائے جب کہ اللہ نے اس کو ہمارے دلوں میں جما دیا ہے اور ہم نے اس کو قرآنوں میں درج کیا ہوا ہے۔ فرمایا ایک رات کو اللہ کی طرف سے ایک آنے ولا آئے گا اور وہ دلوں سے اس کو سلب کرلے گا، اور قرآنوں میں سے مٹا دے گا اور صبح کو لوگ قرآن سے خالی دامن رہ جائیں گے۔ (مگر پھر قیامت کے دن قرآن حفاظ سے سینوں میں بدستور محفوظ ہوگا)(۳)

---

(۱) تفسیر القرطبی : ۱۳/ ۳۵۴

(۲) تفسیر عثمانی: ۵۲۲

(۳) قول ابن مسعودؓ بحوالہ: ۱۰۵

حفظ قرآن پر فرشتوں کی مبارکبادی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے سورۃ طٰہٰ اور سورۃ یٰس کی تلاوت فرمائی، فرشتوں نے قرآن کو سنا تو کہنے لگے: خوش قسمت ہے وہ امت جن کو یہ قرآن عطا کیا جائے گا، خوش قسمت ہیں وہ سینے جو اس کو محفوظ رکھیں گے ۔(۱) (یعنی حفظ کریں گے) اور خوش قسمت ہیں وہ زبانیں جو اس کی تلاوت کریں گے ۔

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :إِنَّ اللهَ قَرَأَ طه وَ يس قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفِ عَامٍ، فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ الْقُرْآنَ، قَالَتْ: طُوبَى لِأُمَّةٍ يَنْزِلُ هَذَا عَلَيْهَا، وَطُوبَى لِأَجْوَافٍ تَحْمِلُ هَذَا، وَطُوبَى لِأَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهَذَا"۔(۱)

حامل قرآن کی تعریف

ابوعمرؒ فرماتے ہیں: حامل قرآن وہ ہیں جو قرآن کریم کے احکام، قرآن کی حلال اور حرام کردہ چیزوں کا علم رکھنے والے اور اس پر عمل کرتے ہیں۔

"وقال ابو عمر رحمہ اللہ وحملة القرآن هم العالمون باحكامه وحلاله وحرامه والعاملون بمافيه"۔(۲)

مشغول بالقرآن کی فضیلت

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ عزوجل

(۱) سنن الدارمی: ۳۴۷۷

(۲) تفسیر القرطبی، باب ماجاء فی حامل القرآن ومن هو

ارشاد فرماتے ہیں : جو شخص قرآن کریم میں اس قدر مشغول رہا ہے کہ وہ میرا ذکر بھی نہ کرتا اور مجھ سے دعائیں بھی مانگ نہ سکتا تو ایسے شخص کو میں ذکر کرنے والوں اور دعائیں مانگنے والوں سے بھی زیادہ فضیلت عطا کروں گا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قُولُ الرَّبُّ : مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِي وَمَسْأَلَتِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّائِلِينَ، وَفَضْلُ كَلَامِ اللهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ.۔(۱)

لوح محفوظ میں ہر حرف، کوہ قاف کے برابر ہے

لوح محفوظ میں قرآن کریم کا ہر حرف، کوہ قاف کے برابر جلی اور موٹا لکھا ہوا ہے اور ہر حرف کے نیچے اتنے معنی وحقائق ہیں کہ سوائے ذات خداوندی کے کوئی ان کا احاطہ نہیں کرسکتا۔(۲)

حاملین قرآن کیئے پانچ انعامات

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم ہر ایک سے زیادہ فضیلت والا ہے (۱) جس نے قرآن کریم کی تعظیم کی تو درحقیقت اس نے اللہ کی تعظیم کی (کیونکہ قرآن اللہ کی صفت ہے) اور جس نے قرآن کریم کی بے قدری کی درحقیقت اس نے اللہ کے حق کی بے قدری کی (۲) حاملین قرآن اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہر طرف سے لپٹے ہوئے ہیں (۳) کلام اللہ کی عظمت کرنے والے ہیں (۴) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے نورِ ہدایت میں ملبوس ہیں (۵) جنہوں نے ان حاملین

(۱) صحیح الترمذی : حدیث : ۲۹۲۶

(۲) البرہان للزرکشی بحوالہ تحفہ حفاظ : ۴۴

قرآن سے دوستی رکھی تو انہوں نے اللہ سے محبت کا رشتہ جوڑ لیا اور جنہوں نے ان سے دشمنی رکھی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حق کی ناقدری کی۔

چار ہزار ملائکہ کی آمین

حضرت حُمید اعرج ؒ سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن کریم پڑھے اس کے بعد دعا کرے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔ **"من قرأ القرآن ثم دعا امن علی دعائه اربعة الاف ملک"**۔ (۱)

حافظ قرآن کی عذاب قبر سے حفاظت

ابن منذرؒ نے عمرو بن مرہ سے یہ روایت کی ہے جب انسان قبر میں داخل ہوگا تو ایک فرشتہ اس کی بائیں جانب آئے گا اور قرآن بھی آئے گا اور فرشتے کو عذاب سے منع کرے گا، فرشتہ کہے گا: تو مجھے کیوں روکتا ہے، واللہ! یہ تجھ پر عمل نہیں کرتا تھا، قرآن کہے گا کہ کیا میں اس کے سینے میں نہیں تھا "فیقول القرآن: أو لیس کنت فی جوفه، فلا یزال حتی ینجی صاحبه" اس طرح وہ اس کی برابر سفارش کرتا رہے گا یہاں تک کہ اپنے خادم کو نجات دلادے گا۔

حافظ قرآن کاتب فرشتوں کے ساتھ

حافظ قرآن کی فضیلت کو بتاتے ہوئے فرمایا کہ وہ لکھنے والے بزرگ و نیکو کار فرشتوں کے ساتھ ہوگا، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ماہر قرآن ان فرشتوں کے ساتھ ہے جو لکھنے والے اور بزرگ و نیکو کار ہیں "الماهر

(۱) سنن الدارمی، باب فی ختم القرآن، حدیث: ۳۴۵۵

بالقرآن مع السفرة الکرام البررة ''(۱) اور وہ شخص کہ جو قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور قرآن پڑھنا اس کے لیے مشکل ہوتا ہے تو اس کے لیے دو ثواب ہیں ۔(۲)

حافظ قرآن عزت کا مستحق

حافظ قرآن کو احادیث کریمہ میں اعزاز واکرام کا مستحق گردانا گیا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں مروی ہے :

حضرت ابوموسی اشعری ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بوڑھے مسلمان کی عزت وتوقیر کرنا، حامل قرآن یعنی حافظ ومفسر اور قرآن خوان کا احترام کرنا جبکہ وہ قرآن میں زیادتی کرنے والا اور اس سے ہٹ جانے والا نہ ہو'' وحامل القرآن غیر الغالی فیہ ولا الجافی عنہ ''اور عادل بادشاہ کی تعظیم کرنی منجملہ اللہ و نبی کی تعظیم کرنا ہے ۔(۳)

ابن عمرؓ نے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم حفاظ قرآن کا ادب واحترام بجالاؤ، جس نے ان کی تعظیم کی اس نے یقینا میری تعظیم کی اور جس نے میری تعظیم کی اس نے بیشک اللہ تبارک تعالی کی تعظیم کی، خبردار! حفاظ قرآن کے حقوق کی ادائیگی میں ذرا کمی نہ کرنا، کیوں کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس مقام اور مرتبہ پر فائز ہیں کہ قریب تھا کہ حفاظ قرآن، انبیاء ہوتے مگر یہ کہ ان کی طرف وحی نہیں کی جاتی (یعنی حفاظ کی تنقیص شان نہ کرو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ یہ انبیاء ہوتے اگر ان کی طرف وحی بھی آتی ہوتی ''کاد حملۃ القرآن أن یکونوا انبیاء إلا أنھم لا

---

(۱) صحیح مسلم،حدیث :۱۸۶۲

(۲) سنن الدارمی، باب فضل من قرأالقرآن، حدیث :۳۳۱۰

(۳) ابوداؤد :باب فی تنزل الناس منازلھم، حدیث :۴۸۴۵

یوحی إلیھم"(۱)

عہد فاروقی میں حفظ قرآن کا اہتمام

حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ گورنر کوفہ کے پاس حکم نامہ بھیجا کہ فوجیوں کو قرآن پاک حفظ کرائیں اور سال کے اخیر میں ان کی فہرست میرے پاس بھیجیں، انھوں نے حفظ شروع کرادیا اور سال کے آخر میں ان کی لسٹ بھیجی جس میں تین سو حفاظ کے نام تھے، اسی طرح ابوموسیٰ اشعریؓ گورنر بصرہ کے پاس حکم نامہ بھیجا، ان کے پاس سے سال کے اخیر میں دس ہزار حفاظ کی لسٹ آئی۔(۲)

حافظ قرآن کو دنیا میں رفعت وبلندی

احادیث مبارکہ میں حافظ قرآن کو دنیا میں بھی رفعت وبلندی حاصل ہونا بتلایا گیا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی اسی کتاب کے ذریعہ لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب کے ذریعہ لوگوں کو پست وذلیل کرتا ہے۔"أن اللہ یرفع بھذا الکتاب أقواما ویضع بہ آخرین"(۱)

نبی کریم اللہ ﷺ نے بھی احد کے شہداء کے دفن میں حافظ قرآن کو مقدم کیا:

"کان یجمع بین الرجلین من قتلی أحد، ثم یقول :أیھم أکثر أخذا للقرآن، فإن أشیر إلی أحدھما، قدمّہ فی اللحد"(۲)

بے مثال جشن تاج ہوشی

مگر میدان محشر میں آدمؑ کی ساری اولاد جمع ہوگی اول سے آخر تک، اربوں کھربوں

(۱)سنن الدارقطنی، فضائل حفظ القرآن :۵۳

(۲)ملفوظات فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ ۳/۵۹ طبع جدید کراچی

انسان جمع ہوں گے، جلسہ ہوگا، صدر حق تعالیٰ شانہ ہوں گے، ملائکہ معاون ہوں گے، جلسہ کے تمام آفاق پر زمینوں پر ان کی فوجیں کھڑی ہوئی ہوں گی، بیچ میں بنی آدم ہوں گے، اس میں مسلم، غیر مسلم سبھی ہوں گے۔

ابھی حساب وکتاب نہیں ہوا ہوگا اس وقت ایک بچے کے باپ کو جس نے حفظ کرایا اس کی تاج پوشی کی جائے گی، تو اولین وآخرین جمع، تاج پہنانے والے اللہ تعالیٰ، تو اس سے بڑھ کر ایک حافظ کے لیے فخر واعزاز کا کون سا موقع ہوگا؟ حافظ کو اپنی ذات سے جو تھا وہ تھا ہی اس کے ماں باپ تک یہ اثر پہنچا کہ ان کو بادشاہ بنادیا گیا، ان کی تاج پوشی کی گئی اور اولین وآخرین میں شور یہ ہوگا کہ انہوں نے اپنے بچے کو قرآن کریم حفظ کرایا تھا۔(۱)

حفاظ کے لئے قرآن کی شفاعت

حافظِ قرآن کے حق میں بروزِ حشر قرآن سفارش کرے گا، جیسا کہ عبداللہ بن عمروؓ نے صاحبِ قرآن حضرت محمد ﷺ سے روایت نقل کی ہے: روزے اور قرآن روزِ قیامت بندے کے حق میں سفارش کریں گے، روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس شخص کو دن بھر کھانے پینے اور شہوات سے روکے رکھا، پس تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا میں نے اس شخص کو رات بھر جگائے رکھا پس تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، پس ان دونوں کی شفاعت قبول کرلی جائے گی۔

"الصِّيامُ والقرآنُ يشفَعانِ للعبدِ يومَ القيامةِ يقولُ الصِّيامُ أي ربِّ منعتُهُ الطَّعامَ والشَّهواتِ بالنَّهارِ فشفِّعني فيهِ ويقولُ القرآنُ منعتُهُ النَّومَ باللَّيلِ فشفِّعني فيهِ قالَ فَيشفَّعانِ". (۲)

(۱) تحفۂ حفاظ: ۳۸

(۲) مسندِ احمد: ۱۹۰۴

قرآن سب سے بڑا اسفارشی

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا : جس شخص نے اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف کی تعلیم دلائی اس کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور جس شخص نے حفظ قرآن شریف کی تعلیم دلائی اس کو قیامت کے دن چودھویں رات کے چاند جیسی صورت پر اٹھایا جائے گا، اوراس کے بیٹے سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھنا شروع کرو جب وہ پڑھے گا تو ہر آیت کے بدلے میں اللہ عزوجل اس کے باپ کا ایک درجہ بلند فرماتے رہیں گے حتی کہ حافظ اس حصہ قرآن کے آخر تک پہنچ جائیگا جو اس کو یاد تھا"بعثه الله تعالىٰ يوم القيامة على صورة القمر ليلة البدر"(۱)

حضرت علیؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے قرآن کریم پڑھا اور پھر اس کو حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام سمجھا تو حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن پر ان کے گناہوں کی وجہ سے دوزخ کا عذاب واجب ہو چکا ہوگا"وشفعه فى عشرة من اهل بيته كلهم قد وجبت له النار"(۲)

حفاظ کے لئے تاج پوشی

اللہ تعالی روزِ قیامت حافظ قرآن کو شرافت وکرامت کا تاج اور عمدہ جوڑا پہنائیں گے، جنھیں دیکھ کر دوسرے لوگ رشک کر رہے ہوں گے کہ کون خوش بخت ہے جس پر رب کی الطاف وعنایات کی بارش اس قدر ہے کہ محشر کی ہولنا کیوں اور دردسامانیوں

(۱) رواہ الطبرانی فی معجم الاوسط، من اسمہ احمد، حدیث ۱۹۳۵، علامہ ہیثمی فرماتے ہیں : اس میں ایک شخص ہے جس کو میں نہیں جانتا۔

(۲) ترمذی، باب ماجاء فی فضل قاری القرآن، حدیث : ۲۹۰۵

سے محفوظ مست تخت پر تاج پہنے جلوہ آرا ہے؛ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : قیامت کے دن قرآن آئے گا اور کہے گا اے میرے رب :اس کو (حافظ قرآن) کو جوڑا پہنا، تو اسے عزت وشرافت کا تاج پہنا دیا جائے گا، پھر قرآن کہے گا اے میرے رب: اس کو مزید نوازیے، پس اسے شرافت وکرامت کا جوڑا پہنا دیا جائے گا، پھر قرآن کہے گا اے میرے رب! تو اس سے راضی ہو جا، تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائیں گے اور کہا جائے گا پڑھتا جا اور (بلندی کی طرف) چڑھتا جا، تیرے لیے ہر آیت کے عوض نیکی کا اضافہ ہوتا جائے گا۔

" یجیٔ القرآن یومَ القیامۃِ فیقولُ: یا ربِ حلِّہٖ، فیُلبسُ تاجُ الکرامۃِ، ثم یقولُ: یا ربِ زدہُ، فیُلبسُ حُلَّۃَ الکرامۃِ، ثم یقول، یا ربِ ارضِ عنہُ، فیقالُ: اقرأْ وارقأْ ویزادُ بکلِّ آیۃٍ حسنۃً"(۱)

دنیا میں اگر کسی کی تاجپوشی کی جائے یہ عظیم ترین اعزاز ہے، اس سے بڑھ کر کوئی فخر واعزاز کی چیز نہیں، لیکن کسی بادشاہ کی اگر تاج پوشی ہو تو اس ملک کے جو سربراہ ہیں وہ جمع ہوتے ہیں اور بادشاہ کو تاج پہنا کر اعلان کرتے ہیں کہ آج سے یہ ہمارا بادشاہ ہے، ملک والوں کو فخر ہوتا ہے، اس میں ہر اقلیم کے لوگ جمع نہیں ہوتے بلکہ اپنے اپنے ملک والے لوگ جمع ہو کر تاج پہنائیں گے، اور ایک یہ کہ اگر مان لیا جائے کہ کسی کی تاج پوشی میں ساری دنیا کے ملکوں کے نمائندے جمع ہو گئے اور سب نے کھڑے ہو کر تاج پہنایا؛ مگر اس زمانہ کے جو لوگ گزر چکے ہیں وہ تو نہیں آویں گے، یا آئندہ آنے والے ہیں وہ تو شریک نہیں ہوں گے پھر تاج پوشی ناقص رہی۔

حافظ بہت عظیم لقب ہے

اللہ رب العزت نے کروڑہا انسانوں کے سینوں میں قرآن کو محفوظ کر دیا، ان حضرات کو

(۱) سنن ترمذی، حدیث: ۲۹۱۵

''حافظ'' کہا جاتا ہے، فی الواقع یہ بہت بڑا لقب ہے؛ کیوں کہ درحقیقت حافظ اللہ تعالی ہے، اسکے ذمہ اس کی حفاظت ہے؛ مگر عالم ظاہر میں چونکہ یہ لوگ حفاظت قرآن میں اللہ تعالی کے نائب ہیں، اس لئے یہ الفاظ ان پر بھی مستعمل ہیں اور یہ حفاظ کرام کے لئے بڑا اعزاز ہے''بل ھو آیات بینات في صدور الذین أوتوا العلم''۔(۱)

حافظ قرآن کے والدین کو اعزاز

حضرت معاذ جہنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کی تعلیم پر عمل کیا تو اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بڑھ کر ہوگی ''ألبس والدہ تاجا یوم القیامة ضوؤہ أحسن من ضوء الشمس''(۲) پھر اس شخص کے مرتبہ کا کیا ٹھکانا ہوگا جس نے خود قرآن پر عمل کیا ہوگا۔

والدین کے لئے ابدی سربلندی

جن ماں باپ نے اپنے بچوں کو حفظ کرایا ہے وہ یہاں بھی محروم نہیں، یہاں بھی ان کے لئے برکات ہیں، وہاں بھی ان کے لئے برکات ہیں، بچہ ابھی چھ سات برس کا ہوتا ہے، مگر جب پیش کرتے ہیں پہلے ماں باپ کا نام آتا ہے کہ فلاں صاحب کا بیٹا ہے جس نے قرآن حفظ کرلیا، تو قوم جان گئی کہ یہ بچہ ہے، باپ یہ ہے اس باپ کا احسان ہے جو اس بچہ کو قرآن حفظ کرایا، تو دنیا میں بھی سرنام ہو، اور آخرت میں تو تشہیر ہوگی لیکن اولین میں آخرین میں تو اپنا بچہ اور ماں باپ بھی سارے کے سارے ہی سرنام ہوں گے۔

---

(۱) فضائل حفظ القرآن: ۴۷، مولانا امداد اللہ انور، دار المعارف، پاکستان

(۲) ابو داؤد: باب فی ثواب قراءۃ القرآن، حدیث: ۱۴۵۵

خدا تعالی سے ہم کلامی کا شرف

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"إذا أحب أحدکم أن یحدث ربه فلیقرأ القرآن"(۱)

جب تم میں سے کوئی اپنے رب سے مناجات اور گفتگو کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ تلاوت قرآن کرے۔

حفاظ چونکہ اکثر وبیشتر قرآن کی تلاوت کرتے رہتے ہیں، اس لئے وہ بھی اللہ سے ہمکلامی سے مشرف ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ:

"حملة القرآن أولياء الله فمن عاداهم فقد عادي الله ومن والاهم فقدوالى الله"(۲)

امام حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کو خیر اور منکر کہا ہے(۳) حفاظ قرآن اللہ کے اولیاء (دوست) ہیں پس جس نے ان سے عداوت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے عداوت کی اور جس نے ان سے دوستی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دوستی کی۔

بہت بڑا اعزاز ہے کہ حافظ اور عامل قرآن سے دوستی اور دشمنی اللہ سے دوستی اور دشمنی ہو اور حفاظ خود اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں اور یہ دوستی بدستور قائم رکھنی چاہئے قرآن کو بھلا کر یا بے عمل بن کر اس مرتبہ سے محروم نہیں ہونا چاہئے۔

---

(۱)کنز العمال :فی فضائل تلاوۃ القرآن، حدیث :۲۵۲۲

(۲)فیض القدیر، حرف الہاء، حدیث ۶۴۸۹: المکتبۃ التجاریۃ الکبری مصر

(۳)الفوائد المجموعۃ، باب فضائل القرآن، حدیث :۳۸

اللہ عزوجل حفاظ سے قرآن سنتے ہیں

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إن الله ليَنْصتُ للقرآن ويسمعه من أهله" (۱) بے شک اللہ عزوجل قرآن کریم کے لئے خاموشی اختیار کرتے ہیں اور اس کی تلاوت اس کے اہل (حفاظ وعلماء) سے سنتے ہیں۔

حفظ قرآن جہنم سے نجات کا ذریعہ

حفظ قرآن کو جہنم سے بچاؤ اور نجات کا ذریعہ احادیث میں بتایا گیا ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں روایت ہے: حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر قرآن کو کسی کھال وغیرہ میں رکھ کر اسے بفرض محال آگ میں ڈال دیا جائے تو اس پر آگ اثر انداز نہیں ہوگی۔ "ثم ألقي في النار ما احترق" (۱)

حافظ کی ہر عذاب سے نجات

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضرت اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا يعذّب الله عبدا وعى القرآن" (۲) اللہ تعالیٰ اس بندے کو عذاب نہیں دیں گے جس نے قرآن کو (دل میں) محفوظ رکھا۔

حفظ قرآن بلند درجات کا سبب ہے

حفظ قرآن کو بلندی درجات کا سبب بتایا گیا، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی قیامت کے

(۱) مسند الفردوس للدارمی، باب فی فضل یس:، حدیث: ۳۷۳۶

(۲) مسند الفردوس: باب فضل من قرا القرآن، حدیث: ۳۶۳۹

دن صاحب قرآن سے کہے گا پڑھتا جا اور چڑھتا جا ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا، کیونکہ تیرا مقام وہ ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔

"اقراء ورتل كما كنت ترتل في الدنيا ؛ فإن منزلك عند آخر آية تقرؤها" (۱)

ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ نے ارشاد نقل کیا ہے کہ جنت کے درجات کا شمار قرآن کی آیات کے شمار کے برابر ہے تو جو قرآن پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا اس سے اوپر کسی امتی کا درجہ نہیں ہوگا:

"فمن دخل الجنة ممن قرأ القرآن لم يكن فوقه أحد" (۲)

حافظ قرآن کا حق شفاعت

حدیث میں ہے کہ حافظ قرآن کو حق دیا جائیگا کہ اپنے عزیزوں میں سے دس لوگوں کی شفاعت کر خواہ وہ ماں باپ ہوں، بھائی بہن ہوں، تجھے حق ہے کہ دس آمیوں کی شفاعت کا جس کی چاہے شفاعت کر، اور اگر کسی نے گھر میں سے پانچ بچوں کو حفظ کرا دیا ہے تو پچاس آدمیوں کی شفاعت کا حق ادا ہوگا پھر اگر گھر میں پچاس آدمی نہیں تو باقی شفاعت اوروں کے کام آئے گی، گھر والے تو بخشے ہی جائیں گے، باقی شفاعت اوروں میں پہنچ جائے گی۔

"مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَاسْتَظْهَرَهُ فَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَهُ اللَّهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلِّهِمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ". (۳)

---

(۱) سنن ابو داؤد: باب استحباب الترتيل في القراءة، حديث: ۱۴۲۲

(۲) تلاوة القرآن المجيد :۴۷

(۳) سنن ترمذی : حدیث، ۲۹۰۵

کسی کو شفاعت کا حق دیا جانا بڑی عزت وعظمت کی بات ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ خود وہ بخشا بخشایا ہے جب ہی تو اس کے لیے دوسروں کو بخشوانے کا حق دیا جارہا ہے کہ تو شفاعت کر دس آدمیوں کی ہم قبول کریں گے۔

اسی طرح سے علماء کو حق دیا جائے گا، شہداء کو حق دیا جائے گا کسی کو سات کسی کو دس آدمیوں کی شفاعت کا، اب اگر سارے ہی گھر والے حافظ ہیں تو ان کی شفاعت کہاں تک پہنچے گی؟ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔

قرآن کا قاری شفارشی ہے

حضرت ابوامامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ: قرآن مجید پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا "ياتي يوم القيامة شفيعا لأصحابه" اور دو نورانی سورتوں کو پڑھا کرو، سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران کیونکہ یہ قیامت کے دن اس طرح آئیں گی جیسے کہ دو بادل ہوں یا دو سائبان ہوں یا دو اڑتے ہوئے پرندوں کی قطاریں ہوں اور وہ اپنے پڑھنے والوں کے بارے میں جھگڑا کریں گے، سورت البقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا چھوڑنا باعث حسرت ہے اور جادوگر اس کو حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔"(۱)

حاملین قرآن کا بلند مرتبہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فی صحف مکرمة مرفوعة مطهرة بايدی سفرة کرام بررة"(۲) قرآن مجید بڑی عزت والے صحیفوں میں سے ہے اونچے اور پاک کئے ہوئے

(۱) مسلم: باب فضل قراءة القرآن وسورة البقرة، حدیث: ۸۰۴

(۲) سورہ عبس ۱۴:

ایسے سفیروں میں کے ہاتھوں میں جو بڑے شریف اور پاک باز ہے۔

معلوم ہوا کہ حاملین قرآن کی یہ تصویر ''کرام بررۃ'' ہونا چاہیے؛ حاملین قرآن کو اللہ نے فرمایا کہ فرشتوں کی صف ہے، بلکہ معلوم ہوا کہ جو قرآن مجید کو اٹھانے اور سینے میں رکھنے کا حوصلہ کرے اس کو ایسا بننا چاہیے

''**لایمسہ الا المطھرون**'' اللہ تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ اس قرآن مجید کو مطہر ہی چھوئیں صحابہ کرام ؓ میں سے جو لوگ قرآن مجید کے حافظ ہوتے تھے اور جن میں قرآن مجید کا علم خاص ہوتا تھا وہ ممتاز اور اپنے اخلاق وتقویٰ اور عبادت میں دوسروں سے بڑے ہوئے ہوتے تھے ،اس لئے حضور ﷺ جب میدان احد میں شہید کی لاشوں کو دفن کرنے لگے تو قرآن مجید جس کو زیادہ یاد ہوتا اس کو پہلی صف میں رکھتے جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔

حافظ قرآن کا کفن صاف ستھرا

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ؒ فرماتے ہیں کہ ہنڈن ایک ندی ہے قریب مدرسہ شاہ عبدالرحیم دہلوی کے، ایک دفعہ اُس ندی کی ایک ڈھانگ گری، اس میں سے ایک لاش جوں کی توں نکلی جس کا کفن میلا تھا اور وہاں سے بہہ کر عین دھار میں ٹھہر گئی، کچھ دیر بعد دوسری ڈھانگ گری اور اس میں سے بھی ایک لاش نکلی جس کا کفن بالکل صاف تھا،کہیں داغ دھبہ نہ تھا، وہ پہلی لاش سے مل کر دھاری دار چلدی جیسے کوئی کسی کا منتظر ہو اور دونوں مل کر روانہ ہو جائیں،لوگوں نے ان لاشوں کی تحقیقات کرنی شروع کر دی، جستجو کے بعد ایک بڑھیا نے بتایا کہ یہ دونوں قرآن کے حافظ تھے،اس کے بعد حضرت امام ربانی رشید احمد گنگوہی ؒ نے ارشاد فرمایا :اب قیاس کیا جاسکتا ہے کہ جس کا کفن صاف تھا وہ باوضو تلاوت کرتا ہوگا اور دوسرا بے وضو۔۔۔الخ۔(۱)

(۱) تذکرۃ الرشید ۲/ ۳۱۵ طبع جدید دیوبند

ایک ہندو جس کے جسم کو آگ نے نہیں جلایا

تقسیم ہند کے زمانے میں لاہور کے دو اشاعتی ادارے بڑے مشہور تھے، پہلا درسی کتب کا کام کرتا تھا اس کے مالک میسرز عطر چند اینڈ کپور تھے، دوسرا ادارہ اگرچہ غیر مسلموں کا تھا لیکن اس کے مالک پنڈت نول کشور قرآن پاک کی طباعت و اشاعت کیا کرتے تھے نول کشور نے احترام قرآن کا جو معیار مقرر کیا تھا وہ کسی اور ادارے کو نصیب نہ ہوسکا، نول کشور جی نے پہلے تو پنجاب بھر سے اعلیٰ ساکھ والے حفاظ اکٹھے کئے اور ان کو زیادہ تنخواہوں پر ملازم رکھا احترام قرآن کا یہ عالم تھا کہ جہاں قرآن پاک کی جلد بندی ہوتی تھی وہاں کسی شخص کو خود نول کشور جی سمیت جوتوں کے ساتھ داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی، دو ایسے ملازم رکھے گئے تھے جن کا صرف اور صرف ایک ہی کام تھا کہ تمام دن ادارے کے مختلف کمروں کا چکر لگاتے رہتے تھے کہیں کوئی کاغذ کا ایسا ٹکڑا جس پر قرآنی آیت لکھی ہوتی اس کو انتہائی عزت و احترام سے اٹھا کر بوریوں میں جمع کرتے رہتے پھر ان بوریوں کو احترام کے ساتھ زمین میں دفن کر دیا جاتا، وقت گزرتا رہا اور طباعت و اشاعت کا کام جاری رہا، پھر برصغیر کی تقسیم ہوئی، مسلمان، ہندو اور سکھ نقل مکانی کرنے لگے۔ نول کشور جی بھی لاہور سے ترک سکونت کر کے نئی دلی انڈیا چلے گئے، ان کے ادارے نے دلی میں بھی حسب سابق قرآن پاک کی طباعت و اشاعت کا کام شروع کر دیا، یہاں بھی قرآن پاک کے احترام کا وہی عالم تھا، ادارہ ترقی کا سفر طے کرنے لگا اور کامیابی کی بلندی پر پہنچ گیا، نول کشور جی بوڑھے ہو گئے۔ اور اب گھر پر آرام کرنے لگے جبکہ ان کے بچوں نے ادارے کا انتظام سنبھال لیا، اور ادارے کی روایت کے مطابق قران حکیم کے ادب و احترام کا سلسلہ اسی طرح قائم رکھا، آخر کار نول کشور جی کا وقت آخر آ گیا اور وہ انتقال کر کے خالق حقیقی سے جا ملے، ان کی وفات پر ملک کے طول وعرض سے ان کے احباب ان کے ہاں پہنچے،

ایک بہت بڑی تعداد میں لوگ ان کے کریا کرم میں شریک ہونے کے لئے شمشان گھاٹ پہنچے،ان کی ارتھی کو چتا پر رکھا گیا، چتا پر گھی ڈال کر آگ لگائی جانے لگی تو ایک انتہائی حیرت انگیز واقعہ ہوا نول کشور جی کی چتا آگ نہیں پکڑ رہی تھی، چتا پر اور گھی ڈالا گیا پھر آگ لگانے کی کوشش کی گئی لیکن بسیار کوشش کے باوجود بے سود، یہ ایک ناممکن اور نا قابل یقین واقعہ تھا، پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔لمحوں میں خبر پورے شہر میں پھیل گئی کہ نول کشور جی کی ارتھی کو آگ نہیں لگ رہی،مخلوق خدا یہ سن کر شمشان گھاٹ کی طرف امڈ پڑی، لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور حیران و پریشان تھے،یہ خبر جب جامع مسجد دلی کے امام بخاری ؒ تک پہنچی تو وہ بھی شمشان گھاٹ پہنچے،نول کشور جی ان کے بہت قریبی دوست تھے،اور وہ ان کے احترام قرآن کی عادت سے اچھی طرح واقف تھے، امام صاحب نے پنڈت جی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ سب کی چتا جلانے کی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہو پائے گی، اس شخص نے اللہ کی سچی کتاب کی عمر بھر جس طرح خدمت کی ہے اور جیسے احترام کیا ہے اس کی وجہ سے اس کی چتا کو آگ لگ ہی نہیں سکے گی چاہے آپ پورے ہندوستان کا تیل اور گھی چتا پر ڈال دیں، اس لئے بہتر ہے کہ ان کو عزت و احترام کے ساتھ دفنا دیجئے، چنانچہ امام صاحب کی بات پر عمل کرتے ہوئے نول کشور جی کو شمشان گھاٹ میں ہی دفنا دیا گیا،یہ تاریخ کا پہلا واقعہ تھا کہ کسی ہندو کی چتا کو آگ نہ لگنے کی وجہ سے شمشان گھاٹ میں ہی دفنا دیا گیا۔(۱)

حفاظ قرآن اللہ کا دوست اور ولی ہیں

حضرت ابن عمرؓ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ:

”حملة القرآن أولياء الله فمن عاداهم فقد عادي الله ومن

(۱)روزنامہ اوصاف 29-10-2019۔

والاھم فقدوالی اللّٰہ"(۱)

امام حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت خیر اور منکر کہا ہے(۲) حفاظ قرآن اللہ کے اولیاء (دوست) ہیں پس جس نے ان سے عداوت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے عداوت کی اور جس نے ان سے دوستی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دوستی کی، بہت بڑا اعزاز ہے کہ حافظ اور عامل قرآن سے دوستی اور دشمنی اللہ سے دوستی اور دشمنی ہو اور حفاظ خود اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں اور یہ دوستی بدستور قائم رکھنی ہے قرآن کو بھلا کر یا بے عمل بن کر اس مرتبہ سے محروم نہیں ہونا چاہیئے۔

حافظ قرآن کا اللہ معاون ہوتا ہے

"ولقد یسرنا القرآن فھل من مدکر"(۱) اور ہم نے قرآن کو حفظ کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے، پس کوئی ہے حفظ کرنے والا؟) یعنی ہم نے قرآن کو حفظ کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے جو حفظ کا ارادہ کرے ہم اس کا تعاون کریں گے، پس کوئی اس کے حفظ کا طالب ہے کہ اس کا تعاون کیا جائے؟

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں :ولقد یسرنا القرآن للذکر" یعنی ہم نے قرآن کو حفظ کے لئے آسان کر دیا ہے، اور جو حفظ قرآن کا ارادہ کرے اس کے لئے حفظ قرآن سہل وآسان کر دیں گے۔(۳)

حفظ کی نعمت صرف قرآن مجید کے ساتھ خاص ہے

مشہور تابعی اور مفسر قرآن سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کی کتابوں میں قرآن

(۱) فیض القدیر، حدف الھا، حدیث :۶۴۸۹، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر

(۲) الفوائد المجموعۃ، باب فضائل القرآن، حدیث :۳۸

(۳) تفسیر القرطبی: ۳۴۸،۱۴/۱

کے علاوہ کوئی کتاب ایسی نہیں ہے، جسے حفظ سے تلاوت کیا گیا ہو، ایک مفسر فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت یوشع بن نونؑ اور حضرت عزیرؑ ''تورات'' کے حافظ تھے، ان کے علاوہ بنی اسرائیل کے تمام لوگ اسے دیکھ کر پڑھتے تھے، اس وجہ سے بنی اسرائیل تورات جل جانے کے بعد حضرت عزیزؑ کے محتاج ہو گئے تھے تو انہوں نے اپنی یاد سے تورات لکھ دی ،اللہ تعالی نے اس امت پر قرآن کے حفظ کرنے کو آسان کر دیا ہے؛ نیز لوگوں نے تورات کے حافظ ہونے پر آپ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیدیا تھا۔

قرآن کریم کی حفاظت کا تاریخی واقعہ

امام قرطبیؒ نے سند متصل کے ساتھ ایک واقعہ لکھا ہے کہ امیر المومنین مامون کی عادت تھی کہ کبھی کبھی اس کے دربار میں علمی مسائل پر بحث ومباحثے اور مذاکرے ہوتے تھے جس میں ہر اہل علم کو آنے کی اجازت تھی، ایک مذاکرہ میں ایک یہودی بھی آگیا جو شکل اور لباس وغیرہ کے اعتبار سے بھی ایک ممتاز آدمی معلوم ہوتا تھا، پھر گفتگو کی تو وہ بھی فصیح وبلیغ اور عاقلانہ گفتگو تھی، جب مجلس ختم ہوگئی تو مامون نے اس کو بلا کر پوچھا کہ تم اسرائیلی ہو؟ اس نے اقرار کیا، مامون نے کہا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے، اس نے جواب دیا میں تو اپنے اور اپنے آباواجداد کے دین کو نہیں چھوڑتا، بات ختم ہوگئی، یہ شخص چلا گیا، پھر ایک سال کے بعد یہی شخص مسلمان ہو کر آیا اور مجلس مذاکرہ میں فقہ اسلامی کے موضوع پر بہترین تقریر اور عمدہ تحقیقات پیش کیں، مجلس ختم ہونے کے بعد مامون نے اس کو بلا کر کہا کہ تم وہی شخص ہو جو سال گزشتہ آئے تھے؟ جواب دیا، ہاں وہی ہوں، مامون نے پوچھا اس وقت تو تم نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا پھر اب مسلمان ہونے کا سبب کیا ہوا؟ اس نے کہا میں یہاں سے لوٹا تو میں نے موجودہ مذاہب کی تحقیق کرنے کا ارادہ کیا، میں

ایک خطاط اور خوشنویس آدمی ہوں، کتابیں لکھ کر فروخت کرتا ہوں، میں نے امتحان کے لیے تورات کے تین نسخے کتابت کیے جن میں بہت جگہ اپنی طرف سے کمی بیشی کردی اور یہ نسخے لے کر میں کنیسہ میں پہونچا، یہودیوں نے بڑی رغبت سے اس کو خرید لیا، پھر اسی طرح انجیل کے تین نسخے کمی بیشی کے ساتھ کتابت کرکے نصاریٰ کے عبادت خانے میں لے گیا وہاں بھی عیسائیوں نے بڑی قدر و منزلت کے ساتھ یہ نسخے مجھ سے خرید لیے، پھر یہی کام میں نے قرآن کے ساتھ کیا اس کے بھی تین نسخے عمدہ کتابت کیے جن میں اپنی طرف سے کمی بیشی تھی ان کو لے کر جب میں فروخت کرنے کے لیے نکلا تو جس کے پاس لے گیا، اس نے دیکھا کہ صحیح بھی ہے یا نہیں؟ جب کمی بیشی نظر آئی تو اس نے مجھے واپس کردیا، اس واقعہ سے میں نے یہ سبق لیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے؛ اس لیے میں مسلمان ہوگیا۔(۱)

ضیاع عمر کا اقرار

ابن مقنع ؒ جو اپنے وقت کا ایک بڑا بلند پایہ ادیب گذرا ہے، اس نے دعویٰ کیا کہ قرآن پاک بے شک فصاحت اور بلاغت کی انتہا پر ہے لیکن میں بھی اس طرزِ کلام لکھ سکتا ہوں، اس نے اپنی کافی عمر اسی خیال میں ضائع کی اور اپنے خیال میں کچھ اس طرز پر لکھا بھی، ایک روز اسے ایک مکتب کے پاس سے گذرنے کا اتفاق ہوا، وہاں ایک لڑکا سورۂ ہود کی یہ آیت مبارکہ پڑھ رہا تھا :

وَقِيلَ يَاأَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ۔(۲)

اور حکم آیا اے زمین! نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان! تھم جا اور سکھا دیا گیا پانی اور

(۱) معارف القرآن مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ ص ۵ / ۲۸۲ سورۃ الحجر ۹:، از قرطبی

(۲) سورہ هود : ۴۴

ہو چکا کام اور کشتی جودی پہاڑ پر جا ٹھری۔ اور حکم ہوا دوری ہے ظالم قوم کے لیے۔"

ابن مقنع سنتے ہی حیرت زدہ اور مدہوش ہو گیا اور گھر آ کر اپنے سب لکھے کو مٹا دیا اور قسم کھا کر کہا کہ اس کلام کا کوئی معارضہ نہیں کر سکتا اور یہ کسی انسان کا کلام نہیں۔

تلاوت قرآن کی اہمیت

قرآن کی وجہ تسمیہ

آج پوری دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اور حفظ کی جانے والی کتاب یہی قرآن ہے، یہ امتیاز کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ہے، جو اس کی عظمت کی واضح دلیل ہے۔

عظمت قرآن

قرآن مجید حق جل مجدہ کا کلام ہے اور اس کی صفت ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح قدیم، ازلی و ابدی ہے، جس طرح اللہ کی ذات قابل تعظیم ہے، اسی طرح اس کی صفت بھی قابل تعظیم ہے، اس لئے قرآن مجید کی عظمت بھی ضروری ہے۔

اس پوری کائنات میں سوائے قرآن مجید کے کوئی چیز ایسی نہیں جس کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہو، جتنی چیزیں اس دنیا میں ہیں حتیٰ کہ کعبۃ اللہ بھی سب اللہ کی مخلوق ہیں؛ لیکن قرآن مجید اللہ کی مخلوق نہیں؛ بل کہ اللہ کی صفت ہے، مخلوق تو حادث وفانی ہوتی ہے؛ لیکن اللہ کی صفت ازلی وقدیم ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی جیسے اللہ کی ذات کبھی فنا نہ ہوگی۔

حفظ قرآن امت پر فرض کفایہ ہے

جمہور علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک اتنا قرآن کریم حفظ کرنا جس سے نماز ادا ہو جائے، ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے اور مکمل قرآن کریم حفظ کرنا فرضِ کفایہ اور باعثِ اجر وثواب ہے، اگر کوئی بھی مسلمان حافظِ قرآن نہ رہے تو تمام عالم کے مسلمان گناہ گار ہوں گے۔

حفظ قرآن کی مقدار کتنی لازم ہے؟

قرآن شریف کی اتنی مقدار کا حفظ کرنا جس سے نماز ادا ہو جائے ہر شخص پر فرض

ہے، اور تمام کلام پاک کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اگر کوئی بھی ۔العیاذ باللہ۔۔۔حافظ نہ رہے تو تمام مسلمان گناہگار ہیں بلکہ زرکشیؒ سے ملا علی قاریؒ نے نقل کیا ہے کہ جس شہر یا گاؤں میں کوئی قرآن پڑھنے والا نہ ہو تو سب گناہ گار ہیں۔(۱)

حفاظ قرآن کے لئے سب سے بڑا اعزاز

اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے :

☆"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" (۲) بے شک ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں، قرآن حکیم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے ؛مگر عالم اسباب میں اس کی حفاظت کا من جملہ دوسرے طریقوں کے ایک طریقہ یہ ہے کہ کروڑہا انسانوں کے سینوں میں قرآن کو محفوظ کر دیا، ان حضرات کو حافظ کہا جاتا ہے، فی الواقع یہ بہت بڑا لقب ہے ؛ کیوں کہ درحقیقت حافظ اللہ تعالیٰ ہے، اسکے ذمہ اس کی حفاظت ہے ؛مگر عالم ظاہر میں چونکہ یہ لوگ حفاظت قرآن میں اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں، اس لئے یہ الفاظ ان پر بھی مستعمل ہیں۔(۳)

حفاظت قرآن کے دو سبب

دنیا میں اللہ تعالی نے حفاظت قرآن کے دو ہی ذریعے رکھے ہیں، ایک مصاحف دوسرے : قلوب حفاظ۔۔۔۔۔مصاحف و اوراق میں قیامت اور بعد قیامت قرآن کو بقاء نہیں، احادیث میں مروی ہے کہ قیامت کے قریب قرآن کے حروف اوراق سے

---

(۱) تحفہ حفاظ : ۱۲۸

(۲) الحجر : ۹

(۳) فضائل حفظ القرآن : ۴۷، مولانا امداد اللہ انور، دار المعارف، پاکستان

اٹھا لئے جائیں گے۔

"إن هذا القرآن الذی بین أظهر کم یوشک أن ینزع منکم" (۱)

دوسرے پھر یہ ذریعہ ختم ہوجائے گا مگر قلوب حفاظ بعد قیامت بھی حفظ قرآن کے ساتھ بدستور باقی رہیں گے حتی کے جنت میں بھی قرآن مجید حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہوجائے گا اور حفاظ کرام کو حکم دیا جائے گا، قرآن مجید کو پڑھتے جاؤ اور چڑھتے جاؤ جہاں تلاوت قرآن ختم ہو وہی تمہارا مقام وہی تمہاری جنت ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حفاظت قرآن کا افضل ترین ذریعہ حفاظ کرام کے دل ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کے حکم اور فضل سے دوسرے حفاظت قرآن کے ذرائع سے افضل ترین ذریعہ حفاظ ہیں اور یہ حفاظ کرام کے لئے بڑا اعزاز ہے۔

قرآن کریم کی شان

علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: قرآن میں شرافت کی سب جہتیں جمع ہوگئی ہیں: کتاب بہترین، زبان سب سے اشرف عربی، رسول سب سے اشرف نبی آخرالزماں ﷺ، بیچ میں واسطہ سب سے اشرف فرشتہ جبرئیل، نزول کی ابتداء ہوئی سب سے بہترین زمین کے ٹکڑے مکہ مکرمہ میں اور بہترین ماہ رمضان میں۔

"أنزلَ أشرفُ الکُتب بأشرف اللُّغات علی أشرف الرُّسل بسَفارتِ أَشرفِ الملائکةِ وکان ذلک فی أشرفِ بِقاعِ الأَرض و أُبتدئ انزالُه فی أشرفِ شهورِ السَّنة وهو رمضان فکمُل من کلِّ الوجوه"۔ (۲)

لیلۃ القدر میں قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اتارا گیا پھر بتدریج

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبه، البيهقي، شعب الإيمان، حدیث: ۲۰۲۶

(۲) ابن کثیر: سورہ یوسف: ۲

۲۳ سال میں پیغمبر پر اترا، نیز اسی شب میں پیغمبر پر اس کے نزول کی ابتداء ہوئی۔(۱)

عظمت قرآن کا ایک واقعہ

ایک بادشاہ کالڑکا ایک استاذ کے پاس علم حاصل کرتا تھا، ایک مرتبہ بادشاہ استاذ سے ملنے آئے اور قرآن کی تعلیم کو دیکھ کر خوش ہوئے اور استاذ کو دس ہزار اشرفیوں کی ایک تھیلی دی، استاذ نے بادشاہ سے کہا یہ تو بہت ہیں ہم نے کیا ہی کیا ہے، جو اتنا بڑا انعام ملے؟ بادشاہ واپس ہوگئے اور جا کر حکم بھیجا کہ کل سے آپ میرے بچے کو تعلیم نہ دیں۔

استاذ حیرت میں پڑ گئے کہ کیا قصہ ہے۔ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ کیا خطا ہوگئی کہ آپ نے آپ کے صاحب زادے کو پڑھانے سے منع فرمادیا؟ بادشاہ نے کہا کہ جب آپ نے قرآن کی تعلیم کے مقابلہ میں دس ہزار اشرفیوں کو بھاری سمجھا تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ قرآن سے زیادہ اشرفیوں کے قائل ہیں اس لیے میں نے یہ حکم دیا۔

قرآن کی فصاحت و بلاغت کا معیار

علامہ طنطاویؒ نے اپنی تفسیر ''الجواہر فی تفسیر القرآن'' میں اپنے دوست کا ایک واقعہ نقل کیا ہے ان کے دوست نے فرمایا کہ میں جرمنی میں تھا، وہاں کے چند عربی علوم سے دلچسپی رکھنے والے فضلاء کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ان میں سے ایک نے پوچھا کیا تم بھی عام مسلمانوں کی طرح قرآن کے بارے میں یہ خیال رکھتے ہو کہ قرآن عربیت وفصاحت و بلاغت کے لحاظ سے معجزہ ہے؟ میں نے کہا ہاں، میں ایمان رکھتا ہوں اس

---

(۱) فوائد علامہ عثمانیؒ: سورۃ الدخان والقدر

میں تعجب کی کیا بات ہے؟ یہ تو ایک علمی مسئلہ ہے اس کا امتحان ابھی ہوسکتا ہے میں ایک بات کہتا ہوں آپ اس کو فصیح عربی میں ادا کریں، وہ یہ ہے: جہنم بے حد وسیع ہے، ان سب نے مل کر ۱۵-۲۰ جملے بنائے مثلاً:

"ان جهنم لوسيعة، ان جهنم لاوسع مما تظنون، ان سعة جهنم لا يتصورها عقل انسان، كل ما خطر ببالك في سعة جهنم فانها لارحب منه واوسع"

وغیرہ، میں نے کہا اور محنت کیجیے، انھوں نے کہا ہم اپنی محنت اور فکر ختم کر چکے، میں نے کہا قرآن نے جو بیان کیا ہے اس کو سنیے: "يوم نقول لجهنم هل امتلئت وتقول هل من مزيد"(۱) چونکہ وہ عربی داں تھے، اچھل پڑے اور اپنی رانوں پر ہاتھ دے مارے اور اقرار کیا کہ ہم عاجز رہے۔(۲)

قرآن کی جامعیت کا معیار

ہارون رشید کے پاس ایک نصرانی طبیب علاج کے لیے رہتا تھا اس نے علی بن حسین بن واقدؒ سے کہا کہ تمہاری کتاب قرآن میں علم طب کا کوئی حصہ نہیں ہے؛ حالانکہ دنیا میں دو ہی علم ہیں (۱) ایک علم ادیان (۲) علم ابدان جس کا نام طب ہے، علی بن حسینؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سارے فن طب اور حکمت کو آدھی آیت میں جمع کر دیا ہے، وہ "كُلوا وشرَبوا ولا تُسرِفُوا"(۳) پھر اس نے پوچھا کیا تمہارے رسول کے کلام میں بھی طب کے متعلق کچھ ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے چند کلمات میں سارے فن طب کو جمع کر دیا، فرمایا: المِعدةُ بيت الدّاء والحمية رأسُ الدواء واَعطِ كلَّ بدن ما عوَّدتَه (۲)

(۱)سورہ ق: ۳۰

(۲)تفسیر الجواہر للطنطاوی ۲۳/۱۰۷

(۳)اعراف: ۳۱

معدہ بیماریوں کا گھر ہے،مضر چیزوں سے پرہیز ہر دوا کی اصل ہے،ہر بدن کو وہ چیز دو جس کا وہ عادی ہے،نصرانی طبیب نے سن کر کہا کہ تمہاری کتاب اور تمہارے رسول نے جالینوس کے لیے کوئی طب نہیں چھوڑی۔(۱)

پانچ سو سالہ قدیم نسخہ ملیشیا میں منعقد ہونے والی کتابوں کی نمائش میں پانچ سو (۵۰۰) سالہ قدیم ایک میٹر لمبا نسخہ قرآنی متعارف کرایا گیا، نیز ایک نصف میٹر لمبا کھجور کے پتوں پر قلم بند قرآنی نسخہ بھی دکھایا گیا،یہ قرآن کی عظمت اور مسلمانوں کی اس کتاب کے ساتھ وابستگی کا واضح ثبوت ہے۔(۲)

قرآن کی تلاوت کا اثر مخلوقات پر

اسی عظمت نے تمام مخلوقات کو قرآن کے سامنے عاجز کر دیا، جب اللہ تعالیٰ نے اس امانت کو زمین، آسمانوں اور پہاڑوں جیسی عظیم مخلوقات پر پیش کیا تو سب گھبرا گئے، اس کو سنبھالنے سے عذر کر دیا۔

”اِنَّا عَرَضْنَا الأَمَانَةَ عَلی السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّه كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا“(۳)

پہاڑ کتنی عظیم اور ثقیل چیز ہے؛مگر اس کے باوجود اللہ کے کلام کی عظمت وثقل نے اس کو دب جانے اور پھٹ جانے پر مجبور کر دیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو تو دیکھتا کہ وہ اللہ کی خشیت اور خوف سے دب گیا ہے اور پھٹ گیا ہے۔

---

(۱) معارف القرآن ۳/۵۴۷،کشاف ۲/۹۷،اعراف ۳۱

(۲) الفاروق کراچی ص۲۹،رجب ۱۴۲۸ھ

(۳) الاحزاب: ۷۲

"لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللهِ"(۱)

تلاوت قرآن کا آپ ﷺ پر اثر

قرآن کی عظمت و جلالت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ سخت سردی کے دنوں میں آپ پر جب وحی نازل ہوتی تو وحی کے ختم ہونے کے بعد آپ کی پیشانی پر سے پسینہ بہنے لگتا۔

"قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا وَلَقَدْ رَأَيْتُهٗ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهٗ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا"(۲)

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ پر وحی نازل ہوتی تو اس کی وجہ سے آپ کو بوجھ معلوم ہوتا اور تکلیف معلوم ہوتی اور چہرے کا رنگ بدل جاتا۔

"عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ لَهٗ وَجْهُهٗ"۔(۳)

اللہ کا کلام کس قدر عظیم وثقیل چیز ہے کہ نبی کریم ﷺ اس کی وجہ سے سخت سردی میں پسینے میں شرابور ہو جاتے ہیں اور آپ کا بدن مبارک اس کے وزن سے وزنی ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے وزن کو محسوس فرماتے ہیں، چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور خراٹے جیسی آواز زبان مبارک سے نکلتی ہے۔

"عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ اِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ غَشِيَتْهُ السَّكِيْنَةُ فَوَقَعَتْ فَخِذُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ی

(۱)سورۃالحشر: ۲۱

(۲) صحیح بخاری، حدیث: ۲۳۳

(۳)مسند الامام احمد، حدیث: ۲۲۷۰۸

فَخِذِیْ فَمَا وَجَدْتُ ثِقْلَ شَیْئٍ أَثْقَلَ مِنْ فَخِذِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ“ (۱)

حضرت وحشیؓ کی زندگی قرآن کے ذریعہ سے انقلاب

وحشی جنہوں نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اللہ کے شیر کو خود شہید کیا تھا اور ان کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ آپ کو معلوم ہے، حضور ﷺ کے سامنے جب وہ آئے اور انہوں نے بیعت کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کی بیعت قبول کی، انہوں نے کلمہ پڑھا اور ایمان لائے، آپ ﷺ نے فرمایا وحشی! اگر تم میرے سامنے بار بار نہ آؤ تو اچھا ہوگا، اس لئے کہ مجھے اپنے چچا یاد آجاتے ہیں، یہ قدرتی بات بھی ہے اور بہت لطف جذبہ، احساس اور اعلیٰ درجہ کی انسانیت لیکن انہوں نے جو کلمہ پڑھا اور آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے، اس نے ان کے اندر ایسا انقلاب پیدا کر دیا، ایسی روحانیت پیدا کر دی اور ایسی ایمانی طاقت پیدا کر دی جس پر آج بڑے بڑے اولیاء اللہ رشک کر رہے ہیں، یہی وحشی ہیں جنہوں نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا، میں جب اس واقعہ کو پڑھتا ہوں تو کہتا ہوں کہ حضرت وحشی کی بھی نگاہ انتخاب کو داد دینی چاہئے کہ انہوں نے ایک ایسی ہستی سے اسلام اور مسلمانوں کو محروم کیا تھا جو اسلام کے لئے تقویت کا باعث تھی اور رسول اللہ ﷺ کو بہت محبوب تھی تو اس کی تلافی اور کفارہ کے لئے انہوں نے ایسی ہستی کا انتخاب کیا جو سب سے بڑھ کر حضور ﷺ کے نزدیک مبغوض تھی، ایک وہ شخص تھا جو نبوت کا بہت بڑا حامی اور مددگار تھا، پھر ایک وہ شخص تھا جو اس نبوت کے مقابلہ میں سینہ تان کر آیا تھا اور منصب نبوت کا گویا حریف اور رقیب تھا۔ انہوں نے گناہ کے کفارہ کے لئے جو بہترین انتخاب ہوسکتا تھا انتخاب کیا یقیناً حضور ﷺ کی روح مبارک ان سے خوش ہوئی ہوگی، یہ سب ان کی ایمانی قوت کا نتیجہ ہے۔(۲)

---

(۱)سنن ابو داود، حدیث : ۳۱۰۹

(۲) سیرت ابن ہشام سیرت ابن ہشام : ۱/۴۵۴

مطالعہ قرآن سے ہدایت

ڈاکٹر عبداللہ علاؤالدین (جرمنی) جوسورہ ’’اخلاص‘‘ کا ترجمہ کسی رسالہ میں دیکھ کر متاثر ہوئے اسلام کے متعلق مزید جستجو شروع کی، آخر قرآن کا مطالعہ کرنے کے بعد عیسائیت کو خیرباد کہا اور مشرف باسلام ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ: میں ایک غریب آدمی ہوں اس لئے جرمنی سے استنبول تک میں نے سائیکل پر سفر کیا، میں استنبول پہنچا اور قرآن شریف کو اس خیال سے پڑھنا شروع کیا کہ کتاب مقدس (بائبل) تورات، زبور اور انجیل کی جس طرح غلطیاں تلاش کرتا رہا ہوں اسی طرح اس کتاب کی غلطیاں ڈھونڈوں گا لیکن جوں جوں اس کی تلاوت اور مطالعہ سے مستفیض ہوتا گیا میرے ایمان میں اضافہ ہوتا رہا کہ یہی وہ آخرت اور سچی ہدایت ہے جس کی مجھے تلاش تھی اور یقین ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے میں ۱۹۵۴ء میں استنبول ہی میں مسلمان ہو گیا۔ الحمدللہ! مجھے اسلام کی دولت نصیب ہو گئی۔ (۱)

قرآنِ کریم کی کرامات

یہ حیرت دو چند ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک نبی امّی نے عرب جیسی جاہل مطلق قوم کو زمین کے تہ خانوں سے نکال کر فلک الافلاک پر پہنچا دیا، عرب کے خانہ بدوش چرواہوں کے سر پر دنیا کی بادشاہت کا تاج رکھ دیا، اور یاد رہے کہ یہ عظیم الشان انقلاب کل ۲۳ سال کی مختصر سی مدت میں کر دکھایا، اور ان ہی قرآنی تعلیمات کے زیر اثر عالم اسلام میں ایسی جلیل القدر شخصیتیں اور اولوالعزم ہستیاں رونما ہوئیں کہ دنیا کی کسی قوم نے آج تک ایسی عدیم النظیر مثالیں پیش کی ہیں نہ قیامت تک پیش کر سکتی ہے، عرب کے ریگستان سے نکل کر عرب کے شتربان دیکھتے ہی دیکھتے اقصائے

(۱) ہم کیوں مسلمان ہوئے؟ ۱۶۰

عالم میں پھیل گئے، اور جہاں کہیں پہنچے وہاں قرآن کے نور ہدایت اور علم وحکمت سے اس خطہ کو اور اس آبادی کو منور کر دیا، علوم وفنون کی بڑی بڑی درسگاہیں قائم کیں، بڑے بڑے متمدن شہر آباد کئے، جن کی ترقی وعروج کی یہ شان تھی کہ آج جس طرح طلبہ مما لک یورپ میں اعلیٰ تعلیم کے لئے جاتے ہیں کسی زمانے میں مما لک یورپ سے بلاد اسلامیہ کی طرف علم وحکمت کے موتیوں سے اپنے دامن مراد بھرنے کے لئے آتے تھے۔

قرآن کی شفاءیت

ایک صاحب کا بچہ حضرت والا کے پاس پڑھا کرتا تھا انہوں نے بیماری کی وجہ سے گھر سے بھیجنے کی تاخیر کی ملاقات پر آپ نے فرمایا بیماری کی وجہ سے کیوں تاخیر کی میرا تجربہ ہے کہ قرآن مجید شفا ہے اور حدیث میں بھی ہے

"من لم یشتفي بالقران لا شفاه"

اللہ جو قرآن کریم سے شفا حاصل نہ کرے اللہ اسے شفا نہ دے

اس لیے اگر طالب علم بیماری میں بھی پڑھنا نہ چھوڑے تو انشاء اللہ بابرکت قرآن حکیم بیماری خود بخود ختم ہو جائے گی فرمانے لگے میں گزشتہ سال بیمار ہو گیا تمام ڈاکٹروں سے علاج کرایا کوئی افاقہ نہ ہوا معالج مایوس ہو گئے میں نے کہا مجھے مدرسے چھوڑ آؤ، چنانچہ ایک دن کچھ تکلیف رہی دوسرے دن پڑھانے کے خوب قابل ہو گیا الحمدللہ میرا تجربہ ہے کہ قرآن شریف شفا ہے مدرس کتنا ہی بیمار ہو قرآن کریم کی تدریس ہر گز نہ چھوڑے انشاء اللہ جلد شفا ہو گی۔

شیخ ابو المعاویہ الاسود یمانی طرطوسی نابینا جب ناظرہ قرآن شریف پڑھتے تو آنکھ کی روشنی بحال ہو جاتی تھی۔

عرصہ دراز سے آپ کی آنکھوں کی بصارت جاتی رہی تھی مگر نصیر بن الفراح اسلمی

خادم شیخ و نیز ابوزاہر یہ کا یہ بیان ہے کہ میں طرطوس میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ ان کے حجرے میں قرآن مجید لٹکا ہوا ہے دل میں خیال آیا کہ یہ نابینا اور آنکھوں سے معذور ہے، قرآن مجید رکھنے کی ضرورت ہی کیا پڑتی ہوگی میں نے کہا حضرت آپ تو مخفوف البصر ہیں یہ قرآن مجید کیوں رکھا ہے فرمایا کہ ایک راز ہے جب تک زندہ رہوں کسی پر ظاہر نہ کرنا میں نے وعدہ کرلیا آپ نے فرمایا کہ جب مصحف شریف لے کر بیٹھتا ہوں تو آنکھوں کی روشنی کھل جاتی ہے اور جب تک میں پڑھتا رہتا ہوں تو آنکھوں کی روشنی بحال رہتی ہے اور جب کلام پاک بند کر دیتا ہوں تو پھر بدستور نابینا ہو جاتا ہوں یہ سلسلہ جاری ہے اس لیے مصحف رکھ لیا۔(۱)

قرآن کریم کی افتتاحی اختتامی مجلس میں شرکت

جو شخص افتتاح قرآن کی مجلس میں حاضر ہوا گو یا وہ لشکر اسلام کی فتوحات کے وقت یا جہاد کے وقت یا جہاد کے افتتاح کے وقت حاضر ہوا اور جو ختم قرآن کی مجلس میں حاضر ہوا گو یا اموال غنیمت کی تقسیم کے وقت حاضر ہوا۔

خواص اعمال قرآنی کے چند شاہکار نمونے

۱۔غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اصبہان میں بعض صلحاء کو پیشاب کی تکلیف ہوگئی تو انہوں نے ایک کاغذ پر بسم اللہ کے علاوہ یہ آیتیں لکھیں'' وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا * فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًّا، وحملت الأرض والجبال فدكتا دكة واحدة'' پھر اس کاغذ پر پانی ڈالا اور وہ پانی پی گئے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی تکلیف دور فرمائی، اور پتھری کو خارج فرمادیا۔

۲۔منقول ہے کہ عبد الرحمن بن عوفؓ اپنے جس مال واسباب اور اولاد کی

---

(۱)اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے

حفاظت چاہتے تھے اس پر ان نورانی حروف (مقطعات) کو لکھ دیتے تھے اور بعض حضرات جب دریا کا سفر کرتے تو ان کو پڑھ لیتے تھے اور ان کے ذریعہ حق تعالیٰ سے حفاظت چاہتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ حروف خشکی اور تری میں جس جگہ بھی پڑھے جاتے ہیں ان کے پڑھنے والے کی جان واولاد اور اس کا مال سب چیزیں محفوظ رہتی ہیں اور وہ ضائع ہونے سے اور ڈوبنے سے مامون رہتا ہے۔

۳۔غزالیؒ اپنی کتاب خواص القرآن میں لکھتے ہیں کہ بعض عارفین کا دستور تھا کہ جب دریا میں طوفان آتا تو سورتوں کے شروع کے حروف مقطعات کو کسی ٹھیکری پر لکھ کر دریا میں ڈال دیتے تو حق تعالیٰ کے حکم سے دریا ٹھہر جاتا اور موج پُرسکون ہو جاتا تھا۔(۱)

تلاوت قرآن پر ملائکہ بوسہ دیتے ہیں

حضرت سفیان ثوریؒ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص قرآن کریم مکمل کرتا ہے تو فرشتہ اس کی پیشانی کو بوسہ لیتا ہے۔

عبد الله بن یونس علیہ الرحمہ قال : سمعت سفیان الثوری علیہ الرحمہ یقول: اذا ختم الرجل القرآن قبّل الملک بین عینیہ۔(۲)

تلاوت قرآن، امت محمدیہ کی خصوصیت ہے

حتیٰ کہ یہ نعمت فرشتوں کو بھی حاصل نہیں اس لئے فرشتے نماز میں شریک ہوتے ہیں کہ امام کی تلاوت سنیں، جب سورۂ فاتحہ ختم ہوتی ہے تو آمین کہتے ہیں اور جہاں قرآن کریم پڑھا جائے وہاں ملائکہ جمع ہو کر عرش تک اوپر نیچے پڑاؤ لگا دیتے ہیں اور

---

(۱) مفتاح الکمال

(۲) المجالسۃ وجواھر العلم، حدیث :۳۹۵

گھیرا ڈال دیتے ہیں کہ اس قرآن کی تلاوت کی وجہ سے جو رحمتیں نازل ہوتی ہیں فرشتے بھی اس کے مؤرد بن سکیں اور اسے سن سکیں، پس قرآن کی تلاوت کی سعادت حاصل کرنا چاہیے۔(۱)

تلاوت قرآن ساحر عظیم

اقلیم خطابت کے فرمانروا سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ کی تلاوت قرآن کے حوالے حضرت قاضی مجاہد الحسینیؒ نے لکھا ہے: ''جب آپ خطابت کے لئے کھڑے ہوتے، مجمع گوش برآواز، فضا میں لحن حجازی رقص کرنے لگتا تھا گویا کہ تھوڑی دیر کے لئے سامعین کے دل و دماغ پر کیف و مستی چھاگئی ہوتی اور یوں محسوس ہوتا کہ آسمان سے حور وملائکہ مجمع پر رحمتوں کے پھول برسا کر جلسہ گاہ کو مشام جان بنا گئے ہیں اور آب کوثر سے ہر آنکھ پرنم ہیں، سامعین کا جی چاہتا ہے کہ شاہ جی آج صرف قرآن پڑھ کر ہی سناتے رہیں، یہ اشتیاق اور تقاضا صرف مسلم سامعین کا نہ ہوتا بلکہ غیر مسلموں کی بھی یہی کیفیت ہوتی، ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ ہندو کا بیان ہے کہ میں دور دراز کا سفر کر کے صرف شاہ جی کی تلاوت قرآن سننے کے لیے مختلف جلسوں میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کرلیا کرتا تھا۔''

قرآن حکیم کے بارے میں کبھی کفار کہا کرتے تھے کہ یہ کسی بڑے جادوگر کی سحر طرازی ہے، نعوذ باللہ بیسوی صدی میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی تلاوت قرآن سن کر کہا جاسکتا ہے: اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ'' یہ ایک بہت بڑا جادوگر ہے۔(۲)

کوئی ایسی کتاب لایئے

۱۹۵۰ء میں مجلس احرار اسلام کی آل پاکستان کانفرس منعقد ہوئی ایک اجلاس میں

---

(۱) علامہ انور شاہ صاحبؒ

(۲) امیر شریعت نمبر: ماہنامہ نقیب ختم نبوت صفحہ ۱۸۳:

شاہ جی نے دوران تقریر فرمایا: قاضی احسان احمد صاحب نے روس کی چھپی ہوئی کتاب مجھے دکھائی جس کا نام ''اسٹالن'' ہے قاضی صاحب نے اس کی طباعت وکتابت کی خوبیوں اور اس کی دلکشی ودلفریبی کی قصیدخوانی کرتے ہوئے بتایا: شاہ جی! دیکھو! ان تمام خوبیوں کے باوجود اس کتاب کی قیمت روپیہ یا بارہ آنے ہیں، میں کہتا ہوں کہ کوئی کمال نہیں، اسٹالن کی اپنی حکومت، اپنی سیاہی، اپنا قلم، اپنا کاغذ، اپنا پریس، اپنے ملازمین اور کارندے غرضیکہ اس سلسلہ کے تمام ساز وسامان اسے مہیا ہیں وہ جو چاہیے جس طرح چاہے اسے شائع کرسکتا ہے، اسے یہ کتاب دنیا کو مفت تقسیم کرنی چاہیے، اسٹالن کا یہ کوئی کمال اور خوبی نہیں، کمال اور خوبی ملاحظہ کرنا ہو، قرآن پاک کی تاریخ ملاحظہ فرمایئے۔

وہاں نہ قلم، نہ دولت، نہ پریس،، نہ عملہ، نہ حکومت اور نہ ہی دنیا ساز وسامان جن کے بل بوتے پر قرآن کی اشاعت کا اہتمام کیا جاسکے، لیکن کمال ملاحظہ ہو کہ آج قرآن مجید کروڑوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ میں دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ قرآن مجید کے مقابلے میں کوئی ایسی کتاب لایئے جو آج تک اس سے زیادہ اشاعت پذیر ہوئی ہو، اور اس سے زیادہ انسانوں کے سینہ میں محفوظ ہو۔(۱)

خدا کے لیے بس کرو

حضرت شاہ بخاری صاحبؒ نے فرمایا: یوسفؑ کے ذکر سے مجھے ڈم ڈم جیل یاد آگئی ۱۹۳۰ء کے امام اسیری میں ایک رات سورہ یوسف کی تلاوت کررہا تھا، چودھویں رات کیا چاند کی چاندنی، رات کا سنّاٹا، فضا خاموش اور ماحول دم بخود، تلاوت قرآن مجید میں کچھ وقت گذرگیا، اتنے میں پنڈت رانجھی لال سپرنٹنڈ جیل نے مجھے پیچھے سے

(۱) امیر شریعت: ۱/۱۸۵

پکارا دیکھا تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہو رہی تھی کہنے لگا : ''شاہ جی! خدا کے لیے بس کرو میرا دل قابو سے باہر ہو رہا ہے اور مجھ میں رونے کی سکت نہیں رہی'' (پھر فرمایا:) بھائی قرآن پڑھا جائے تو آج بھی اس کے اعجاز دکھائی دیتے ہیں۔(۱)

روح پاک ہو جائے گی

ایک دفعہ لاہور دفتر احرار میں چند نوجوان آئے اور انہوں نے قرآن کریم اور دیگر کتابوں کے موازنہ کی گفتگو کی تو آپ نے فرمایا : ''میاں تم قرآن پاک کو الہامی کتاب مان کر نہ پڑھو، عربی ادب عالیہ کی کتاب سمجھ کر ہی پڑھ لو تو تمہاری روح پاک ہو جائے گی۔''

تکمیل قرآن قبولیتِ دعا کا وقت

حضرت عرباضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم مکمل کرنے والے کی دعا کو قبول کیا جاتا ہے۔''من ختم القرآن فله دعوة مستجابة''۔(۲)

ختم قرآن پر گھر والے اکھٹے ہوں

حضرت ثابتؒ سے مروی ہے کہ حضرت انسؓ جب قرآن کریم کی تکمیل فرماتے تو اپنے گھر والوں کو جمع کرتے پھر ان کے لیے دعا فرماتے۔

'' ان انس بن مالک رضی اللہ عنہ کان اذاختم القرآن جمع اهله وولده فدعالهم''۔(۳)

---

(۱) امیر شریعت ۱۹۱ :
(۲) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث ۶۷۴ :
(۳) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث : ۶۷۴

مال غنیمت کی تقسیم جیسا اجر

حضرت ابوقلابہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جو شخص قرآن کریم کی افتتاح کی مجلس میں حاضر ہوا گویا وہ لشکر اسلام کی فتوحات کے وقت آیا اور جو شخص تکمیل قرآن کی مجلس میں حاضر ہوا گویا وہ مال غنیمت کی تقسیم کے وقت حاضر ہوا۔

" عن ابی قلابة رضی اللّٰہ عنه و رفعه قال :من شهد القرآن حین یفتح فکانما شهد فتحاً فی سبیل اللّٰہ و من شهد ختمه حین یختم فکانما شهد العنائم تقسم"۔(۱)

قرآن پڑھنے والا بہترین مسلمان ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔

سعد بن عبیدہؒ نے بیان کیا کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے لوگوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے حجاج بن یوسف کے عراق کے گورنر ہونے تک قرآن مجید کی تعلیم دی، وہ کہا کرتے تھے کہ یہی حدیث ہے جس نے مجھے اس جگہ (قرآن مجید پڑھانے کے لیے) بٹھا رکھا ہے۔

"عن عثمان رضي الله عنه، عن النبي ﷺ، قال :خیر کم من تعلم القرآن وعلمه. قال: واقرا ابو عبد الرحمن في إمرة عثمان حتى كان الحجاج، قال: وذاك الذي اقعدني مقعدي هذا"(۲)

---

(۱)سنن الدارمی :باب فی ختم القرآن، حدیث :۳۵۳۵

(۲) صحیح البخاری، حدیث ۵۰۲۷ :

قرآن دل کا زنگ دور کرتا ہے

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دلوں پر اس طرح زنگ چڑھ جاتا ہے جس طرح پانی لگنے کی وجہ سے لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے، عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول! یہ زنگ کیسے دور ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: موت کو زیادہ کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے۔

"عن نافع، عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ: إنّ هذه القلوب تَصدأُ كلما يَصدأُ الحديدُ إذا أفيبه الماء قيل: يا رسول الله، وما جلاؤها؟ قال:كثرة ذكر الموت وتلاوة القرآن"۔(۱)

ہماری آواز کو فضا گھیر لیتی ہے اور کلام اللہ فضا کو گھیر لیتا ہے

ہمارا کلام جب فضا میں آتا ہے وہ گمتا نہیں وہ مٹتا نہیں اس کو فضا گھیر لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام جب پڑھا جاتا ہے تو وہ فضا کو گھیر لیتا ہے، ساری فضا اس کا محل بن جاتی ہے، تو فرق یہ ہے کہ کلام اللہ نے فضا کو گھیرا اور ہمارے کلام کو فضا نے گھیر لیا ہے، جیسے ریڈیو نے ضبط کر کے دنیا تک پہنچا دیا، اگر فضا میں محفوظ نہ ہوتا تو ریڈیوکس کو پیش کرتا اسی پر ریڈیو کی ایجاد مبنی ہے کہ جو لفظ ہم بولتے ہیں محفوظ ہو جاتا ہے جیسے قرآن کریم نے فرمایا ہے: "مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید"(۲)

کوئی لفظ کوئی ہاں ہوں تم اپنے منہ سے نہیں نکالتے کہ تاکنے والا اسے تانک لیتا ہے، محفوظ کر لیتا ہے، ہر لفظ محفوظ ہے، ہر ہر ادا محفوظ ہے اور آواز محفوظ ہے اور قیامت

---

(۱) وی البيهقي الأحاديث الأربعة في شعب الإيمان. حديث: ۱۸۵۹

(۲) سورہ ق ۱۸:

کے دن وہ سامنے کر دیجائے گی، وہ عمل بھی ہیئت بھی، وہ قول بھی۔۔۔۔اس قول کی آواز بھی۔۔۔۔وہ زمانہ بھی۔۔۔ہر چیز محفوظ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا کلام نکل کر ساری کائنات کو گھیر لیتا ہے، وہ کیسے گم ہوسکتا ہے؟ وہ تو گم ہونے والی چیز نہیں، جس جس میں وہ کلام جذب ہوگا وہ ان شاء اللہ گم ہونے والی چیز نہیں ہے، آخرت تک اس کے آثار و برکات چلتے ہی رہیں گے۔

تلاوت میں اخلاص

ہر عبادت کی قبولیت کے لیے بنیادی شرط اخلاص ہے یعنی تلاوت سے اصل مقصد یہ ہوکہ اللہ پاک کی رضا مجھے حاصل ہو جائے، اخلاص کا دل میں نہ ہونا شقاوت اور بدبختی کی علاوت ہے،''رسالہ قشیریہ'' میں ہے کہ ابوعثمان حیری ؒ نے محمد بن فضل ؒ سے سوال کیا کہ شقاوت کی علامت کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: تین چیزیں ہیں:

''یرزق العلم ویحرم العمل ویرزق العمل ویحرم الاخلاص
ویرزق صحبة الصالحین ولا یحترم لهم''

ایک یہ کہ کسی کو علم دیا جائے اور عمل سے محروم کر دیا جائے، دوسرے یہ کہ عمل کی توفیق دی جائے مگر اخلاص سے محروم رکھا جائے اور تیسرے یہ کہ صالحین کی صحبت میسر ہو مگر ان حضرات کا دل سے احترام نہ کیا جائے۔(۱)

تدبر سے پڑھنے کی کوشش کریں

دوران تلاوت معانی پر غور وفکر کریں کیونکہ قرآن کریم کے نزول کا مقصد یہی ہے۔سورۃ''ص'' میں ہے: ''کتب انزلنه الیک مبارک لیدبروا ایته'' ہم نے یہ کتاب آپ پر اسی لیے نازل کی ہے کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور وفکر کریں''۔

---

(۱) تلاوتِ قرآن مولانا شاہ وصی اللہ ؒ

امام غزالیؒ نے ''احیاء العلوم'' میں قرأت کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں پہلی قسم کے لوگ وہ ہیں جو محض زبان سے تلاوت کرتے ہیں مگر ان کے دل غافل ہوتے ہیں، ان کی تلاوت ناقابل اعتبار ہے۔ مومن کی شان سے یہ بہت بعید ہے کہ وہ ایسی قرأت کرے جس کا دل پر کوئی اثر نہ ہو۔

دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو زبان سے قرأت قرآن کرتے ہیں اور ان کا دل حاضر رہتا ہے، انہیں شریعت کی اصطلاح میں ''اصحب الیمین'' کہا جاتا ہے۔

تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جن کا دل پہلے متأثر ہوتا ہے اور معانی کی طرف سبقت کرتا ہے پھر زبان دل کی ترجمانی کرتے ہوئے قرأت کرتی ہے، یہ مقربین کا مقام ہے۔

تلاوت قرآن پر رونا

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام نوویؒ کا قول نقل کیا ہے: البکاء عند قراءة القر أن صفة العارفين وشعار الصالحين۔'' ''قرآن کی تلاوت کے وقت رونا عارفین کی صفت اور صالحین کا شعار ہے'' ۔(۱)

امام نافعؒ کو ابن عونؒ کی نصیحت

امام نافعؒ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت بیٹھ کر کر رہا تھا پس میرے پاس سے عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ گذرے اور فرمایا اے میرے بھتیجے کھڑے ہو کر کب پڑھو گے؟ جب بوڑھے اور بیمار ہو جاؤ گے؟ (پھر تو موقع ہی ہاتھ سے نکل جائے گا اس لئے جوانی وصحت کو ایک بلند ترین نعمت جان کر اس کی قدر کرو، اور کھڑے ہو کر نماز میں

(۱) فتح الباری (شرح صحیح بخاری) جلد:۸ کتاب :فضائل القرآنباب :البکاء عند قراءة القرآن نحدیث :۷۵۲

تلاوت کیا کرو) نافعؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں جب بھی بیٹھ کر تلاوت کرتا اسی وقت میری آنکھوں کے سامنے حضرت عونؒ کی تصویر منقش ہو جاتی اور ان کا ارشاد یاد آجاتا۔

اٹھارہ ہزار قرآن ختم کرنے والے خوش نصیب

ابو بکر شعبہ بن عیاشؒ قرأت کے پانچویں امام سیدنا عاصم کوفیؒ کے شاگرد تھے، استاد کی ساری زندگی قرآن کے درس وتدریس میں گذری، پچاس سال سے زیادہ عرصہ تک مسند تدریس پر فائز رہے، انتقال کے وقت بھی زبان پر کلام اللہ کی تلاوت جاری تھی ، استاد والا رنگ شاگرد پر بھی چڑھ گیا، پوری زندگی قرآن کریم کی خدمت اور تلاوت میں گذاری، ایک بار خود فرمایا کہ : ''میں نے کبھی کوئی منکر کام نہیں کیا، تیس سال سے روزانہ ایک قرآن شریف ختم کرتا ہوں۔''

ستر سال عبادت میں مصروف رہے، چالیس سال آپ کے لئے بستر نہیں بچھایا گیا اور اس عرصہ میں آپ نے شب کے وقت زمین سے پیٹھ نہیں لگائی، ۲۴ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا، اپنے استاد امام عاصم کے روبرو تین مرتبہ قرآن پڑھا پہلی بار پانچ پانچ آیات پڑھ کر تین سال میں ختم کیا، وفات کے وقت ان کی ہمشیرہ رونے لگیں تو فرمایا: ''کیوں روتی ہو (مکان کے ایک گوشہ کی طرف اشارہ کرکے بتلایا) اس گوشے کی طرف دیکھو میں نے اس میں اٹھارہ ہزار قرآن مجید ختم کیے ہیں اور اپنے لڑکے کو وصیت فرمائی کہ اس گوشے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا۔''

فائدہ : ہمارے ذہنوں میں قاری کا تصور بس یہ ہے کہ وہ قرآن کو بنا کر سنوار کر پڑھ سکتے ہیں، ہمارے اسلام میں جو قاری ہوتے تھے وہ قرآن کی قرأت بھی کرتے تھے اور اس پر عمل بھی کرتے تھے، ان کے دن تجوید وقرأت کی تعلیم میں گذرتے تھے اور ان کی راتیں کلام اللہ کی تلاوت میں بسر ہوتی تھیں۔

حضرت قاری ابوبکر بن عیاشؒ کی عملی زندگی پر ان کی تلاوت کو تقسیم کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر سال تیس سو پچیس قرآن کریم ختم کر لیتے تھے، آج ہم میں سے کتنے حافظ اور قاری ہیں جو صرف رمضان المبارک ہی میں ختم قرآن کو ضروری سمجھتے ہیں اور وہ بھی قرآن کی محبت کی وجہ سے نہیں بلکہ تراویح کی مجبوری کی وجہ سے۔(۱)

ختم قرآن سے قبل ختم زندگی

امام ابن تیمیہؒ آخری بار ۲۶ھ کو اسیر ہوئے تو شیخ نے اس رات پر بھی اللہ کا شکر ادا کیا اور خلوت وانقطاع کی پوری قدر کی، اس فرصت میں ان کا سب سے بڑا مشغلہ تلاوت قرآن تھا وہ دوسال تک جیل میں رہے اس مختصر مدت میں تصنیف وتالیف اور علمی سوالات کے جوابات دینے کے ساتھ اپنے بھائی شیخ زین الدین بن تیمیہؒ کے ساتھ قرآن مجید کے اسی (۸۰) دور کیے، زین العابدینؒ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کے اسی (۸۰) دور ختم کرنے کے بعد جب نیا دور شروع کیا اور ''سورہ قمر'' کی آیت پر پہنچے: ''اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ، فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ''(۲)

''جو پرہیزگار ہیں ان باغوں اور نہروں کے درمیان ہوں گے ایک اعلی مقام میں قدرت والے بادشاہ کے نزدیک''۔

تو میرے بجائے عبداللہ بن محب اور عبداللہ زرعی کے ساتھ دور شروع فرمایا: یہ دونوں نہایت صالح شخص تھے اور آپس میں حقیقی بھائی تھے، شیخ کو ان کی قرأت بہت پسند تھی، ابھی یہ دور ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ زندگی کے دن پورے ہو گئے اور یہ مجموعہ کمالات ہستی سڑسٹھ (۶۷) سال کی عمر میں دنیا سے کوچ کر گئی۔(۳)

(۱)ویکیپیڈیا آزاد دائرۃ المعارف

(۲)سورہ قمر: ۵۴۔۵۵

(۳) تاریخ دعوت وعزیمت: ۱۳۱/۲

اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی

باباشیخ فرید گنج شکرؒ کی علمی اور عملی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے خواجہ معین الدین چشتیؒ اور خواجہ بختیار کاکیؒ نے خلافت عطا فرمادی تھی، آپ نے بچپن ہی میں تجوید سے قرآن مجید پڑھنا سیکھ لیا تھا، بڑی فصاحت سے قرآن مجید پڑھتے تھے، قرأت کا دلکش انداز ہر کسی کو متاثر کرتا تھا، آپؒ کی خانقاہ وحفاظ وقراء سے بھری رہتی تھی، اکثر طالبین اور سالکین کو سلوک بالقرآن پر لگا دیتے تھے، باباصاحب کے شغف قرآن کی یہ حالت تھی کہ پچانوے (۹۵) سال کی عمر میں بھی تراویح میں کھڑے ہوکر قرآن سنتے رہے جب کھڑے رہنے کی طاقت نہ رہی تو بیٹھ کر سننے لگے، ہر مرید کو قرآن شریف حفظ کرنے اور تجوید سیکھنے کی تاکید فرماتے رہتے، حفظ قرآن آسان ہونے کے لئے ایک تدبیر بھی بتاتے تھے کہ پہلے ''سورہ یوسف'' کو یاد کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے پورا حافظ بنادے، آپ نے فرمایا کرتے تھے کہ : تلاوت سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں، کلام پاک کی تلاوت سے بندہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے، اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں ہوسکتی۔(۱)

قرآن سکھادینا دونوں جہاں کی دولت دینا ہے

امام شافعیؒ کے زمانے میں ایک شخص کے اولاد نہیں ہورہی تھی بڑی عمر میں جاکرلڑکی پیدا ہوئی فرط سرور میں یہ قسم کھا بیٹھا کہ میں اسے دونوں جہاں کی دولت دوں گا، کہنے کو تو کہہ دیا مگر جب وقت قریب آیا تو نہایت فکر پیدا ہوئی کہ میں کیا اور میری ہستی کیا؟ دو جہاں کی دولت میں کس طرح اپنی لڑکی کو دے سکتا ہوں، ایسی پریشانی میں ہر ایک عالم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میں کیا کروں؟ اور کس طرح اپنی قسم

(۱) تذکرہ بابا فرید گنج شکرؒ

سے بری ہوسکتا ہوں لیکن کہیں سے جواب نہ ملا، جب امام شافعیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے سن کر فرمایا کہ تیرے قسم کا نہایت سہل علاج ہے، اے شخص اپنی دختر کو قرآن مجید کی تعلیم دے پھر رخصتی کے وقت قرآن مجید اس کے ہاتھ میں دے کر وداع کر دے، قسم ہے اللہ کی تو نے دونوں جہاں کی دولت اپنی بیٹی کو جہیز میں دی اور تو قسم سے بری ہوا۔(۱)

سامعین قرآن کا شوق

قاری محمد حسین الہ آبادیؒ، قاری عبدالرحمن محدث پانی پتیؒ کے شاگرد تھے، حضرت کو قرآن مجید بہت اچھا یاد تھا، تجوید اور خوش الحانی سے پڑھتے تھے کئی سال شبینے سنائے جن میں مولانا عبدالحئی فرنگی محلی بھی شریک ہوا کرتے تھے، آخری عمر شبینہ سنانا چھوڑ دیا تھا، جو لوگ پہلے شبینہ سن چکے تھے انہوں نے حضرت سے شکایت کی کہ کیا بات ہے اب آپ شبینہ نہیں سناتے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ قرآن مجید سنانے کا لطف اسی وقت تک ہے کہ سننے والے پر بار نہ ہو، چونکہ ایسے سننے والے نہیں رہے اس لئے میں نے سنانا موقوف کر دیا ہے، پھر آپ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں شبینہ سنا رہا تھا، پہلی رکعت میں ۲۹ پارہ پڑھ کر رکوع کیا اور دوسری رکعت میں تیسواں پارہ پورا کیا تو سلام پھیرنے کے بعد مولانا عبدالحئی صاحبؒ جو مقتدی اور سامع تھے، فرمانے لگے: ”مزہ کرکرا کر دیا۔ ۲۹۔ پارے کے بجائے ۳۰ پارہ پورا کر کے دوسری رکعت میں ابتداء سے کچھ اور پڑھ دیتے تو کیا بگڑتا۔“

مولانا نے فرمایا کہ جب تک ایسے سامع تھے اس وقت تک سنانے کا لطف تھا، اب مقتدیوں میں بیزارگی دیکھتا ہوں تو شبینہ سنانے کی ہمت نہیں ہوتی۔

---

(۱) احسن المواعظ

قرآن کی برکت سے منہ سے خوشبو

امام نافع مدنی جو قرائے عشرہ میں سے اول قاری ہے جب آپ قرآن پڑھتے یا بات کرتے تو منہ سے مشک اور کستوری کی خوشبو آتی تھی کسی نے دریافت کیا کہ اے ابو عبداللہ جب آپ لوگوں کو پڑھانے بیٹھتے ہیں تو خوشبو لگا کر بیٹھتے ہیں فرمایا ،خوشبو کا استعمال تو کیا کرتا میں تو اس کے قریب بھی نہیں جاپاتا بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا میرے منہ سے منہ ملا کر قرآن شریف پڑھ رہے ہیں، اسی وقت سے میرے منہ سے خوشبو آتی ہے، سبحان اللہ کیا عظیم الشان انعام ہے، جس کے مقابلے میں ہفت اقلیم کی سلطنت بھی گرد ہیں سبحان اللہ آپ نے (۷۰) سال سے زیادہ مسجد نبوی میں قرآن پاک کی تعلیم دی اور امامت فرمائی۔

امام قالون کی کرامت

ابو محمد بغدادی کا بیان ہے کہ قالون کانوں سے اس قدر بہرے تھے کہ بگل اور سینگ اور بہت زور وشور کی آواز بھی نہیں سن سکتے تھے لیکن یہ کرامت تھی کہ قران پڑھنے والی کی آواز سننے میں ذرا بھی رکاوٹ پیش نہیں آتی تھی۔

ابن ابی حاتمؒ کہتے ہیں کہ آپ کانوں سے بہرے ہونے کے باوجود بھی قرآن مجید پڑھاتے تھے اور پڑھنے والوں کی خطا اور غلطی کو ہونٹوں سے سمجھ لیا کرتے تھے نیز کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عیسی بن عرف قالون بہت سخت بہرہ رہے تھے لیکن قرآن پڑھنے والے شاگرد کے ہونٹوں کو دیکھ کر اس کو غلطی اور خطا پر متنبہ فرمادیا کرتے تھے۔

کثرت تلاوت سے نسبت محمدی ملتی ہے

علامہ اقبال کہتے ہے کہ ’’قرآن کو کثرت سے پڑھنا چاہئے تاکہ قلب، محمدی نسبت پیدا کرے، اس نسبت محمدیہ کی تولید کے لیے یہ ضروری نہیں کہ قرآن کے معنیٰ بھی آتے ہوں خلوص دل کے ساتھ محض قراءت بھی کافی ہے‘‘ نیز فرماتے ہیں: قرآن کی تلاوت کو اوقات سحر سے خاص نسبت ہے وہ وہ ظاہر ہے‘‘۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

بغیر معنیٰ سمجھے بھی تلاوت مفید ہے

۱۔ امام احمد بن حنبلؒ سے منقول ہے کہ میں نے ربّ العزت کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یارب! تقرب حاصل کرنے والے جن ذریعوں سے آپ کا قرب حاصل کرتے ہیں ان میں سب سے افضل ذریعہ کیا ہے؟ فرمایا اے احمد! میرا کلام ہے، میں نے عرض کیا اے پروردگار! سمجھ کر پڑھا جائے تب یا بے سمجھے بھی؟ فرمایا سمجھ کر پڑھیں یا بے سمجھے دونوں صورتوں میں میری نزدیکی کا بہترین ذیعہ ہے۔(۱)

۲۔ اگر بچپن میں قرآن نہ پڑھا جائے تو بڑے ہو کر اعصابِ دہن (یعنی منہ کے رگ اور پٹھوں) میں کچھ ایسی خشونت (سختی اور کرختگی) آجاتی ہے کہ زبان جن حروف کو ادا کرنے کی ابتداء سے خوگر نہیں ہوتی پھر وہ حروف اس سے بڑی عمر میں ادا نہیں ہوتے۔

۳۔ اگر طوطے کی طرح، مسلمان بچوں کے لیے قرآن پڑھنا بے سود ہو تو نومولود (نوزائیدہ بچے) کے کان میں اذان دینا اس سے زیادہ بے سود ہوتا۔(۲)

---

(۱) نشر کبیر جلد اول ،ص: ۴

(۲) تحفہ حفاظ: ۱۱۰

قرآن کی تلاوت بغیر سمجھے بھی باعثِ ثواب ہے

عوام میں دو قسم کی انتہا پسندانہ نظریات رائج ہیں : بعض لوگ بغیر سمجھے قرآن مجید پڑھنے کو فضول اور لغو کہتے ہیں، بعض عوامی طبقہ اس کے بالکل برعکس قرآن مجید میں غور و فکر اور تدبر کو غیر اہم خیال کرتا ہے؛ بلکہ بعض جاہلوں کا عقیدہ یہاں تک فاسد ہوگیا کہ ''قرآن عام لوگوں کو سمجھ میں نہیں آسکتا'' یہ دونوں نظریات غلط، کیوں کہ بلا فہم تلاوت پر ثواب ضرور ملتا ہے؛ مگر اس کا مطلب یہ لینا کہ قرآن سمجھنے کی ضرورت ہی نہیں یا یہ کہ قرآن سمجھنا ہمارے بس کی بات نہیں یہ بھی غلط بات ہے، قرآن نہ سمجھنا اور اس کے لئے یہ بہانہ کرنا صحیح نہیں ؛ بل کہ قرآن میں تدبر کرنا چاہیے۔

بعض لوگ قرآن کی تلاوت اور تجوید کی رعایت کو فضول سمجھتے ہیں کہ اصل مقصد قرآن کے معانی و مضامین ہیں اور اگر مضمون سمجھ میں آجائے تو کافی ہے، تلاوت کرنا فضول ہے، یہ بات بھی غلط ہے، قرآن کو عام کتابوں پر قیاس کرلیا گیا، جیسے عام کتابوں کے مضامین کو سمجھ لینا کافی ہے، الفاظ کی رعایت کی ضرورت نہیں، معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن کے الفاظ بہ جائے خود مقصود و مطلوب ہیں، جیسے اس کے معنی اور مضامین مقصود ہیں، واضح دلیل ہے کہ قرآن میں بعض الفاظ ایسے ہیں جن کے معنی کسی کو معلوم نہیں جیسے کہ الم، المر، ص، ق، حم وغیرہ حروفِ مقطعات کے معنی ہم نہیں جانتے ہیں ؛ مگر ان کے پڑھنے پر ثواب ملتا ہے، ہاں صرف تلاوت پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے ؛ بل کہ اس کے ساتھ قرآن کے معانی و مضامین کو بھی سمجھنا چاہئے ؛ مگر اس سے یہ مطلب لینا بھی درست نہیں کہ بغیر سمجھے قرآن پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں، یہ گمراہی کی بات ہے۔

قرآن سے جدائی سے آگ لگ جانا بہتر ہے

قرآن پاک سے شاہ جی کی شگفتگی اور والہانہ محبت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا

ہے کہ آپ استثنائی صورتوں میں قرآن کے علاوہ کسی دوسری کتاب کے پڑھنے کی ضرورت بھی محسوس نہ کرتے، آپ کا عقیدہ تھا کہ میرے لئے جو کچھ ہے قرآن مجید موجود ہے، اس سے باہر جو بھی ہے باطل ہے اور باطل شے کے مطالعہ کے لئے میرے پاس وقت نہیں، اگر آج دنیا قرآن کو چھوڑ کر دوسری کتابوں کا انکار کرسکتی ہے تو میں دوسری کتابوں سے روگردانی کرکے صرف آخری کتاب الہی پر اپنی توجہ کیوں نہ مرکوز کردوں؟ میں قرآن کا مبلغ ہوں میری باتوں میں اگر کوئی تاثیر ہے تو وہ صرف قرآن کی۔ جو چیز مجھے قرآن سے الگ کریں میں اسے آگ لگادوں گا۔(۱)

ستر سال کی تلاوت کا صلہ

قاری عصمت اللہ پانی پت ایک مشہور قاری گذرے ہیں، جب وہ دنیا سے جا رہے تھے اسی (۸۰) سال عمر تھی، کسی نے وفات سے تھوڑی دیر پہلے سوال کیا حضرت کیا حال؟ فرمایا: ستر سال تک جس قرآن کریم کی تلاوت کی تھی وہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے مجلد خوبصورت جلد میں دیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی فرمایا:

"ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ"۔(۲)

یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے" (یہ کہتے ہی روح پرواز کرگئی۔(۳)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا معمول

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے روز وشب کا بہت سارا حصہ تلاوت قرآن کے لیے وقف تھا

(۱) امیر شریعت: ۱/ ۱۸۴

(۲) سورہ الجمعہ: ۴

(۳) درس قرآن مجید، مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ اپریل ۱۹۷۷ھ

وہ اکثر قرآن مجید دیکھ کر تلاوت فرماتے تھے۔

حضرت نافعؒ سے کسی نے سوال کیا کہ تمہارے آقا حضرت عبداللہ بن عمرؓ گھر میں رہ کر کیا کرتے تھے؟ آپ نے جواب دیا کہ وہ جو کچھ بھی کرتے تھے اسے معمول بنانا عام لوگوں کے بس کی بات نہیں، ان کا معمول تھا کہ ہر نماز کے لیے وضو کرتے اور نمازوں کے درمیان کے پورے وقت قرآن مجید کھول کر تلاوت میں صرف فرماتے۔(۱)

آپ دوسرے مسلمانوں کو بھی تلاوتِ قرآن کی ترغیب دیتے تھے چنانچہ آپ کا ارشاد ہے: ''جب تم میں سے کوئی بازار سے لوٹ کر گھر آئے تو اسے چاہیے کہ قرآن مجید کھول کر تلاوت کرے، اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھیں گے۔''(۲)

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ جب قرآن کی یہ آیت تلاوت کرتے:

''أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللهِ''۔(۳)

کیا ایمان والوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت کے سامنے جھک جائیں، تو رو پڑتے اور اس قدر روتے کہ بے حال ہو جاتے۔

فائدہ: حضرت ابن عمرؓ کو رونا اس لئے آتا تھا کیونکہ اس آیت کریم میں ایمان والوں سے جو سوال کیا گیا ہے وہ اس سوال کا مخاطب اپنے آپ کو سمجھتے تھے، انہیں یوں محسوس ہوتا تھا کہ مجھے مخاطب کر کے سوال کیا جا رہا ہے کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تمہارا دل اللہ کے ذکر کے سامنے جھک جائے۔

قرآن یہ سوال ہم سب سے کر رہا ہے کہ کب تک غفلت اور معاصی میں ڈوبے رہو گے؟ عمر گذرتی جا رہی ہے، بال سفید ہو گئے ہیں، کمر جھک گئی ہے، کوچ کا وقت

---

(۱) طبقات ابن سعد: ۲۸۶/۴

(۲) کنز العمال: ۲۱۹/۱

(۳) سورۃ الحدید: ۱۶

قریب آ گیا ہے۔۔۔۔۔کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم معاصی سے باز آ جاؤ اور تمہارے دل اور تمہارے بدن رب العالمین کے سامنے جھک جائیں؟ لیکن ہم اپنے آپ کو کبھی اس سوال کا مخاطب سمجھتے ہی نہیں اور سمجھیں بھی کیسے جب کہ ہماری تلاوت ہوتی ہی بغیر سمجھے ہے اسی لیے تلاوت سے نہ ہمارے دلوں میں رقت پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔

صحابی کی تلاوت فرشتے بھی رو پڑے

نبی کریم ﷺ ایک نوجوان صحابی کے پاس سے گذرے وہ قرآن کی یہ آیت تلاوت کر رہے تھے:

فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ۔ (۱)

پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو زوخ چمڑے جیسا گلابی ہو جائے گا۔"

یہ آیت پڑھ کر وہ ٹھہر گئے ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور آنسو بہاتے بہاتے دم گھٹنے لگا، روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: ہائے اس دن میرا کیا بنے گا جس میں آسمان پھٹ جائیگا تو آپ ﷺ نے ان کی گریہ وزاری سن کر ارشاد فرمایا: اے جوان! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تمہارے رونے پر فرشتے بھی رو پڑے۔(۲

حضرت عکرمہؓ کا عشق قرآن

ابن ابی ملیکہؒ روایت کرتے ہیں کہ ابو جہل کے بیٹے حضرت عکرمہؓ (تلاوت کے لئے) قرآن مجید اٹھاتے تو پہلے اسے چہرے پر رکھتے اور روتے ہوئے کہتے: کلام

---

(۱)سورہ رحمن: ۳۷

ربی کتاب ربی"(۱)

حضرت امام ابوحنیفہؒ پر تلاوت کا اثر

یزید بن کمیتؒ جو برگزیدہ لوگوں میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا شدید خوف تھا، ایک رات امام صاحب نے عشاء کی نماز میں "سورہ اذازلزلت" پڑھی ابوحنیفہؒ بھی جماعت میں شامل تھے، جب نماز ختم کر کے آدمی چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ ابوحنیفہؒ فکر میں غرق بیٹھے ہیں، تنفس جاری ہے، میں نے دل میں کہا چپکے سے ہٹ چلو ان کے شغل میں خلل انداز نہ ہو، چنانچہ قندیل روشن چھوڑ کر میں چلا آیا اس میں تیل تھوڑا تھا، طلوع فجر کے بعد جب میں مسجد میں پھر آیا تو میں دیکھا کہ ابوحنیفہؒ اپنی ڈاڑھی پکڑے کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں :

"یامن یجزی بمثقال ذرة خیر خیراً ویامن یجزی بمثقال ذرة شر شراًاجر النعمان عبد ہ من النار ومایقرب منھا من السوء وادخلہ فی سعة رحمتک"

"اے ذرہ بھر نیکی کا اچھا بدلہ دینے والے! اور اے ذرّہ بھر برائی کا بدلہ دینے والے! اپنے بندہ نعمان کو آگ سے اور اس کے لگ بھگ عذاب سے بچائیے اور مجھے رحمت کی فضا میں داخل کیجئے۔"

میں نے اذان دی آکر دیکھا تو قندیل روشن تھی اور وہ کھڑے ہوئے تھے، مجھے دیکھ کر کہا قندیل لینا چاہتے ہو؟ میں نے کہا صبح کی اذان دے چکا، کہا جو دیکھا ہے اس کو چھپانا یہ کہہ کر صبح کی سنتیں پڑھیں اور بیٹھ گئے میں نے تکبیر کہی تو جماعت میں شریک ہوئے اور ہمارے ساتھ فجر کی نماز اوّل شب کے وضو سے پڑھی۔

---

(۱) المستدرک للحاکم :۲۳۴/۳

کثرت تلاوت سے وہبی علم

حضرت محمد بن کعب قرظیؒ جلیل القدر تابعی ہیں، فرمایا کرتے تھے: جو قرآن پڑھے گا اسے ضرور عقل کی دولت حاصل ہوگی خواہ اس کی عمر سوسال کیوں ہوگئی ہو۔

تلاوت قرآن اور اس میں تدبر کا انہیں خاص ذوق تھا۔ایک مرتبہ رات میں ”سورۃ الزلزال“ اور سورۃ القارعہ“ پڑھنا شروع کیں، پوری رات ان دوسورتوں کو پڑھتے اور ان کے معانی میں غور وفکر کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

فرمایا کرتے تھے: قرآن کے معانی کا مجھ پر اس قدر ورود ہوتا ہے کہ پوری رات گذرجاتی ہے پھر بھی معانی کی آمد ختم نہیں ہوتی۔(۱)

قرآن کے ذریعہ سلوک

۱۔حضرت نظام الدین سلطان المشائخ سے کسی نے دریافت کیا کہ قرآنی راہ سے وصول کی جو سعادت اس زندگی میں میسر آتی ہے وہ کیا ہوتی ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا کہ:۔

سعادتے کہ حاصل آید آں بر سہ قسم است
انوار است، احوال است، و، آثار

تلاوت سے انوار، احوال وآثار پیدا ہوتے ہیں ۔انوار واحوال کا تعلق تو خاص عاَلم ملکوت سے ہے اس لئے انوار واحوال کا سمجھنا تو مشکل ہے، البتہ آثار کا تعلق ”جوارح“ یعنی بدن واعضائے بدن پر ہونے کی وجہ سے اس کا احساس دوسروں کو بھی ہوتا ہے۔

”بکائے حرکتے وجنبشے کہ ظاہری می شود وآں را آثار می گویند“

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ۵: ۲۵/

اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن پڑھتے وقت جب گریہ طاری ہوجائے تو در اصل باطنی انقلاب کا اثر ہے، چنانچہ امیر خسرو کو حضرت نے اسی سلوک بالقرآن پر لگا دیا تھا وہ راتوں کو اٹھ کر تہجد میں سات پارے پڑھتے تھے۔

۲۔سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین سے مولانا فخرالدین رازی نے سوال کیا کہ کلام اللہ میں مشغولی بہتر ہے یا ذکر میں تو آپ نے ارشاد فرمایا ''ذکر سے وصول جلد ہوتا ہے؛ مگر ساتھ ہی خوف زوال بھی لگا رہتا ہے،لیکن تلاوتِ قرآن مجید میں وصول دیر سے ہوتا ہے مگر زوال کا خوف نہیں''۔(۱)

۳۔امام اعظم ابوحنیفہؒ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو کہاں تلاش کیا جائے؟ تو فرمایا کہ قرآن پڑھنے والوں میں! کہا گیا کہ ان میں تو کرامتیں نہیں دکھائی دیتیں،تو فرمایا کہ اگر ان کو خدا کا ولی نہ تسلیم کیا جائے تو روئے زمین پر خدا کا کوئی دوست نہیں ہوسکتا۔(۲)

۳۔شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اپنی کتاب ''عوارف المعارف'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''سالک مبتدی اگر قرآن کی تلاوت کی عبادت ہی کو تمام شرائط کے ساتھ اپنالے تو اس کو وہ سب کچھ اس سے مل سکتا ہے جو دوسروں کو بڑے بڑے مجاہدات اور ریاضات کے بعد ملتا ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ اس قسم کی تلاوتِ قرآن جس پر تقرب خداوندی کے ثمرات مرتب ہوتے ہیں چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے اور وہ یہ ہیں (۱) اکل حلال، (۲) صدق مقال (۳) اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جاننا، (۴) اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے باز آجانا (۵) جن نیکی کے کاموں کا حکم دیا ہے اس پر صدق دل سے عمل کرنا (۶) تمام صفات رذیلہ مثلاً حسن ،بغض، کینہ،

---

(۱) تذکرہ قاریان ہند

(۲) تذکرہ قاریان ہند

بخل، ریا، تکبر اور حُبِ دنیا، طمع، لالچ وغیرہ کو بدل کر ان کی جگہ صبر وشکر، جود وسخا، تواضع وانکساری، زہد واستغنا اپنے قلب میں لانا ہے۔‘‘

کثرت تلاوت باطنی طہارت کا ذریعہ ہے

ظاہری طہارت کے ساتھ باطنی طہارت کا اہتمام بھی ضروری ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ: ’’کوئی صوفی قرآن کے برکات حاصل نہیں کرسکتا جب تک کہ اس کا نفس، رذائل اور گندیوں سے پاک ہو کر فنا نہ ہو جائے، نفس کے فناء سے پہلے بھی قرآن کریم کی قرأت نیک بندوں کے اعمال میں سے ہے مگر نفس کے اثرات اور رذائل دور ہو جانے کے بعد تو قرب الی اللہ کے سارے مراتب تلاوت قرآن ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔(اوران مراتب کادروازہ کھل جاتا ہے)‘‘(۱)

اگر وقت اور سہولت ہو تو مصحف کو دیکھ کر تلاوت کیا کریں کیونکہ اس میں استحضار، یکسوئی اور غور وتدبر کا موقع زیادہ ہوتا ہے، یوں بھی ایسا کرنے سے دوہرا اجر حاصل ہوتا ہے، تلاوت کرنے کا اجر الگ اور مصحف کو چھونے اور دیکھنے کا اجر الگ ملتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تشریف لاتے قرآن مجید کھول کر اس میں تلاوت کرتے۔

حضرت عثمانؓ کی وفات ہوئی تو آپؓ کا قرآن مجید کثرت تلاوت کے سبب بوسیدہ ہو کر پھٹ چکا تھا، یہ بات تو صرف ادب اور استحباب کی ہے ورنہ چلتے پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے بھی تلاوت کی جاسکتی ہے۔

دیکھ کر پڑھنے سے بینائی قائم رہتی ہے

جس نے قرآن کریم میں ہمیشہ دیکھ کر تلاوت کی جب تک وہ دنیا میں زندہ رہے گا

---

(۱) تفسیر مظہری: ۶/ ۱۸۳

اس کو اس کی نظر سے نفع دیا جائیگا۔(یعنی بینائی قائم رہے گی)ابوالشیخ :از بن عباس)

پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے

پانچ چیزیں عبادت ہیں،قرآن میں نظر کرنا،کعبہ کی طرف نظر کرنا، والدین کی طرف نظر کرنا، زمزم میں نظر کرنا، اور یہ چاروں گناہوں کو گرادیتی ہیں، اور عالم کے چہرے پر نظر کرنا۔(۱)

قرآن کے ادب کی وجہ سے بخشش

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی روایت ہے کہ ایک بزرگ نے سلطان محمود غزنویؒ کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا، پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ جواب دیا کہ ایک رات میں کسی قصبہ میں مہمان تھا،جس مکان میں ٹھہرا تھا وہاں طاق پر قرآن شریف کا ایک ورق رکھا تھا، میں نے خیال کیا یہاں ورق مصحف رکھا ہوا ہے،سونے نہیں چاہیے، پھر دل مین خیال آیا کہ ورق مصحف کو کہیں اور کھوادوں اور خود یہاں آرام کرروں پھر سوچا کہ یہ بڑی بے ادبی ہوگی کہ اپنے آرام کی خاطر ورق مقدس کی جگہ تبدیلی کروں، اس ورق کو دوسری جگہ منتقل نہیں کیا اور تمام رات جاگتا رہا، میں کلام پاک کے ساتھ جو ادب کیا اس کے بدلے حق تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا۔(۲)

فائدہ : محمود غزنویؒ نے جو کچھ کیا یہ ان کا حسن ادب تھا اور شاید سونے کی صورت میں اس ورق کی بے ادبی کا اندیشہ ہوگا ہمیں اگر چہ اس کا مکلف نہیں کیا گیا کہ تم محض اندیشہ کی صورت میں بھی آرام نہ کرو لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں حسن ادب کی بھی بڑی قدر

(۱) دارقطنی

(۲) دلیل العارفین مجلس پنجم : ص ۲۲:

ہے۔

ایک چیز سے محبت انگریز سے نفرت

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرمایا کرتے تھے: ''میں زندگی میں ایک چیز سے محبت کرتا ہوں اور ایک ہی چیز سے نفرت کرتا ہوں: قرآن مجید سے محبت اور انگریز سے نفرت۔''

حقیقت بھی یہی ہے کہ قرآن مجید سے محبت انہیں انگریز سے نفرت کے لئے مجبور کرتی رہی، یہود ونصاریٰ کی ازلی، ابدی اور ناقبل مصالحت دشمنی اسلام کی تذکرے قرآن پاک کے مقدس صفحات پر بکھرے پڑے ہیں، وہ اکثر اپنی تقریروں میں نوجوان نسل کو قرآن پاک کے مطالعے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرماتے:

''اے لوگو! اس کتاب کی قسمیں نہ کھایا کرو، اسے پڑھا کرو، قرآن پاک خود گواہی دیتا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ پر اتارا گیا ہوں، اسے شاہ ولی اللہ، شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہیدؒ کی طرح نہیں پڑھ سکتے تو نہ سہی علامہ اقبالؒ کی طرح پڑھ، لو دیکھو اس نے قرآن کو ڈوب کر پڑھا تو دانش فرنگ پر ہلّہ بول دیا پھر اس نے قرآن کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں یقیناً اقبال تمہارے بت کدہ میں اللہ اکبر کی صدا تھی۔'' حضرت شاہ جی کے خیال کے مطابق جس نے بھی قرآن کو ڈوب کر پڑھا وہ انگریز کی نفرت پر مجبور ہو گیا کہ اس کے علاوہ اس کے سامنے کوئی چارہ رہا ہی نہیں۔(۱)

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قرأت سے انگریز کا کلیجہ پھٹنے لگا

حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ہندوستان میں رام پور کی جیل میں تھے، جیل میں دانے دیئے گئے کہ ان کا آٹا پیسو، کہا گیا کہ عطاء اللہ تو باغی ہے، اس لئے تیری یہی

---

(۱) امیر شریعت ۲۰۲:

سزا ہے کہ تو آج چکی پیس، بخاریؒ کہتے ہیں کہ مجھے مزہ آیا میں رومال اتار کر رکھ دیا، وضو کر کے، بسم اللہ پڑھ کے میں نے چکی بھی پیسنی شروع کر دی اور سورہ یٰسین کی تلاوت بھی شروع کر دی، بخاریؒ کہتے ہیں کہ جب میں نے قرآن کو سوز سے آواز سے پڑھا تو سپرنٹنڈنٹ جیل قریب تھا، وہ اپنے گھر سے نکل کر آیا اور قریب آ کر روتا ہوا کھڑا ہو گیا اور جیل کا دروازہ کھلوا دیا، کہنے لگا : ''عطا اللہ! تجھے تیرے نبی کی قسم ہے بس کر! اگر تو نے دو آیتیں اور پڑھیں تو میرا جگر پھٹ جائے گا۔''

حفاظتِ قرآن پر دشمنان کی گواہی

ایک انگریز سہارن پور (انڈیا) پہنچا اور بچوں کو تعلیم قرآن اور اس کے حفظ کرنے میں مشغول دیکھا حاکم نے استاد سے سوال کیا یہ کون سی کتاب ہے؟ اس نے بتایا کہ قرآن مجید ہے پھر حاکم نے سوال کیا، کیا ان میں سے کسی نے پورا قرآن حفظ کیا ہے، استاد نے کہا ہاں! اور چند لڑکوں کی طرف اشارہ کیا اس نے جب سنا تو اسے بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا ان میں سے ایک لڑکے کو بلاؤ، اور قرآن میرے ہاتھ میں دے دو میں امتحان لوں گا استاد نے کہا آپ خود جس کو چاہیں بلا لیجئے، چنانچہ اس نے ایک لڑکے کو بلایا، جس کی عمر تیرہ یا چودہ سال کی تھی، اور چند مقامات میں امتحان لیا، جب اسے کامل یقین ہو گیا کہ یہ پورے قرآن کا حافظ ہے تو تعجب اور حیران ہوا اور کہنے لگا کہ میں شہادت دیتا ہوں جس طرح قرآن کے لیے تواتر (اور حفاظت) ثابت کسی بھی کتاب کو ایسا تواتر میسر نہیں ہے محض ایک بچے کے سینے سے پورے قرآن کا صحت الفاظ ضبط اعراب کے ساتھ لکھا جانا ممکن ہے۔(۱)

(۱) بائبل سے قرآن تک از : حضرت مولانا کیرانویؒ

کتابتِ قرآن مجید

کتابت قرآن کریم کلام معجزہ

قرآن کریم ہی وہ تنہا مقدس کتاب ہے جس کا ایک لفظ بھی چودہ سو سال کی طویل مدت میں متروک نہیں ہوا، عربی زبان وادب کا یہ وہ بلند ترین معیار ہے، جس کے سامنے عربی ادب کی تمام شاہکار اور شہرہ آفاق کتابیں ہیچ نظر آتی ہیں، بلکہ قرآن ہی نے عربی زبان کو حیات جاودانی بخشی یہ کتاب عربی زبان کو اس طرح مضبوط طریقہ سے پکڑے ہوئے ہے، کہ ۱۴ صدیاں گزر جانے پر بھی عربی زبان کا معیار فصاحت ہی ہے، جو اس کتاب نے قائم کر دیا تھا، حالانکہ اتنی مدت میں زبانیں بدل کر کچھ سے کچھ ہو جاتی ہیں، دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں جو اتنی طویل مدت تک املاء، انشاء، محاورات، قواعد زبان اور استعمال الفاظ میں ایک ہی شان پر باقی رہ گئی ہو، لیکن یہ صرف قرآن کی طاقت ہے، جس نے عربی زبان کو اپنے مقام سے ہلنے نہ دیا، اس کا ایک لفظ بھی آج تک متروک نہیں ہوا ہے، اس کا ہر ایک محاورہ آج تک عربی ادب میں مستعمل ہے، اس کا ادب آج بھی عربی کا معیاری ادب ہے۔

سیدنا علیؓ کا مصحف

پاکستان کے ایک مبلغ اور عالم جناب منظور احمد چنیوٹی کو یمن کے سفر کے دوران قرآن مجید کے اس نادر نسخہ کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی جس کے بارے میں یہ روایت ہے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لکھا ہوا ہے، یہ نسخہ شمالی یمن کی قدیم ترین مسجد الکبیر میں پایا گیا، اس تاریخی مصحف سے متعلق ان کے سفر کی روداد کا خلاصہ عمومی دلچسپی کے پیش نظر یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

اہل یمن نے اسلام قبول کیا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو وہاں کا گورنر مقرر فرمایا، حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو صنعاء کا گورنر

بنا کر بھیجا اور قرآن مجید کا یہ نسخہ انہیں عنایت کیا، اس مصحف سے متعلق دستیاویزی شہادت کے بموجب یہ نسخہ حضرت علیؓ، حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کا لکھا ہوا ہے، حضرت معاویہؓ کے دورِ حکومت میں جب وہاں نئے گورنر کا تقرر ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روپوش ہوگئے، جب کہ ان کے بیٹے عبدالرحمن اور ایک دوسرے فرزند شہید کردیے گئے، شہادت کے وقت قرآن مجید کا یہ نسخہ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں تھا؛ چنانچہ بعض اوراق پر خون کے دھبے آج بھی موجود ہیں، یہ واقعہ گورنر کی قیامگاہ پر پیش آیا، جہاں بعد میں ایک مسجد تعمیر کی گئی اور اس کا نام مسجد شہیدین رکھا گیا، اس وقت سے ۱۳۵۵ھ تک یہ نسخہ مسجد میں موجود رہا، اس کے بعد اسے صنعاء کی مسجد الکبیر منتقل کردیا گیا، یہ مصحف کوئی رسم الخط میں ہرن کی جھلی سے بنے ہوئے دبیز کاغذ پر لکھا ہوا ہے، اس کا ابتدائی پارہ ضائع ہوچکا ہے اور دوسرے پارہ کی آیت قد نری تقلبک وجھک الخ سے شروع ہوتا ہے، اسی طرح اٹھائیسویں پارہ کی سورۃ الحشر سے آگے کا حصہ موجود نہیں ہے، اس نسخہ کی ترتیب بالکل وہی ہے جو مصحف عثمانی کی ہے اور آج دنیا بھر کے مسلمانوں کے پاس موجود ہے، مسجد الکبیر جس کے ساتھ ملحقہ لائبریری میں قرآن مجید کا یہ تاریخی نسخہ موجود ہے، اس کی اپنی مستقل ایک تاریخی حیثیت ہے، یہ مسجد ۶ھ میں خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تعمیر ہوئی تھی اور اس کے حدود کی تعیین بھی خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی، جس کے نشانات پتھروں کی صورت میں آج بھی موجود ہیں، ۱۴۰۵ھ میں اس مسجد کے ساتھ مخطوطات کی ایک لائبریری قائم کی گئی اور قرآن مجید کا یہ نسخہ اس میں محفوظ کردیا گیا، جرمن ماہرین کی ایک ٹیم نے پوری تحقیق کے بعد اس مصحف کی تاریخی حیثیت کی تصدیق کی۔(۱)

(۱) خبر نامہ مولانا سید ابوالحسن انسٹی ٹیوٹ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا کارنامہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے چار مرتبہ قرآن پاک لکھا، جن میں ایک حضور ﷺ کی حیات مبارک میں تحریر کیا دوسری بار مکمل قرآن بہ ترتیب نزولی، تیسری بار عہد صدیقی اور چوتھی مرتبہ عہد عثمانی میں لکھا۔

ہزاروں جلدوں میں تفسیر قرآن

مولانا یوسف بنوریؒ نے فرمایا کہ میں نے ابن خلکان میں دیکھا کہ: ابوبکر حنفیؒ جنھوں نے ایک ہزار جلد میں تفسیر لکھی ہے، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے فرمایا جس قدر علوم الٰہیہ کی خدمت دین محمدی کے متبعین نے کی ہے اس قدر ساری امتوں کی بھی مل کر نہ ہوگی۔(۱) اور پھر نہ صرف کماً بلکہ کیفاً بھی ایسا ہی ہے، پانچ سو اور تین سو جلدوں والے تو بہت ہوئے۔(۱)

شیخ علی متقیؒ کا لکھا قرآن

علی متقی الہندی صاحب کنزالعمال نے پورا قرآن ایک صفحہ پر لکھ دیا ہر سطر چوتھائی پارہ کی تھی جو ایک عجوبۂ روزگار تھی۔

شیخ جنید حصاری تین دن میں پورا قرآن مع اعراب لکھ لیا کرتے تھے اور یہ کام درس وتدریس کے بعد فرصت کے وقت کیا کرتے تھے۔(۲)

تفسیر حدائق ذات بهجة

تفسیر حدائق ذات بهجة علامہ ابو یوسف عبدالسلام قزوینی (م ۴۸۳ھ) کی ہے تین سو

---

(۱) ماہنامہ محدث عصر ص ۱۲ شمارہ اگست ۲۰۰۴ء

(۲) نزہۃ الخواطر ۴ / ۲۱۶، اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے ۱۹۸ والخیر ص ۷ ۳ رمضان ۱۴۲۶ھ

جلدوں میں ہے،بعض نے کہا پانچ سو یا سات سو جلدوں میں ہے،غرائب وعجائب کا مجموعہ ہے، آیت ''واتّبعوا ما تتلوا الشّیاطینُ علی مُلکِ سلَیمان'' (۱) کی تفسیر میں پوری ایک جلد ہے۔(۲)

ابن جریر طبری ؒ کی ۳۰ ؍ہزار اوراق میں تفسیر

محمد ابن جریر طبری ؒ نے ۳۰ ہزار ورق میں تفسیر لکھی تھی پھر اس کا اختصار کر کے ۳ ہزار ورق میں لکھی جو اس وقت ۳۰ جلدوں میں پائی جاتی ہے اندازہ یہ ہے کہ اصل تفسیر ۳ سو جلدوں میں ہو گی۔

ابن العربی ؒ اور مقدسی ؒ کی ۸۰ ؍ہزار اوراق میں تفسیر

ابو بکر ابن العربی نے ۸۰ ہزار ورق میں تفسیر لکھی،ابو عبد اللہ المقدسی الحنفی نے ۵۰ یا ۸۰ یا ۹۹ جلدوں میں لکھی (مختلف اقوال ہیں)،ابو بکر محمد الانصاری النقاش نے ۱۲ ہزار ورق میں تفسیر لکھی۔(۳)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر

علامہ فخر الدین رازی ؒ نے فرمایا تھا کہ سورۃ فاتحہ سے ایک ہزار مسائل کا استخراج کیا جا سکتا ہے،کسی حاسد نے اعتراض کیا تو علامہ رازی نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھی پوری

---

(۱) بقرہ ۱۰۲:

(۲) یتیمۃ البیان لمشکلات القرآن علامہ بنوری ؒ ص ۱۷ ونایاب تحفہ ۳۳ محدثین کی قوت حفظ از مولانا ابو بکر غازی پوری ؒ، ص ۱۳۱)

(۳) اس تفسیر اور دیگر تفاسیر کے لیے دیکھیے یتیمۃ البیان ص ۱۷-۱۸

ایک جلد میں ۔(۱)

سلطان ابراہیم غزنوی

سلطان ابراہیم غزنوی بن سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی، یہ نہایت نیک اور بہادر تھے، خوش نویسی میں بھی کمال رکھتے تھے، ہر سال اپنے ہاتھ سے دو قرآن پاک لکھتے تھے، ایک مدینہ منورہ بھیجتے اور دوسرا مکہ معظمہ تقریباً چالیس برس انہوں نے حکومت کی ۔ ۴۹۲ھ میں وفات پائی ۔(۲)

سلطان ناصر الدین محمود

سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان التمش بادشاہ دہلی، یہ فرشتہ سیرت بادشاہ اپنی فرصت کے اوقات کتابت کلام پاک میں صرف کرتا تھا، جب سلطان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن پاک کے نسخوں کو ہدیہ کرنے کے لیے بازار میں بھیجا جاتا تو کاتب کا نام خریدار سے پوشیدہ رکھا جاتا تا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص زیادہ قیمت دے کر خریدنے کی کوشش کرے ۔

طبقات اکبری میں ہے کہ سلطان ایک سال میں کلام پاک کے دو نسخے تیار کر لیتا تھا، دو نسخے سلطان کے انتقال کے تقریباً سو سال بعد تک یہ نسخے دہلی میں موجود تھے ۔(۳)

(۱) دیکھیے تفسیر رازی ابتداء سورہ فاتحہ، بحوالہ: دارالعلوم، شمارہ 4 :، جلد:102، شعبان، شوال ۱۴۳۹ھ مطابق مئی، جون ۲۰۱۸ء

(۲) اردو ترجمہ نزہۃ الخواطر، تحفۃ حفاظ، ۸۳

(۳) تحفہ حفاظ : ۸۳

ظہیر الدین بابر

بابر بادشاہ ایک عمدہ خطاط بھی تھے ان کا خط خط بابری کہلاتا ہے، تیموریوں کی یہ عام رسم تھی کہ وہ قرآن پاک اپنے ہاتھ سے لکھ کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھیج دیا کرتے تھے، چنانچہ بابر کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن پاک وہاں نذر کیا۔(۱)

سلطان محی الدین اورنگزیب عالمگیر

یہ درویش صفت اور ولی سرشت بادشاہ قرآن پاک کا بلند پایہ خطاط تھا، "مراۃ العالم" میں بادشاہ بلند ہے کہ انہوں نے حاجی قاسم تلمیذ فتح اللہ شیرازی سے خط نسخ کی تعلیم حاصل کی، ''تاثر عالمگیری'' میں ہے کہ انہوں نے دو قرآن پاک مطلا و مذہب تحریر فرما کر حرمین شریفین ارسال کئے "بزم تیموریہ" میں ہے کہ ان کا ایک قلمی قرآن پاک سلطان ٹیپو شہید کے علمی خزانہ کا گوہر نایاب تھا، جو اعلیٰ خطاطی کے علاوہ بہترین جلد بندی کا بھی نمونہ تھا، جس کی آرائش پر ۹۰ ہزار روپیہ صرف ہوا تھا، یہ نسخہ اب انڈیا آفس لائبریری لندن میں محفوظ ہے، ۹۲ سال کی عمر میں اس بادشاہ خدا آگاہ نے ۲۸ ذی القعد ۱۱۱۸ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۷۰۷ کو وفات پائی، حضرت شاہ زین الدین چشتی دولت آبادی قدس سرہ کے جوار میں حسب وصیت سپرد خاک ہوئے۔

کتابت قرآن کے عجیب نمونے

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کا فرمان ہے کہ بڑودہ میں ہم نے ایک قرآن شریف دیکھا ہے، وہاں کی جامع مسجد میں محفوظ ہے، اس کے اوراق کی

---

(۱) تحفۃ حفاظ ۸۳ :

لمبائی تقریباً ساڑھے تین گز ہے۔اور چوڑائی دو گز ہے ہے۔(۱)

ایک بڑی میز پر تقریباً پندرہ سپارے رکھے ہوئے ہیں جو چھت تک پہنچ گئے۔ دوسری میز پر پندرہ سپارے دوسرے رکھے ہوئے ہیں، خدا جانے کاتب کو کیا سوجھی ہوگی؟ کون سا قلم لیا ہوگا؟ یعنی تقریباً چار چار انگشت چھوڑے اس کے حروف ہیں۔ تو مسلمانوں نے کوئی نمونہ نہیں چھوڑا قرآن شریف کے لکھنے میں چوڑے حروف، باریک حروف، پتلے حروف، عکسی حروف ہر قسم کے نمونے مہیا کر دیے۔

تین دن میں پورے قرآن کی کتابت

بابا فرید گنج شکر کے خاندان سے ایک بزرگ شیخ جنید حصاریؒ ہوئے ہیں، آپ کا زمانہ سلاطین لودھی کا زمانہ ہے، آپ جید عالم اور صاحب دل بزرگ تھے، حافظ قرآن بھی تھے آپ نے تحصیل علم سے فراغت حاصل کر کے حصار کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا، وہاں سے اسلام، علوم اسلامیہ اور خاص طور سے قرآن پاک کی تعلیمات کی اشاعت شروع کر دی، آپ نے ساری عمر درس وتدریس کا مشغلہ جاری رکھا کبھی کسی امیر یا صاحب ثروت کے آستانے پر نہیں گئے خطاطی سے روزی پیدا کرتے تھے زردنویسی میں اس قدر کمال حاصل تھا کہ بعض لوگ اس کو آپ کی کرامت پر محمول کرتے تھے چنانچہ صاحب الاخبار الاخیار فرماتے ہیں کہ آپ تین دن میں پورا قرآن کریم مع اعراب لکھ لیا کرتے تھے، اس سے یہ مغالطہ نہیں ہونا چاہیے کہ آپ درس

(۱) غالباً یہ وہ نسخہ قرآنیہ ہے جس کا ذکر تذکرہ قاریان ہند ج ۲ ص ۳۶ میں یوں کیا ہے۔ ''بڑودہ میں ایک مترجم قرآن جامع مسجد میں رکھا ہوا ہے جس کی لمبائی ۷۵ انچ، چوڑائی ۴۱ انچ فی صفحہ ہے۔تعداد صفحات بارہ سو۔ورق ۶۰۰ سو۔ پندرہ جلدوں میں ہے۔اس کا کاتب محمد غوث۔تاریخ کتابت ۱۲۰۶ھ۔فارسی ترجمہ بین السطور وحواشی فارسی میں زبرجد ویاقوت کے بیل بوٹے۔درمیان میں متن طلائی کا کام کیا ہوا۔سیاہی کالی استعمال کی گئی'' غالباً اس سے بڑا قرآن شریف ہندوستان میں تو نہ ہوگا۔۔ ۱۲)

وتدریس کا مشغلہ ترک کرکے کتابت کیا کرتے تھے، بلکہ درس وتدریس کے بعد فرصت کے وقت آپ یہ فریضہ انجادیا کرتے تھے۔

اورنگ زیب عالمگیرؒ کا کتابت قرآن

اورنگ زیب عالمگیر ۱۰۶۸ئ میں تخت نشیں ہوئے، وہ قرآن کریم کے حافظ، بہترین قاری اور قرآنی رسم الخط کے ماہر تھے، روزانہ قرآن شریف لکھنے کا معمول تھا، انہوں نے امورِ سلطنت بجالانے کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ سے کئی نسخے لکھے، کہا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ قرآن کریم کی کتابت اور ٹوپیوں کی سلائی سے اپنی معاشی ضروریات پوری کرتا تھا۔ ۹۴ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

اس کی آرزو یہ تھی کہ جمعہ کے روز انتقال ہو، اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ آرزو بھی پوری کردی، شدید تکلیف کے باوجود نہ صرف یہ کہ انہوں نے آخری نماز جماعت کے ساتھ ادا کی بلکہ معمول کے وظائف بھی پورے کرنے کی کوشش کی اسی دوران اس پر غشی طاری ہوگئی اس وقت بھی ان کے منہ سے کلمہ طیبہ جاری تھا اور انگلیاں تسبیح پر چل رہی تھیَ۔

مرنے سے پہلے قرآن کریم کے اس حافظ قاری بادشاہ نے جو وصیتیں کیں ان میں چند ایک کا خلاصہ بطور عبرت کے درج ذیل ہے: اس گناہ گار کو حضرت چشتیؒ کی قبر کے پاس دفن کیا جائے تاکہ گناہوں کے دریاؤں میں ڈوبے ہوئے کو کچھ فیض حاصل ہو۔

ٹوپیوں کی سلائی کے مبلغ چودہ روپے بارہ آنے جو عالیہ بیگم کے پاس جمع ہیں وہ ان سے لے کر مجھ بے چارے کے کفن میں صرف کریں اور جو مبلغ تین سو روپے قرآن کریم کی لکھائی کے صرف خاص ہیں وہ انتقال کے دن محتاجوں کو دے دیں اس لئے کہ کلام مجید کے معاوضہ میں حرمت کا شبہ ہے لہذا یہ روپیہ میرے کفن میں صرف نہ کیا جائے۔

اگر مزید ضرورت ہوتو بادشاہ عالی جاہ کے وکیل سے لے لیں کیونکہ اولاد میں یہی قریب ترین وارث ہیں، حلت وحرمت ان کے ذمہ ہے مجھ بے چارہ سے باز پرس نہیں" مردہ

بدست زند"

اس سرگشتہ بیانات گمراہی کو ننگے سر دفن کریں کیونکہ گناہ گار تباہ روز کو اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان دربار میں ننگے سر لے جانے سے نظرِ رحمت زیادہ ہو گی۔

قرآن سے مخلصانہ تعلق کی برکت

اخلاص نیت سے خدمت قرآن کا صلہ بسا اوقات یوں ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے انسان کی اولاد کو بھی خدمتِ قرآن کے لیے قبول فرمالیتا ہے اور اس کے اولاد کی شر وروفتن سے حفاظت کی جاتی ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کے دادا شاہ وجیہ الدین نور اللہ مرقدہ قرآن کریم سے خصوصی شغف رکھتے تھے انہیں شہادت بھی تلاوت کے دوران نصیب ہوئی، اللہ پاک کو ان کا اپنے کلام کے ساتھ عشق اور لگاؤ پسند آگیا اور اللہ نے کئی نسلوں تک ان کے خاندان کو خدمت قرآن کے لیے قبول فرمالیا، ان کے بیٹے شاہ عبد الرحیم، پوتے شاہ ولی اللہ اور چاروں پڑ پوتے یعنی شاہ عبد العزیز، شاہ عبد القادر، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد الغنیؒ زندگی بھر قرآن ہی کی خدمت کرتے رہے۔

حضرت خضر اور موسیٰؑ نے جن یتیم بچوں کے مال و دولت کی حفاظت کے لیے دیوار تعمیر کی تھی، کہا جاتا ہے کہ ان کی ساتویں پشت میں اللہ کا کوئی نیک بندہ گذرا تھا جس کا اثر کئی نسلوں تک باقی رہا۔

کثرت تلاوت سے حافظہ قوی ہوتا ہے، نسیان کے مریضوں کو یہ نسخہ ضرور استعمال کرنا چاہیے۔

طباعت قرآن میں شاہ فہد کا عظیم کارنامہ

پریس کی ایجاد کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا، دنیا کے ہر ملک سے لاتعداد قرآنی نسخے

شائع ہوتے رہے، طباعتِ قرآن کے سلسلہ میں موجودہ سعودی حکومت کی خدمات سنہرے حروف سے لکھی جائیں گی، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کامپلکس کا قیام عمل میں لاکر شاہ فہد نے جو عظیم کارنامہ کو انجام دیا ہے اسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کرے گی، اس کامپلکس کے تحت خوبصورت ترین قرآنی نسخوں کو لاکھوں کی تعداد میں شائع کروا کر پورے عالم اسلام میں پھیلایا گیا۔

۶ محرم الحرام ۱۴۰۳ ؁ھ کو اس کامپلکس کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کے درج ذیل مقاصد متعین کئے گئے۔

(۱) مصحف مدینہ منورہ کی پرنٹنگ جو اپنے اعلیٰ اوصاف اور دقتِ طباعت کے اعتبار سے دنیا میں طبع ہونے والے تمام نسخوں سے ممتاز ہو۔

(۲) قرآن پاک کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنا۔

(۳) سعودی عرب اور عالم عربی واسلامی کے تمام پڑھنے اور سننے والے مواد کی اشاعت کرنا۔

(۴) ایسی علمی تحقیقات کا اجراء جو قرآن کریم، سنت نبویہ ﷺ اور اس سے متعلق علوم کے سلسلہ میں معاون ثابت ہوں۔

قرآن کی طباعت واشاعت کے لئے قائم شدہ یہ ادارہ وسیع پیمانے پر خدمات انجام دے رہا ہے؛ چنانچہ یہ ۲۵۰۰۰۰ (پچیس لاکھ) مربع میٹر کے رقبہ پر پھیلا ہوا ہے، رمضان ۱۴۲۰ ؁ھ ڈسمبر ۱۹۹۹ ؁ء تک ادارہ سے شائع ہونے والے ایڈیشنوں کے نسخوں کی تعداد ۱۴۵۰۰۰۰۰۰ (چودہ کروڑ پچاس لاکھ) تک پہنچ چکی ہے، کامپلکس نے دنیا کے مختلف حصوں میں ۱۲۸۰۰۰۰۰۰ (بارہ کروڑ اسی لاکھ) سے زائد نسخے تقسیم کرائے جو اسلامی وزارتِ اوقاف اور مساجد ومدارس میں روانہ کئے گئے، کامپلکس کی سالانہ پیداواری صلاحیت مختلف اشاعتوں کے حساب سے ۱۰۰۰۰۰۰۰ (ایک کروڑ)

نسخوں تک پہنچتی ہے؛ اگر تین شفٹ روزانہ کام کیا جائے تو اس میں مزید تین گنہ اضافہ ممکن ہے، حجاج کرام اور زائرین مسجد نبوی کو سالانہ ۱۰۰۰۰۰۰ (دس لاکھ) سے زائد قرآن پاک کے نسخے مع تفسیر وترجمہ تقسیم کئے جاتے ہیں ۔(۱)

حکیم سید نیک عالم شاہؒ ۶۹ قرآن لکھنے والے

حکیم سید نیک عالم شاہ بن سید نواب شاہ موضع گھوڑ یالہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے ۱۸۹۵ھ میں پیدا ہوئے اپنے برادر بزرگ حکیم سید عالم شاہ سے اکتساب فن کیا، اعلی خطاط ہونے کے علاوہ نہایت زود نویس تھے ۔ ۶۹ قرآن مجید عمر بھر میں تحریر کئے، آپ نے ایک حمائل شریف ۲۳ دن میں تحریر کی ۔ جو ۱۹۳۳ء میں طبع ہوئی ۔

دور جدید کی مشہور مفسر خواتین

دور جدید میں عالم عرب کی چار خواتین نے پورے قرآن کی تفسیر لکھی ہے:

۱۔ زینب غزالی کی تفسیر ''نظرات فی کتاب اللہ'' کے عنوان سے ہے، یہ دو جلدوں میں مصر سے شائع ہوئی ہے، اس کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے اور جلد منظر عام پر آنے والا ہے ۔

۲۔ ماجدہ فارس الشمری نے ''التوضیح والبیان فی تفسیر آیۃ القرآن'' کے نام سے تفسیر لکھی ہے، یہ تفسیر لبنان سے آٹھ (۸) جلدوں میں شائع ہوئی ہے ۔

۳ فاطمہ کریمان حمزہ نے ایک تفسیر لکھی ہے، جس کا نام ''الواضح فی تفسیر القران'' ہے ۔

۴۔ چوتھی تفسیر نائلہ ہاشم صبری کی ہے، یہ تفسیر ''المبصر لنور القرآن'' کے عنون سے مصر سے شائع ہوئی ہے، اس کا پہلا ایڈیشن گیارہ (۱۱) جلدوں میں اور دوسرا سولہ (۱۶)

(۱) ماخوذ از خصوصی اشاعت حکومت سعودی عرب

جلدوں میں شائع ہوا ہے۔
وہ خواتین جنھوں نے کچھ سورتوں کی تفسیر کی ہے، ان میں اہم نام عائشہ عبد الرحمن بنت الشاطی کا ہے، ان کی تفسیر ’’التفسیر البیانی للقرآن الکریم‘‘ کے عنوان سے ہے، یہ دو جلدوں میں مصر سے شائع ہوئی ہے، اس میں پارہ عم کی کچھ سورتوں کی تفسیر بیان کی گئی ہے، بنت الشاطی نے علوم قرآن پر بھی کتابیں لکھی ہیں، مثلاً ’’القرآن وقضایا الانسان‘‘ ’’الاعجاز البیانی للقرآن الکریم‘‘ وغیرہ، ’’حنّان لحام‘‘ کا شمار بھی ان خواتین میں ہوتا ہے جنھوں نے قرآن کی کچھ سورتوں کی تفسیر کی ہے، مثلاً ’’من ھدی سورہ آل عمران‘‘، ’’من ھدی سورہ نساء‘‘، حنان لحام نے علوم سورہ الکوثر، سورہ بقرہ کی تفسیر لکھی ہے، یہ تفسیر، جو ۵۷۰ رصفحات پر مشتمل ہے ۲۰۰۶ میں لبنان سے شائع ہوئی ہے۔
تیسری قسم ان خواتین کی ہے جنھوں نے علوم قرآنی کو اپنا موضوع بنایا اور ان میں قرات، تجوید، فصاحت و بلاغت، تدبر قرآن، زیادۃ الحروف اور اقسام القرآن وغیرہ کے موضوعات شامل ہیں، مثال کے طور پر ’’اسماء بنت راشد‘‘ نے ایک کتاب ’’ھکذا عاشوا مع القرآن‘‘ کے عنوان سے لکھی ہے، جس میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح صحابہ نے قرآن کریم کو اپنی زندگی گزارنے کا سامان بنایا اور فلاح و کامرانی سے حاصل کی، علامہ ناصر الدین البانی کی صاحبزادیوں ’’حسانۃ‘‘ اور ’’سکینۃ ‘‘ نے ’’الدلیل الی تعلیم کتاب اللہ الجلیل‘‘ کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے۔ جو تین (۳) اجزاء پر مشتمل ہے، یہ کتاب ۲۰۰۴ میں دار ابن حزم لبنان سے شائع ہوئی ہے، اس میں قرآن کریم کی تلاوت کے طریقے بتائے گئے ہیں، اور تجوید کی تعلیم کی طرف رہنمائی کی گئی ہے اور اس کا طریقہ بتایا گیا ہے، صفیہ عبد الرحمن السحیبانی رحمۃ اللہ علیہا نے ’’الخرائط الذھنیۃ لسور القرآن الکریم‘‘ کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جو ۶۹ صفحات پر مشتمل ہے، اس میں انہوں نے قرآن کی سورتوں کے موضوعات کو نقشوں کی مدد سے

پیش کیا ہے۔

اس باب میں ۷۳ خواتین کا تذکرہ کیا گیا ہے اوران کی تصانیف کا مختصر تعارف کرایا گیا ہے، واضح رہے کہ ان خواتین کے حالات زندگی کے بارے میں معلومات عموما دست یاباب قائم نہیں ہیں، ان کے تعارف کا ذریعہ صرف ان کی تصانیف ہیں، ان میں سے بیش تر انٹرنیٹ پر مختلف سائٹس پر اپ لوڈ ہیں، میں نے ان تصانیف کو بنیاد بنا کر ان کا تذکرہ کیا ہے، ان کی علمی اور خاص طور سے قرآنی خدمات کا تعارف کرایا ہے اوران تصانیف کے مشتملات اور مباحث پر بھی روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے، عین ممکن ہے کہ موجودہ دور میں قرآنیات میں خواتین کی بہت سی تصانیف کا ابھی احاطہ نہ ہوسکا ہو۔(۱)

(۱) خواتین اور خدمت قرآن، ڈاکٹر ندیم سحر عنبر، ۱۹۲، تا ۱۹۴، ہدایت پبلیکشنز، اینڈ ڈسٹری بیوٹرس۔

امۃ مسلمہ اور قرآن سے غفلت

قرآن کتابِ ہدایت ہے

قرآن ایک ہدایت نامہ ہے،اس میں لوگوں کے لیے ہدایت کا مکمل سامان جمع کر دیا گیا ہے،ہدایت کے معنیٰ ”اراءة الطریق“ راستہ دکھانا،قرآن انسانوں کو زندگی گذارنے کا صحیح طریقہ دکھا تا ہے، ہر شعبۂ زندگی میں ان کی راہنمائی کا کام کرتا ہے، انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی ہو، پھر اجتماعی زندگی میں عائلی وقبائلی زندگی ہو، یا شہری ومدنی زندگی ہو، پھر ان زندگیوں کا کوئی پہلو ورخ کیوں نہ ہو۔

بہت سارے لوگوں کا یہ تصور ہے کہ قرآن محض پڑھنے کی چیز ہے اور اس پر ثواب مل جاتا ہے، باقی دنیا میں قرآن کا کوئی فائدہ ذہنوں میں نہیں ہے، حالاں کہ یہ ایک نہایت خطرناک غلطی ہے، اس میں شک نہیں ہے کہ قرآن کی تلاوت پر ثواب ملتا ہے جیسا کہ پہلے میں نے خود عرض کیا ہے؛ مگر یہ خیال باطل ہے کہ قرآن کا اس کے سوا کوئی فائدہ نہیں، حالاں کہ دنیا میں زندگی گذارنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ہدایت نامہ بنا کر نازل فرمایا ہے اور حکم ہے کہ ایک مؤمن کی پوری زندگی قرآن مجید کے قانون واصول کے عین مطابق ہونا چاہیے، عبادت ہو، معاشرت ہو، معیشت ہو، اخلاقیات ہوں، سیاست ہو، معاملات ہوں، تمام کے تمام قانونِ قرآن کے احاطہ اور دائرہ میں ہونا چاہیے۔

مگر اب لوگ اس کے بجائے اپنی پوری زندگی (۱) کافروں (۲) فاسقوں (۳) مشرکوں (۴) یہودیوں (۵) عیسائیوں (۶) انگریزوں (۷) ہندوؤں کے قانون کے مطابق گذارتے ہیں، معاشرت وتہذیب انگریزوں کی اختیار کرتے ہیں، تقریبات، شادی وغم میں ہندوؤں کے رسوم کو اپناتے ہیں، تجارت ومعاملات میں یہودیوں کی اسکیموں پر ایمان رکھتے ہیں، سیاسی معاملات میں کفار وفساق کے نقش قدم پر چلتے ہیں، کبھی خیال تک نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم الشان کتاب

قرآن مجید میں ہماری زندگی کے تمام شعبوں کے لیے جب ہدایت فرمادی ہے تو ہم اس کے مطابق زندگی گذاریں، بس قرآن کو آخرت میں ثواب جمع کرنے کے لیے تلاوت تک محدود کردکھا ہے کیا یہ خطرناک غلطی نہیں ہے؟

قرآن سے محبت پر جنت کی بشارت

ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا اس سورہ کو محبوب رکھنا تجھے جنت میں داخل کرے گا۔ "اِنَّ حُبَّکَ اِیَّاھَا یُدْخِلُ الْجَنَّةَ"۔(۱)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر جہاد میں بھیجا، ان صحابی کی عادت تھی کہ ہر نماز کی دوسری رکعت کے آخر میں یا ہر رکعت کے آخر میں سورہ قل ھو اللہ احد پڑھتے، جب یہ فوج واپس ہوئی تو صحابہ نے ان صحابی کے اس عمل کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے کیا، آپ نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ ان صحابی نے بتایا کہ اس صورت میں رحمن کی صفت بیان کی گئی ہے، اس لئے مجھے اس سے محبت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ان صحابی کو بتادو کہ اللہ تعالی بھی تم سے محبت کرتا ہے، اس سورت سے محبت کی وجہ سے اللہ تعالی تم سے محبت کرتا ہے، ایک سورہ سے محبت کا یہ انعام ہے تو جو پورے قرآن سے محبت کرتا ہے اس کا تو کیا ٹھکانہ ہے؟ یاد رکھئے کہ ان صحابی کو صرف ایک سورت سے محبت نہیں تھی؛ بلکہ محبت تو پورے قرآن سے تھی، ہاں زیادہ محبت اس سورت سے تھی۔ "سَلُوْهُ لِأَیِّ شَیْئٍ یَصْنَعُ ذٰلِکَ فَسَأَلُوْهُ فَقَالَ لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْبِرُوْهُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّهٗ"

---

(۱) سنن ترمذی، حدیث ۲۹۰۱ :

آج نوجوانوں کو جتنا شوق اور جتنی محبت فحش لٹریچر،عریاں ناول اور گندے رسائل سے ہے کیا قرآن مجید سے ایسی محبت ہے؟ ٹی وی کا جتنا شوق ہے کیا قرآن کا اس قدر ذوق وشوق ہے؟ فلمی گانوں اور فلمی کہانیوں سے تو محبت ہے ؛مگر قرآن سے ایسی الفت ومحبت نہیں ہے،فحش باتیں، گالیاں اور فلمی گانے وکہانیاں ،عشقیہ اشعار ونظمیں تو نوجوانوں ؛بلکہ بچوں کو بھی یاد ہیں ؛مگر صحیح قرآن نہیں پڑھ سکتے اور دو چار سورتیں بھی ڈھنگ سے یاد نہیں، اگر محبت ہوتی تو ہم اس کو پڑھتے یاد کرتے اور ہماری زبانیں اس سے تروتازہ رہتیں۔

ہماری غفلت شعاری

آج معاشرے میں طرح طرح کی برائیاں جنم لے چکی ہیں،ظلم وتعدی اور فسق و فجور کا بازار گرم ہے،انسانیت بے راہ روی کے آخری دہانے پر ہے،عریانیت وفحاشی اور بدکاری و بدکرداری اپنی آخری حدود کو پہنچ رہی ہے،اخلاقِ حسنہ کی جگہ اخلاقِ رذیلہ نے لے رکھی ہے،موجودہ دور میں جہاں بدعات وخرافات کا دوردورہ ہے وہیں حقوق و معاملات کا بھی فقدان ہے،ہم قعرِ مذلت کی گہرائی میں گر چکے ہیں،ان سب کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرائی کو چھوڑ دیا ہے، دینی امور ومعاملات کی انجام دہی سے کنارہ کش ہو چکے ہیں،اوامر ونواہی کی پابندی تو دور کی بات قرآن کریم کی تلاوت بھی ہم پر گراں ہے،فحش لٹریچر اور مخرب اخلاق رسائل وجرائد کا مطالعہ محبوب مشغلہ بن چکا ہے،قرآن کریم جو ہمارے لیے سراپا رشد وہدایت کا باعث تھا ہم نے اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ترک کر دیا ہے۔

کیا ایسے عظیم کلام کی ہمارے دلوں میں عظمت پائی جاتی ہے؟ کیا آج ہم لوگوں نے قرآن مجید کی تعلیم کو وہی اہمیت دیتے ہیں جو اسکولوں کی تعلیم کو دیتے ہیں؟ اسکولوں کی عصری تعلیم کے لیے روپیہ خرچ کیا جاتا ہے،اس کے لئے رشوت دے کر

سیٹ لی جاتی ہے؛ مگر کیا قرآن پاک کی تعلیم کا بھی ایسا اور اتنا اہتمام ہم لوگ کرتے ہیں ؟ بلکہ بعض تو نعوذ باللہ قرآن کی تعلیم کو فضول خیال کرتے ہیں ؛ قرآن کی تعلیم کا اہتمام نہ کرنے والے تو لاکھوں کی تعداد میں ہیں جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دنیوی وعصری علوم کی جتنی اہمیت لوگوں کو ہے قرآن کی اتنی نہیں ہے۔

قرآن وحدیث اور دین کا علم ماہر استادوں سے حاصل کیا جائے، آج لوگ دین کا علم جاہلوں سے حاصل کرتے ہیں، کیا ہم ڈاکٹری کی یا انجینئری کی تعلیم کسی اناڑی سے حاصل کرتے ہیں؟ نہیں! تو پھر دین کی تعلیم کے لیے جاہلوں پر کیوں اکتفا کیا جاتا ہے؟ دنیوی تعلیم کے لیے ہزاروں سے گذر کر لاکھوں بھی خرچ کر دیتے ہیں صرف سیٹ حاصل کرنے کے لیے ہزاروں روپئے ڈونیشن دیتے ہیں ؛ مگر علم دین کے لیے سستا آدمی تلاش کرتے ہیں۔

دنیا کی بدنصیب و بانصیب قوم کون ہے؟

دنیا کی کوئی قوم اتنی خوش قسمت نہیں کہ اس کے پاس ایسی کتاب موجود ہو اور کوئی قوم اتنی بدنصیب بھی نہیں کہ جو ایسی عظیم کتاب کی ناقدری کی مرتکب ہو۔ ''قرآن مجید کی ناقدری'' کا الزام معمولی نہیں جسے نظر انداز کر دیا جائے، بظاہر قرآن پاک کا احترام ہم کرتے ہیں، اور جتنا احترام کیا جائے کم ہے، جیسے کسی اہم معاملہ میں قسم کھانا ہو تو اس کتاب سے بڑھ کر ہم کسی کو اہم نہیں سمجھتے، گھر میں سب سے اونچی جگہ اس کے لئے مختص ہوتی ہے، جہاں صاف ستھرے کاغذ بچھائے جاتے ہیں، قرآن مجید کے نسخے غلاف میں لپیٹ کر آنکھوں سے لگا کر چوم کر طاق میں سجائے جاتے ہیں، نو مولود کا نام رکھنا ہو تو اسی کتاب کو کھول کر صفحہ کے پہلے حرف سے نام رکھتے ہیں، کسی کے مرنے پر یہی کتاب میت کے بازو بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے، اسی کتاب کی تلاوت کرکے ہم اپنے مردوں کو بخشتے ہیں، پھر قرآن مجید کی قدر دانی کا کیا یہی مطلب ہے؟

دراصل قدرو ناقدری کو سمجھنے کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کیا قرآن انہی مقاصد کے لئے نازل ہوا؟ کیا قرآن وحدیث میں کہیں مذکورہ بالاامور کو مقاصد ِنزول کی حیثیت سے پیش کیا گیا؟ دراصل قرآن کے ساتھ ہماراخود ساختہ سلوک ہے، ورنہ اس کی اصل قدردانی تو یہ ہے کہ اس کا وہ حق ادا کیا جائے جس کا تقاضا خود قرآن مجید ہم سے کرتا ہے، اس پر ایمان لایا جائے۔

قیامت میں جواب دہی کی تیاری کریں

اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہم سے پوچھ لے کہ میں نے زندگی گذارنے کے لئے قرآن کو راہنمائی وہدایت کا سامان بنایا اور تم تک پہنچایا، تاکہ اپنی زندگی اس کے مطابق بناؤ؛ مگر تم نے میرا قانون چھوڑ کر کبھی یہود کا، کبھی نصاریٰ کا، کبھی ہندؤوں کا، کبھی مجوسیوں کا قانون اپنایا، بتاؤ! کیا اسی واسطے میں نے اس کو نازل کیا تھا؟ اگر ہم سے یہ پوچھا جائے تو ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟ کیا اس وقت ہمارا دین دار طبقہ یہ کہہ کر چھٹکارا پاسکتا ہے کہ اے اللہ! ہم نے روزانہ اتنے پارے پڑھ کر ثواب جمع کیا تھا؟ ظاہر ہے کہ یہ جواب کچھ کام نہ آئے گا، لہٰذا ذہن سے یہ نکال دینا چاہئے کہ قرآن صرف پڑھنے اور آخرت میں ثواب جمع کرنے کے لیے ہی ہے؛ بل کہ قرآن دنیا میں زندگی گذارنے اور اپنے آپ کو اس قانون واصول پر ڈھالنے کے لیے بھی ہے، جس کا نتیجہ ضرور بالضرور آخرت میں نجات ہوگا، حقیقت یہ ہے کہ قرآن کا نزول ہوا ہی ہے عمل کرنے کے لیے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قرآن اس لئے نازل کیا گیا کہ اس پر لوگ عمل کریں؛ مگر لوگوں نے اس کے پڑھنے ہی کو ایک عمل بنالیا، تم میں سے ایک آدمی قرآن کو شروع سے آخر تک اس طرح پڑھ جاتا ہے کہ ایک حرف بھی ساقط نہیں کرتا مگر اس پر عمل کو ساقط کردیتا ہے۔

قسم کھانے کے لیے قرآن ہے مگر عمل کے لیے نہیں

آج مسلمانوں کی اکثریت کا عملاً قرآن سے اگر کچھ تعلق نظر آتا ہے تو بس یہ کہ وہ اسے اپنے گھروں میں ریشمی جزدانوں میں لپیٹ کر الماریوں میں سجا کر رکھتے ہیں، مختلف امراض کے علاج کے لیے اس کی آیتوں کے تعویذ بنا کر گلے میں باندھتے اور دھو کر پیتے ہیں، جنّات اور بھوت پریت بھگانے کے لیے اسے پڑھ کر پھونکتے ہیں۔ تنازعات کی صورت میں اس پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاتے ہیں، اگر قرآن پر عمل ہوتا تو قرآن کی قسم کھانے کی نوبت ہی نہ آتی، دوکانوں اور مکانوں کی برکت کے لیے قرآنی آیات کے طغرے لگاتے ہیں اور ان کے افتتاح کے موقع پر قرآن خوانی کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔

تلاوت کرتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے

بہت سے مسلمان ہیں جو قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں، روزانہ اس کا کچھ حصہ پڑھتے ہیں، ماہ رمضان المبارک میں اس کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے جب حفّاظ کرام قرآن سنانے کے لیے کمربستہ ہوجاتے ہیں اور عام مسلمان تراویح میں، اپنی نفل نمازوں میں اور نمازوں کے علاوہ بھی اپنا زیادہ تر وقت قرآن پڑھنے میں لگاتے ہیں، لیکن ان کا یہ پڑھنا بے سمجھے بوجھے محض حصولِ ثواب کی نیت سے ہوتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تلاوتِ قرآن کا غیر معمولی اجر ہے، لیکن کیا صرف یہی اس کے نزول کا مقصد ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں، قرآن اس لیے نازل کیا گیا ہے کہ اس میں جو ہدایات دی گئی ہیں ان پر عمل کیا جائے، جن کاموں کا حکم دیا گیا ہے انہیں بجالایا جائے، جن کاموں سے روکا گیا ہے ان سے دور رہا جائے، عام مسلمان ختم پر ختم کیے چلے جاتے ہیں، مگر اس پہلو کی جانب ذرا بھی توجہ نہیں کرتے، اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے اور میڈکل کی کتاب پڑھنے بیٹھ

جائے اس خیال سے کہ محض اس کتاب کو پڑھ لینے سے بیماری دور ہوجائے گی، تو کیا آپ اسے پاگل نہیں سمجھیں گے کہ اس کا دماغ خراب ہوگیا ہے؟ بالکل یہی رویّہ شافیِ مطلق کی کتاب کے ساتھ ہے، اس کو اِس خیال سے پڑھتے ہیں کہ بس اس کے پڑھ لینے ہی سے تمام امراض دؤر ہوجائیں گے، اس کی ہدایات پر عمل کرنے اور اسکے منہیات سے پرہیز کی ضرورت نہیں ہے، پھر تو خود اپنے اوپر بھی وہی حکم کیوں نہیں لگاتے جو اس شخص پر لگاتے ہیں جو بیماری دور کرنے کے لیے صرف میڈکل کی کتاب، پڑھ لینے کو کافی سمجھ لیتا ہے۔

تلاوت کرتے ہیں مگر تعلیمات کے خلاف چلتے ہیں

بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں، اس میں غور وتدبر بھی کرتے ہیں، جانتے بھی ہیں کہ قرآن میں کیا احکام بیان کیے گئے ہیں؟ کن چیزوں کو حلال اور کن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے؟ کن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور کن کاموں سے روکا گیا ہے؟ مگر ان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوئی تحریک ان میں نہیں ہوتی، ان کا عمل قرآنی تعلیمات کی تردید کرتا ہوا نظر آتا ہے، مثلاً قرآن نے انھیں اتحاد واتفاق کے ساتھ رہنے اور انتشار وتفرقہ سے بچنے کی تاکید کی تھی، مگر آج باہمی اختلافات ان کی پہچان ہیں، اس نے انھیں ایک دوسرے کا مذاق اڑانے، برے القاب سے پکارنے، بدگمانی رکھنے، ٹوہ میں لگنے اور غیبت کرنے سے روکا تھا، مگر آج مسلمانوں میں یہ تمام اخلاقی برائیاں در آئی ہیں، اس نے انھیں ایک ماں باپ کی اولاد قرار دیتے ہوئے سماجی مساوات کا درس دیا تھا، مگر آج غیر قوموں کی طرح ان کا سماج بھی ذات پات کے دلدل میں دھنسا ہوا ہے اور کچھ لوگوں کو اشراف اور کچھ کو اراذل قرار دے دیا گیا ہے، قرآن نے سود کو حرام قرار دیا تھا، مگر آج ان کی معیشت سودی لعنت کا شکار ہے، اس طرح کے اور بھی کتنے قرآنی احکام ہیں جنھیں

مسلمان جانتے بوجھتے پامال کر رہے ہیں۔

سبق آموز مثال

''اگرآپ کا نوکر مقرر کی ہوئی ڈیوٹی پر جانے کے بجائے ہر وقت سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہے اور لاکھوں مرتبہ آپ کا نام جپتا رہے، آقا کے حکم پر آدمیوں کے حق ادا نہ کرے، بلکہ وہیں کھڑے کھڑے آقا کو جھک جھک کر دس بارہ سلام کرتا رہے، آقا کے حکم پر خرابیوں کو مٹانے تیار نہ ہو تو اسے ملازم نہیں کہتے، مگر آپ کا خدا جس کے آپ نوکر ہیں اپنے کو بڑے عبادت گزار کہتے ہو! صبح سے شام تک خدا جانے کتنی مرتبہ قرآن شریف میں خدا کے احکام پڑھتے ہو، مگر ان احکام کو بجالانے کے لیے اپنی جگہ سے جنبش تک نہیں کرتے، بلکہ نفل پر نفل پڑھے جاتے ہو، اور خوش الحانی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے رہتے ہو، پتہ چلا تلاوت کے آگے بھی قرآن کے حقوق ہیں۔

تلاوت کرتے ہو مگر قرآن پر ظلم بھی کرتے ہو

کچھ مسلمان ایسے بھی ہیں جو قرآن کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کے بجائے قرآن کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہی، وہ آیات قرآنی کی دوراز کار تاویلیں کرتے ہیں، ان سے ایسے ایسے معانی مستنبط کرتے ہیں جن سے قرآن کا دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا، مثلاً قرآن نے ہر طرح کا سود حرام قرار دیا ہے، مگر وہ کہتے ہیں کہ قرآن نے صرف مہاجنی سود کو حرام کیا ہے، بینک انٹرسٹ پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا، قرآن نے عورتوں کے لیے پردہ کے مخصوص احکام دیے ہیں، مگر وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں پردہ کے احکام عہد نبوی میں صرف ازواج مطہرات کے ساتھ خاص تھے، عام مسلمان عورتیں ان کی مخاطب نہ اس عہد میں تھیں نہ اب ہیں، یہ سب حرکتیں قرآن پر ظلم ہے۔

مسلمان جب تک اپنے رویّوں میں تبدیلی نہیں لائیں گے ان کے حالات نہیں بدل سکتے ،اللہ تعالیٰ کا قانون اٹل ہے،اس کی سنت غیر مبدّل ہے، گزشتہ قوموں کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ جس قوم نے اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھاما،اسے اپنا دستورِ حیات بنایا وہ بامِ عروج پر پہنچی،اسے دنیاوی ترقی بھی حاصل ہوئی اور دوسری قوموں نے اس کی قیادت وسیادت تسلیم کی،لیکن جس قوم نے اللہ کی کتاب کو فراموش کیا،اس سے غفلت برتی،اسے پس پشت ڈالا اوراس پر عمل نہیں کیا وہ دنیا میں ذلیل وخوار ہوئی اور پستی کے گڈھے میں جا گری،اس سنّتِ الٰہی کا اطلاق مسلمانوں پر بھی ہوتا ہے۔(۱)

علم دین سے غفلت کا عالم

آج مسلمان معاشرہ میں دن بہ دن دینی علوم سے دوری میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے،ایک بچہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کے باوجود صحیح کلمہ پڑھنا نہیں جانتا ہے، طہارت اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف نہیں ہوتا ہے، قرآن مجید کی چھوٹی چھوٹی سورتیں بھی صحیح ڈھنگ سے نہیں پڑھ پاتا، اسلام کے بنیادی عقائد، اور وہ ضروریات دین جن پر ایمان کا دارومدار ہے اس کا بھی علم نہیں رکھتا ہے،کیا شہر،کیا گاؤں اور دیہات ہر جگہ بقدرضرورت دینی تعلیم کا فقدان ہے،اورسارا زورصرف اور صرف عصری علوم کو حاصل کرنے پر لگا رہا ہے، دنیوی تعلیم کا حصول شریعت میں منع نہیں ہے لیکن شریعت کو پس پشت ڈال کرفرض درجہ کا علم بھی حاصل کئے بغیر زندگی گذارنا دنیا میں بھی نقصان دہ اورآخرت میں بھی موجب عقاب ہے۔

مسلمانوں کی افسوس ناک سرد مہری

آج مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ ایسا ملے گا؛ جسے سیرتِ رسول ﷺ کی موٹی موٹی

(۱) قرآن سے غفلت، ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی اشاعت 28 جون، 2016

باتیں معلوم نہیں؛ لیکن کھلاڑیوں اورفلمی دنیا سے متعلق باتوں کے حوالے سے ان کی معلومات اعلیٰ درجے کی ہوتی ہیں، بہت سے لوگوں کونماز و دیگر عبادات کے فرائض وسنن کا علم نہیں، اسلام کے بنیادی عقائد کی معرفت نہیں، ہمارے بہت سے مسلم بچے ایسے ملیں گے کہ وہ کلمہ تک نہیں جانتے، دینی تعلیم کے ترک کا ہی منفی نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی اکثریت نماز پنج گانہ سے غافل ہوکر، دربارِالٰہی میں پانچ وقت کی حاضری سے محروم ہوگئی، اوراس کی حاضری جمعہ وعیدین تک محدود ہوگئی، اس کے چہرے سے حضورعلیہ السلام کی سنت (داڑھی) غائب ہوگئی، اس کے جسم سے اسلامی لباس رخصت ہوگیا، یعنی اس کی زندگی سے اسلامی رنگ ختم ہوگیا اور بات یہاں تک پہنچ گئی کہ کارواں کے دل سے احساسِ زیاں رخصت ہوگیا، لوگ بزبانِ حال یہ کہہ رہے ہیں کہ دینی تعلیم کے حصول میں، سیم وزر کے حصول کی گارنٹی نہیں ہے، سوال یہ ہے کہ دینی تعلیم اسی کے لیے ہے اور کیا دینی تعلیم کے حصول میں منہمک رہنے والا طبقہ بھوکاں مر رہا ہے؟ یہ تو بزدلانہ خیال ہے، وہ حضرات خوش نصیب ہیں، جو دینی تعلیم کے حصول میں مشغول ہیں، کچھ نہیں تو وہ قرآن ونماز درست پڑھتے ہیں، آج عموماً اس کا رونا ہے کہ بچے والدین کی عزت نہیں کرتے، من مانی کرتے ہیں، اسراف کا شکار ہیں اور غلط راہ پر گامزن ہیں تواس بیماری کا واحد حل، بچوں کو دینی تعلیم اور اسلامی اخلاق سے آراستہ کرنا ہے، اسی میں گھر اور معاشرے کا سکون پنہاں ہے؛ کچھ حضرات یہ کہتے ہیں، مغربی تعلیم وتہذیب نے، اسلامی تعلیم وتہذیب کو متاثر کیا ہے، ہم کیا کرسکتے ہیں، یقیناً یہ صحیح ہے؛ لیکن یہ کہہ کر پلہ جھاڑ لینا مسئلہ کا حل نہیں، اپنا قصور بھی ماننا پڑے گا، ہم کیوں متاثر ہوئے، ہم نے اپنے دامن کومحفوظ کیوں نہیں رکھا، اسلام کے اندرتو غیروں کو جذب کرنے کی صلاحیت ہے، نہ یہ کہ خود اسے ہی ہضم کرلیا جائے، غالباً اکبر نے کہا ہے اور سچ کہا ہے:

اسلام کی تعلیم سے بیزار ہوئے تم
ہم کو تو گلہ تم سے ہے، یورپ سے نہیں ہے۔(۱)

اطاعتِ قرآن کا محدود تصور

بعض حضرات قرآن کی اطاعت کو ضروری سمجھ کر عمل کرتے ہیں؛ مگر اطاعتِ قرآن کو چند مخصوص چیزوں تک محدود رکھتے ہیں، چند عبادات اور چند معاملات میں قرآن پر چلتے ہیں؛ مگر بے شمار احکام میں اطاعت قِرآن سے غفلت کرتے ہیں، بعض حصہ پر عمل کرتے ہیں اور بعض پر نہیں کرتے، عبادات میں اللہ کا قانون لیتے ہیں؛ مگر معاشرت، معاملات، سیاسیات میں غیروں کا قانون اپناتے ہیں۔ ”اِتَّبِعُوْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَّبِّکُمْ“(۲) جو کچھ تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف نازل کیا گیاہے،اس کی اتباع کرو۔) یہاں ”ماانزل“ میں ”ما“ کاعموم بتارہاہے کہ جو کچھ بھی اللہ کی طرف سے نازل کیا گیاوہ سب قابل اتباع ہے۔

جاہلوں کی اقتداء کرتے ہو

آج کل لوگوں کو دین اور علم دین سے کوئی رغبت نہیں رہی الاماشاءاللہ اور عام لوگ جاہلوں کو ہی اپنا سردار اور راہ نما بنا چکے ہیں، ان ہی سے مشورے کرتے ہیں حد تو یہ ہوگئی کہ اب ان ہی سے مسائل بھی پوچھ رہے ہیں، بے دینی کے عام ہونے اور علم دین سے بے رغبتی اور علماء دین کی تحقیر کی بنا پر آج عوام خود بھی گمراہی کے شکار ہیں اور اوروں کو بھی اس گمراہی میں گھسیٹ رہے ہیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :
حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے کہ اللہ رب العزت علم

---

(۱)ماہنامہ دارالعلوم ‏،شمارہ 8- 9 جلد 96 : ،رمضان-ذیقعدہ 1433 ہجری مطابق اگست-ستمبر2012ء
(۲)الاعراف:۳

دین کو اچانک (بندوں کے سینوں سے) نہیں ختم کرے گا، لیکن وہ علماء کرام کو وفات دے کر علم دین کو ختم فرمائے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم (دین کا ضروری علم رکھنے والا) باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا راہنما اور راہبر بنالیں گے اور ان ہی سے مسائل پوچھیں گے، وہ لوگوں کو بغیر جان کاری کے فتوی دیں گے اور مسائل بتائیں گے، جس کی وجہ سے خود بھی گمراہیوں گے اور عوام کو بھی گمراہ کریں گے۔

”عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ :إِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا یَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی إِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فضلوا وأضلوا“(۱)

مسلمان اور قرآن کی مثال

اندھیری رات ہو، جھکڑ چل رہے ہوں، راستہ ٹیڑھا میڑھا اور ناہموار ہو، جھاڑ جھنکاڑ کی وجہ سے سانپ بچھو اور دیگر موذی جانوروں اور حشرات الارض کا ہر وقت کھٹکا لگا ہو، ایسے میں ایک شخص چلا جارہا ہو، اس کے ہاتھ میں ٹارچ ہو، لیکن اسے اس نے بجھا رکھا ہو، اس شخص کی بے وقوفی پر ہم میں سے ہر ایک کو ہنسی آئے گی، وہ ٹارچ جلا کر اپنا راستہ دیکھ سکتا ہے، راہ کی ناہمواریوں میں گرنے پڑنے سے بچ سکتا ہے، موذی جانوروں سے اپنی حفاظت کرسکتا ہے، لیکن اس کی مت ماری گئی ہے کہ وہ ٹارچ جیسی مفید چیز اپنے پاس ہوتے ہوئے اس سے فائدہ نہیں اٹھارہا ہے، اسے بجھا رکھا ہے اور اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں ماررہا ہے۔

ایسے بے وقوف شخص پر ہم جتنا چاہیں ہنس لیں، لیکن حقیقت میں ٹھیک ایسا ہی رویّہ

---

(۱)صحیح مسلم، حدیث : ٦٧٩٦

ہم مسلمانوں نے قرآن کے ساتھ اختیار کر رکھا ہے، ہم مصائب ومشکلات کا شکار ہیں، دشمن ہم پر شیر ہیں اور ہمیں نقصان پہنچانے کے لیے طرح طرح کی سازشیں کر رہے ہیں، ہمیں صحیح راہِ عمل سجھائی نہیں دے رہی ہے، ایسی صورت حال میں قرآن کی شکل میں ہمارے پاس ایک روشنی موجود ہے جس سے ہم گھٹاٹوپ تاریکیاں دور کر سکتے ہیں، اپنی مشکلات ومسائل کا ازالہ کر سکتے ہیں، اس کی راہنمائی میں ترقی اور کامیابی کی منزلیں طے کر سکتے ہیں، لیکن ہم نے اسے گل کر رکھا ہے اور اس سے فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ''نور'' ہونے کا بارہا تذکرہ کیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:

''قَدْ جَاء كُم مِّنَ اللّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ. يَهْدِىْ بِهِ اللّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلاَمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنِ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيْهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ''(۱)

''تمھارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آگئی ہے اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس ایک رضا کے طالب ہیں، سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہِ راست کی طرف ان کی رہ نمائی کرتا ہے۔''(۲)

ہم قرآن پر مرنے تیار مگر قرآن پر جینے تیار نہیں

مسلمان قرآن کریم سے اپنی گہری عقیدت کا اظہار کرتے ہیں، اسے اپنی مقدّس مذہبی کتاب سمجھتے ہیں اور اس کی ادنیٰ سی بھی توہین برداشت نہیں کرتے، اگر کوئی شخص قرآن کے خلاف وہ بدگوئی کرتا ہے یا عملاً اس کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے تو ہمارا جوشِ

(۱) سورہ المائدہ ۱٦

(۲) قرآن سے غفلت، ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی اشاعت 28 جون، 2016

انتقام دیدنی ہوتا ہے، وہ اس پر بے چین ہو جاتے ہیں، اس کے خلاف سراپا احتجاج بن جاتے ہیں اور اسے سزا دینے یا دلانے کی ہر ممکن جدّ و جہد کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں اپنی جانوں کی بھی پروا نہیں کرتے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کا عملی رویّہ قرآن سے بے اعتنائی کا ہوتا ہے، قرآن کا ان کی اپنی ذات سے کیا تعلق ہے؟ وہ ان کی زندگیوں میں کیسی تبدیلی لانا چاہتا ہے؟ وہ کیسا انسان بنانا چاہتا ہے؟ ان سوالات پر وہ مطلق غور نہیں کرتے، ان کے اس تضاد کو ایک جملے میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ ''مسلمان قرآن پر مرنا جانتے ہیں، لیکن اس پر جینا نہیں جانتے''۔(۱)

اہلِ کتاب کی ہلاکت ترک کتاب ہے

مسلمانوں کی یہ حالت بداللہ تعالیٰ کی سنّتِ جاریہ کے عین مطابق ہے، جو امت بھی اس کی کتاب کی قدر نہیں کرتی، اس کے کلام سے بے اعتنائی برتی ہے اور اس کے احکام پر عمل نہیں کرتی، ذلّت اور پستی اس کا مقدّر بن جاتی ہے، وہ اللہ کی کتاب کو چھوڑ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے، یہود اور نصاریٰ کا انجام بد اس کی واضح مثال ہے، اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اس نے ان کے پاس اپنی جو کتابیں بھیجی ہیں، اگر انھیں وہ مضبوطی سے تھامے رہے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرتے رہے تو اخروی نجات و فلاح کے ساتھ دنیا میں بھی کامیاب و بامراد اور سرخ رو رہیں گے:

''وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُواْ التَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِم مِّن رَّبِّهِمْ لأكَلُواْ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم''(۲)

اگر انھوں نے توراۃ اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم کیا ہوتا جو ان کے

(۱) قرآن سے غفلت، ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی اشاعت 28 جون، 2016

(۲) المائدۃ ۶۶:

رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی تھیں، تو ان کے لیے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا‘‘، لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ اللہ کی آیات کا انکار کیا، ان سے روگردانی کی اور ان پر عمل نہیں کیا، اس کے نتیجے میں وہ اللہ کے غضب کا شکار ہوئے اور دنیا میں ذلیل وخوار ہو کر رہ گئے:

’’وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآؤُواْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُواْ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَواْ وَّكَانُواْ يَعْتَدُونَ‘‘(۱)

’’آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ ذلّت وخواری اور پستی و بدحالی ان پر مسلّط ہوگئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے، یہ نتیجہ تھا اس کا کہ وہ اللہ کی آیات سے کفر کرنے لگے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے لگے، یہ نتیجہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور اس بات کا کہ وہ حدودِ شرع سے نکل جاتے تھے‘‘۔(۲)

سلف کا یہی طریقہ تھا کہ قرآن میں جو پڑھا، اس پر عمل کرنا شروع کر دیا، حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے لوگ (صحابہ تابعین) قرآن کو اپنے رب کے خطوط سمجھ کر پڑھتے، رات میں اس پر غور وفکر کرتے اور دن میں اس کو نافذ کرتے۔(۳)

قرآن مجید کو ترک کرنے کا مطلب؟

’’(بروز قیامت) رسول (حق تعالیٰ سے شکایت کے طور پر) کہیں گے کہ اے میرے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر رکھا تھا۔‘‘(۴) اس آیت

(۱)البقرة: ۶۱

(۲) قرآن سے غفلت، ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی اشاعت 28 جون، 2016

(۳)احیاء العلوم ا: / ۲۷۵

(۴)الفرقان ۳۰:

میں لفظ ''مہجورا'' استعمال ہوا ہے جس کا ترجمہ ''نظر انداز'' کیا گیا ہے۔ ''مہجورا'' کا لفظ ''ہجر'' سے مشتق ہے، ہجر کے معنیٰ ہیں ترک کرنا، چھوڑنا، قطع تعلق کرنا، رخ پھیر لینا وغیرہ، اسی سے ہجرت بنا ہے یعنی کسی چیز یا مقام کو چھوڑ کر دوسری چیز یا دوسرا مقام اختیار کرنا، اگرچہ اس سے مراد کفار ہیں کہ قرآن کا انکار کرنے والی قوم تو وہی ہے لیکن بعض روایات کی بناء پر مفسرین وعلماء نے ایسے مسلمانوں کو بھی اس آیت کے ذریعہ تنبیہ کی ہے جو قرآن پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن نہ اس کی تلاوت کا اہتمام کرتے، نہ اس کے معانی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی اس پر عمل کرتے ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے: ''اس (قرآن) کا نہ پڑھنا بھی چھوڑ دینا ہے، اس کا نہ سمجھنا بھی چھوڑ دینا ہے اور اس پر عمل نہ کرنا بھی اسے چھوڑ دینا ہے۔'' چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے قرآن پڑھا مگر پھر اس کو بند کر کے معلق کر دیا، اس کی تلاوت کی پابندی نہیں کی، اس کے احکام پر غور نہیں کیا تو بروز قیامت قرآن اس کے گلے میں پڑا ہوا آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کرے گا کہ آپ کے اس بندہ نے مجھے چھوڑ دیا تھا اب آپ میرے اور اس کے معاملہ کا فیصلہ فرما دیجئے۔'' ثعلبی کی اس روایت میں قرآن کی شکایت ''ان عبدک ھذا اتخذنی مھجوراً'' کے الفاظ کے ساتھ آئی ہے اور یہاں بھی لفظ ''مہجورا'' استعمال ہوا ہے۔

ہم میں اور صحابہ کرام میں فرق

صحابہ رضی اللہ عنہم کرام یہود اور نصاریٰ کے بارے میں قرآن شریف کی پیش کردہ ہر وعید پر وہ کانپ اُٹھتے کہ کہیں اِن وعیدوں کا ہدف ہم تو نہیں؟ وہ ہمیشہ اپنی اصلاح پر نظریں جمائے رکھتے، ہمارا حال یہ ہے کہ ہم عملاً ''اہلِ کتاب'' اور اُن کی خرابیوں کے نتائج سے خود کو مستثنیٰ قرار دیتے رہتے ہیں۔

منافقین کے بارے میں نازل ہونے والی آیتوں کو پڑھ کراُن پر خشیت اِلٰہی کا غلبہ اتنا زیادہ ہوجاتا کہ وہ سوچنے لگتے کہ مبادا کہیں وہ گروہِ منافقین میں تو شمار نہیں کیے جارہے ہیں! ہمارا حال یہ ہے کہ نفاق کی تمام آیات عہدِ نبوی کے منافقین کے ساتھ خاص ہیں، فی زمانہ وہ سب منسوخ یا قصۂ پارینہ ہیں۔

قرآن سے ہمارے تعلق اور صحابہؓ کے تعلق کے درمیان وہ جوہری فرق کیا تھا، جس کی بنا پر وہ اِنسانیت کا ایک ایسا معزز ومحترم گروہ قرار پائے، جسے چشمِ فلک نے کبھی نہیں دیکھا، اور صحابہؓ جیسے نفوسِ قدسیہ کو قیامت تک دنیا کبھی نہ دیکھ پائے گی، کیا قرآن کی وہ تاثیر اب ختم ہوگئی، جس نے حضرت عمرؓ جیسی شخصیت کو ہلا کے رکھ دیا تھا، دراں حال یہ کہ قبولیتِ دینِ حق ان کا آخری آپشن بن گیا تھا؟ ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ آج بھی ضمیروں کو جھنجوڑنے کی یہ تاثیر صرف قرآن شریف میں ہی باقی ہے، صحابہؓ کے ایمان اور جاں نثاری کا راز صرف اور صرف یہی تھا کہ وہ قرآن شریف کے احکامات کو خالص طور پر اپنی ذات پر لاگو کرنے کا جذبہ بے پناہ رکھتے تھے، جب وہ نطق رسول ﷺ سے صدائے وحی سنتے تو سرتاپا گوش برآواز ہوجاتے، پھر اِسے اپنی زندگی میں نافذ کرنے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں فرماتے، اُن کا یہ جذبۂ فداکاری اُنہیں مضطرب کردیتا کہ قرآن سے بے خبر بندوں تک کیسے پہنچا دیا جائے!!

صحابہ کرامؓ کا قرآن شریف سے جو تعلق تھا، ویسا ہی ہمارا ہوجائے، تو ہمارا رب آج بھی وہ سب کچھ کرسکتا ہے، جو حضرت عمرؓ کے ساتھ پیش آیا، اِس کا آغاز اِس طرح ہوسکتا ہے کہ اگر اِس کی روزانہ کی بنیاد پر کثرت سے تلاوت ہو تو دل میں ہمہ وقت قرآن شریف کا ایک نہ دکھائی دینے والا مرکز ضرور قائم ہوجائے گا، افسوس کہ آج ہم ایک طرف اپنی اِصلاح سے غافل ہیں، دوسری طرف مدعو اقوام کی دشمنیوں میں مبتلا ہیں، تیسری طرف، شب و روز ایک بے عملی اور بداخلاقی کے شکار ہیں، اس پر ہمیں تکلیف بھی نہیں ہوتی ہے۔

مقامی ترجموں میں قرآن کی اشاعت ہمارا فریضہ ہے

حضور ﷺ نے خدائی کلام کے ذریعہ صحابہ کرامؓ کی جس طرح تربیت فرمائی تھی ،اِس سے اُن کا یہ یقین ،یقین کامل میں بدل گیا تھا کہ پورا قرآن شریف اگر نہ بھی پیش کیا جائے اور اِس کا ایک چھوٹا سا حصہ ہی کیوں نہ پیش کیا جائے،تو اِتنا ہی حصہ، بلکہ ایک آیت بھی اِس قدر قوتِ تاثیر کی حامل ہوتی ہے کہ جس سے کسی بھی اِنسان کے دل کی دنیا زیر وزبر ہو جائے، ہر صحابیؓ کو پورا قرآن یاد ہونا ضروری نہیں تھا نہ یہ ممکن تھا،قرآن شریف کی چند آیتیں بھی نو وارد کے لئے اثر کررہی تھیں۔

ہم جیسی ناشکری قوم کے پاس پورا قرآن شریف ہونے کے باوجود اِس کی اشاعت کی ضرورت محسوس نہیں کی، ہمارے اطراف ایسے شریفوں کی کمی نہیں جو اِس ضرورت کو محسوس کرنے دیں،ہم کروڑوں کی تعداد میں ہیں،ہمارے داعیوں کی تعداد بھی لاکھوں میں ہے،دعوت کے نام پر قدم قدم پر سرگرمیاں ہیں ،مگر کماحقہ اشاعت قرآن کی محنت نہ ہونے کی وجہ سے دنیا کے پانچ سو کروڑ غیر مسلم اقوام میں ایک دو کی قبولِ اِسلام کی خبریں ہمارے لیے عجوبہ بن جاتی ہیں، اِس کے مبالغہ آراء چرچے اخباروں کی سرخیاں بن کر ہمارے لئے تسکین کا جھوٹا سامان بن جاتے ہیں۔

اصل تو یہی ہے کہ کتاب کے ساتھ ،کتاب کو پیش کرنے والا جس کے اخلاق وکردار پر مدعو کا بھروسہ ہو، جس کی دیانت داری اور اخلاص قابلِ یقین ہو، وہ مدعوئین کے سامنے رب کی وحی کو اس کے اصل الفاظ میں جستہ جستہ پیش کرتا رہے،صرف ترجمہ اتنا موثر نہیں ہوگا،ترجمے میں وہ تاثیر نہیں جو الفاظ قرآن میں ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مقامی زبانوں میں قرآن کو پہنچانے کی داغ بیل بھی صحابہؓ نے ہی ڈالی،ظاہر ہے وہ جہاں بھی پہنچے ہوں گے، وہاں کی زبان عربی نہیں ہوگی، مقامی زبانوں کا اُنہوں نے بھرپور استعمال کیا ہوگا، تاکہ بلاغ کا حق ادا ہو جائے اور

یہی قرآن شریف کا مطلوب بھی ہے،الغرض اللہ پر ایمان،یومِ آخرت پر ایمان،اور عمل صالح کا پیغام لے کروہ یہودیوں کے پاس بھی گئے،نصاریٰ کے پاس بھی گئے،صابیوں کے پاس بھی پہنچے اور ہر قوم کے افراد کا دل جیتا،جہاں پہنچے،قرآن کے اصل الفاظ کے ساتھ خود مدعو کی زبان میں قرآن سمجھایا۔

مکمل سچائی کا دین

بیگم مولانا عزیزگل صاحبؒ جو عیسائی سے ہندو اور ہندو سے مسلمان بنیں اور اسلام کا سبب مطالعہ قرآن تھا،قرآن کے متعلق کہتی ہیں: اب تک میں مسلمانوں سے ڈرتی تھی میں سمجھتی تھی کہ مسلمان ایک قسم کے ڈاکو ہوتے ہیں جو ہر قسم کا ظلم کرسکتے ہیں لیکن اس کتاب نے میری آنکھیں کھول دیں یہ تو سراسر حق تھا اور دل میں اتر تا چلا جاتا تھا یہ عملی دیدانت تھا۔آہ! میں اب تک کن اندھیروں میں ہوں،افسوس کہ یورپی مستشرقوں نے اسلام کی کتنی غلط تصور پیش کی ہے وہ مذہب جسے میں خونخوار بھیڑیوں کا مذہب سمجھتی تھی، مکمل سچائی کا دین تھا۔(۱)

حفظ کے مدارس کی قربانی

اُن خدمت گاروں کے لئے جو اپنی خاطر نہیں بلکہ غریب،نادار اور یتیم بچوں کی خاطر در در کی خاک چھانتے ہیں،دوسروں کی جلی کٹی سنکر اُن کے لئے بھیک مانگتے ہیں،ادارے قائم کرتے ہیں،اور پھر ان محتاجوں،لاچاروں کو اُن اداروں میں ٹہرا کر ٹھکانہ دیتے ہیں،اُن کے سروں پر دستِ شفقت رکھتے ہیں،اور اُن کو اس عظیم کتاب کا حافظ بناتے ہیں،ہاں ہاں،وہ غریب اور یتیم بچہ جس پر معاشرے نے ترقی کے سارے دروازے بند کردیے تھے،جس پر زندگی تنگ کردی گئی تھی،جس کے گھر کا چولھا ٹھنڈا

(۱)ہم کیوں مسلمان ہوئے:٦٦

پڑا تھا، اور جس نے بوسیدہ پوشاک سے جسم ڈھانپ کر ننگے پاؤں، آبلہ پا ان کے در پر حاضر ہوا تھا۔

دینی تعلیم کی صورتِ حال کیا ہے؟

آج دینی تعلیم سے بے رغبتی روز افزوں ہے؛ جس مذہب نے دینی تعلیم کو تمام مردوں وعورتوں کے لیے فرض قرار دیا ہو، اور جس مذہب میں علم وحکمت سے پُر قرآن جیسی عظیم کتاب ہو اور جس مذہب کی شروعات ہی "اقرأ" یعنی تعلیم سے ہوئی ہو، اسی مذہب کے ماننے والے دینی تعلیم کے میدان میں سب سے پیچھے ہیں، قانونِ وراثت کو نصف علم بتانے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں، اس کا علم رکھنے والے کھانے میں نمک کے برابر بھی نہیں، علامہ اقبال ؒ نے تعلیم کو، امراضِ ملت کی دوا اور خونِ فاسد کے لیے مثل نشتر بتایا ہے؛ لیکن اس دوا کی فکر کتنے لوگوں کو ہے؟ کہتے ہیں کہ ماں کی گود، بچے کے لیے پہلا مکتب ہوتا ہے، اب اگر ماں ہی دینی تعلیم سے بیزار ہے تو اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ بچے پر کیا اثرات پڑیں گے، اگر گھر کے بزرگ وبرتر افراد ہی دینی تعلیم سے تہی دامن ہوں، تو وہ اپنے نونہالوں کی کیا ذہن سازی کریں گے، مسلمانوں کے گھروں میں، دینی تعلیم کی کمی تشویش ناک حد تک ہے، آج مسلمانوں کو اور ان کے بچوں کو قرآن وحدیث کے مطالعہ کی فرصت ہی نہیں، لوگ اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کی فکر ہی نہیں کرتے؛ جو زندگی گذارنے کے لیے ضروری ہے، اب وہ بچے جو کل کا مستقبل اور سرمایہ ہیں، جب ہوش کی عمر کو پہنچیں گے تو ان سے دین کی عزت وتکریم کی توقع بے سود ہے، ہر طرف دنیاوی علوم کے حصول کا شور ہے، ہر فرد اسی تاک میں ہے کہ کیسے، اعلیٰ دنیاوی تعلیم حاصل کرکے نوکری (Job) کرلے، اور زیادہ تنخواہ حاصل کرے، اسلام اس کی راہ میں حائل نہیں ہے، ہاں مگر اتنا ضرور ہے کہ دینی تعلیم کو فراموش کرکے، عصری تعلیم کا حصول خدائی

گرفت کا موجب ہے، دینی تعلیم تو بنیاد ہے اور عصری تعلیم دیواریں، بنیاد کے بغیر، دیوار کا تصور، احمقانہ تصور کہلائے گا اور وہ حضرات جن کی رگوں میں، دینی غیرت وحمیت کا خون بالکل سرد نہیں ہوا ہے، ان میں سے کچھ لوگ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دینا چاہتے ہیں؛ لیکن طریقۂ کار غلط ہوتا ہے؛ کہ دن بھر میں صرف ایک گھنٹہ ٹیوشن کے نام پر کسی نامکمل مولوی یا استانی کو مامور کر دیتے ہیں، جن کی معلومات ہی ناقص ہوتی ہے؛ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچوں کی بنیادی تعلیمات بھی نقص کا شکار ہو جاتی ہے۔(۱)

زندوں کی کتاب تھی مُردوں کی بنادیا

حضرت علیؓ سے مروی ایک طویل حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص غیر قرآن میں ہدایت کا متلاشی ہوگا اللہ اس کو گمراہ کر دے گا، وہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کی ایک مضبوط رسی ہے اور وہ ایک محکم اور مضبوط ذکر ہے اور وہ ایک سیدھا راستہ ہے.....''(۲) امت مسلمہ غیر قرآن سے ہدایت کی متلاشی ہے، مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اس مستند و مسلمہ ہدایت نامہ کو رکھنے کے باوجود دنیا بھر کی کتابیں پڑھ لیتے ہیں لیکن اس قرآن سے فیض یاب ہونے کی انہیں توفیق نہیں ہوتی، لوگوں نے اس کتاب ہدایت کو کتاب ایصال ثواب بنادیا ہے، یہ کتاب تو زندوں کیلئے نازل کی گئی لیکن اسے مردوں کیلئے مختص کر دیا گیا، نتیجہ یہ ہے کہ قرآن تمام تر نور کے باوجود لحافوں میں بند ہے، سنجیدگی سے غور کیجئے کہ قرآن مجید سے ہمارا تعلق کس قدر اور کس نوعیت کا ہے؟ اسے فراموش کر دیا ہے یا محض تلاوت پر اکتفا ہے؟ اسے سمجھ تو لیتے ہیں لیکن اپنی مرضی کے مطابق یا پھر ٹھیک معنوں کو پالینے کے باوجود عمل سے محروم ہیں؟

---

(۱) ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ 8- 9، جلد 99 : رمضان-ذیقعدہ 1433 ہجری مطابق اگست-ستمبر 2012ء

(۲) سنن ترمذی : حدیث، :۲۹۰۶

اخلاق سے دین پھیلنے کی مثال

انسانوں کی خدمت اور اعلیٰ اخلاق کے ذریعہ دعوت الی اللہ کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس کا مشاہدہ چشمِ فلک نے ایک بار حضرت عیسیٰؑ کے حوارین کے دَور میں کیا تھا اور یہی دَور محمد الرسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے دور میں پلٹ آیا تھا، اِس لیے کہ صحابہؓ نے قرآن کی شبنم سے دلوں کی سرزمین کو قابل فصل بنادیا تھا، اور یہی سبب تھا کہ حضرت عمرؓ اور ان کی سیاسی قوت اِسی Ground Work کی بدولت وہاں پہنچی جہاں عام حالات میں اِس کا وہاں تک پہنچنا دشوار تھا، حضرت عیسیٰؑ کے حوارین نے بھی ''تبلیغ دین'' کے لیے ایسی بے لوث خدمات پیش کیں کہ صرف چالیس سال کی مدت میں آدھی دنیا حضرت عیسیٰؑ کے دین کو قبول کر چکی تھی اور اس وقت وہ دین اسلام کے سوا کوئی اور دین نہیں تھا، اس کے اثرات آج بھی دکھائی دیتے ہیں کہ زمین پر عیسائیت کا غلبہ ہے اور اِس کے ماننے والوں کی کثرت ہے، صحابہؓ کرام بھی انتہائی سادہ اور عین فطرت سے میل رکھنے والے اصول ان کے پاس تھے، تصنع، بناوٹ اور تکلفات سے پاک ایک طرف اُن کی سادہ مزاجی تھی، دوسری طرف قرآنی آیات کی تاثیر تھی، تیسری طرف اِس کے نصائح پر اِن کا خالص عمل تھا یعنی اولاً خالص توحید، ثانیاً ہر چھوٹے بڑے عمل یا گفتگو یا سوچ میں آخرت کی جواب دہی کا احساس، ثالثاً عظیم نبی ﷺ کے عظیم کردار اور سُنّتوں کا اتباع، ان کی داعیانہ زندگی صرف اور صرف قربانیوں سے عبارت رہی، وطن سے ہجرت اُن کی قربانیوں کی سب سے بلند چوٹی تھی۔

کاش کہ ہم قرآن سے ویسا ہی درس لیتے، جیسا کہ صحابہؓ نے لیا تھا، تاریخ گواہ ہے کہ ان کی دعوتی فتوحات ہماری تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ثابت ہوئیں۔

قرآن مجید کی بے احترامی کا عام رواج

آج عام طور پر مساجد و مدارس اور گھروں سب جگہ پر قرآنِ مجید کو بغیر جزدان کے کھلے رکھنے کا رواج ہوگیا ہے، حالاں کہ چند سال قبل ہر جگہ پورے اہتمام واحترام سے قرآن کو جزدان میں رکھا جاتا تھا؛ آج اس کو لوگوں نے تقریباً ختم کر دیا ہے، بزرگوں نے دو وجہ سے جزدان کا رواج ڈالا تھا، ایک یہ کہ دھول و غبار سے حفاظت ہو، دوسرے یہ کہ کبھی بے خبری میں ایسا نہ ہو کہ بے وضو کوئی قرآن مجید کو ہاتھ لگا دے۔

حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ مساجد میں امام کے لیے الگ مصلیٰ ہوتا ہے؛ بل کہ بعض جگہ دو دو تین تین مصلّے ہوتے ہیں، امام کی عظمت زیادہ ہے یا قرآن کی؟

ایک جگہ حضرت شاہ ابرار الحق صاحبؒ تشریف لے گئے، بیان فرمایا، بیان کے بعد ایک قرآن جو الماری پر رکھا تھا اس پر جا کر ہاتھ رکھا تو ہاتھ پر قرآن پر جمی ہوئی دھول لگ گئی تو کچھ لوگوں نے حضرت کا ہاتھ صاف کرنا چاہا، تو فرمایا کہ افسوس کہ میرے ہاتھ پر دھول لگنے کی فکر ہے؛ مگر قرآن دھول میں اتنا ڈوبا ہوا ہے؛ مگر کسی کو اس کی عظمت کا خیال نہیں۔

قرآن مجید پڑھنے کے لیے بزرگوں نے رحل کو تجویز فرمایا تھا؛ مگر آج اس کی جگہ تپائی کا رواج ہوگیا ہے، حتیٰ کہ مدارس میں بھی اسی کا رواج ہوگیا ہے، حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کے لیے مخصوص کرسی ہونا چاہئے جیسے بادشاہ کی کرسی مخصوص ہوتی ہے، قرآن کی مخصوص کرسی رحل ہے، رہی تپائی تو وہ ایک عام چیز ہے اس پر کتاب بھی رکھ سکتے ہیں، کھانا بھی رکھ سکتے ہیں اور چیزیں بھی رکھی جا سکتی ہیں، تو قرآن کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی کرسی مخصوص ہو، لہٰذا تپائی پر قرآن رکھنا اگرچہ جائز ہے؛ مگر افضل یہ ہے کہ رحل پر رکھا جائے۔

حفظ قرآن کے اہتمام کے واقعات

حفظ قرآن سے پہلے حدیث وفقہ نہیں پڑھایا جاتا

پہلے علماء دینی علوم اور حدیث کے طلباء کے لئے حفظ کو لازم قرار دیتے تھے ولید بن مسلمؒ کہتے ہیں جب ہم اوزاعیؒ کی مجلس میں تعلیم میں بیٹھتے اور آپ کسی نوعمر نے طالب علم کو دیکھتے تو اس سے پوچھتے ارے بچے! آپ نے قرآن پڑھا ہے، اگر وہ ہاں کہتا تو اس سے امتحانا فرماتے اچھا "یوصیکم الله في أولادکم" والی آیتیں سناؤ اور اگر وہ نفی میں جواب دیتا تو فرماتے: جاؤ! علم کی تحصیل سے پہلے قرآن سیکھو "تعلم القرآن قبل أن تطلب العلم" (۲)

حضرت امام ابوحنیفہؒ کا عمل

امام ابوحنیفہؒ شب کی نماز میں پورا قرآن مجید ایک رکعت میں ختم کر دیتے تھے، (زفر) آپ نے پینتیس سال تک ایک ہی وضو سے پانچوں نمازیں پڑھیں، اور دو رکعتوں میں پورا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے، (ابن مبارک) جس مقام پر آپ کا انتقال ہوا وہاں آپ نے ساتھ ہزار ختم قرآن کیے، (ابن مبارک) امام شعبہ نے چوبیس ہزار مرتبہ ختم قرآن کیے، ابوعبدالرحمن سلمیہ چالیس سال سے زائد جامعہ کوفہ میں اور امام نافع مدنی ستر سال سے زائد مسجد نبوی میں تعلیمی قرآن دیتے رہے۔ (۱)

امام محمدؒ کے حفظ قرآن کا واقعہ

امام محمدؒ نے ایک ہفتہ میں پورا قرآن حفظ کر لیا جب امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (جو امام ابوحنیفہؒ کے مایہ ناز شاگرد اور امام مجتہد ہیں) سن تمیز کو پہنچے تو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی اور اسکا جتنا حصہ ممکن ہوا حفظ کر لیا اور حدیث اور ادب کے اسباق میں

---

(۱) تحفہ حفاظ ۲۳۴:

حاضر ہونے لگے، پس جب امام محمدؒ چودہ سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے تاکہ ان سے ایک مسئلہ کے متعلق دریافت کریں جو ان کو پیش آیا، پس انہوں نے امام صاحب سے اس طرح سوال فرمایا آپ اس لڑکے سے متعلق کیا فرماتے ہیں جو عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اس رات بالغ ہوا کیا وہ نماز کو لوٹائے؟ فرمایا ہاں! پس امام محمدؒ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے جوتے اٹھایا اور مسجد کے ایک کونے میں وہ عشاء کی نماز لوٹائی (اور یہ سب سے پہلا مسئلہ تھا جو انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے سیکھا، جب امام ابوحنیفہؒ نے ان کو نماز لوٹاتے دیکھا تو اس پر تعجب کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اگر خدا نے چاہا تو یہ لڑکا ضرور کامیاب ہوگا اور ایسے ہی ہوا جیسا انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے امام محمدؒ کے دل میں اپنے دین کی فقہ کی محبت ڈال دی، جب سے انہوں نے مجلس فقہ کا جلال ملاحظہ فرمایا تھا، پھر امام محمدؒ فقہ حاصل کرنے کے ارادے سے امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں تشریف لائے تو امام ابوحنیفہؒ نے ارشاد فرمایا قرآن کریم ازبر یاد ہے یا نہیں، امام محمدؒ نے عرض کیا نہیں، پھر کچھ دن غائب رہے پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حاضر ہوئے اور فرمایا کہ میں نے پورا قرآن ازبر یاد کرلیا ہے۔ (آپ نے امتحاناً متعدد مقامات سے سن کر حفظ قرآن کی تسلی فرمائی اور امام محمد کو اپنے درس فقہ میں داخل فرمالیا) اس کے بعد سے امام صاحب کی مستقل طور پر صحبت اختیار کی اور اسلام میں عظیم مجتہد بنے۔(۱)

علامہ نووی ''المجموع'' میں فرماتے ہیں: سلف صالحین حدیث اور فقہ کی تعلیم انہیں کو دیتے تھے جو حافظ قرآن ہوتے تھے۔

''ان السلف لایعلمون الحدیث والفقه إلالمن یحفظ القرآن''(۲)

(۱) بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی: ۵

(۲) کیف تحفظ القرآن الکریم: ۲۵

سات سال کی عمر میں ساتوں قرائتوں کا حافظ ہو جانا

خواجہ حذلفتہ المرعشی جو مشائخ چشت کے ایک درخشاں اور تابندہ ماہتاب ہیں سات برس کی عمر میں ہفت قراءت کے حافظ ہو چکے تھے اور خواجہ مودود چشتی سات سال کی عمر میں پورے قرآن شریف کے حافظ ہو گئے تھے۔

خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں چار سال کا ایک بچہ لایا گیا جس نے قرآن مجید پڑھ لیا تھا، مسائل شرعی سے بھی واقف تھا؛ مگر جب بھوکا ہوتا تو بچوں کی طرح روتا یعنی بچوں کا خاصہ موجود تھا۔

قاضی ابوعبداللہ اصبہانی نے فرمایا کہ میں نے پانچ سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔(۱)

ابن حجرؒ کا نو سال کی عمر میں حافظ ہونا

جب ابن حجرؒ پانچ سال کی عمر میں مکتب میں بٹھا گئے تو سورۂ مریم ایک دن میں حفظ کر کے لوگوں کو تحیر کر دیا، صرف نو سال کی عمر میں حافظ قرآن ہو گئے ۷۸۴ھ میں گیارہ سال کی عمر میں مسجد حرام میں تراویح میں پورا کلام مجید سنایا، خود فرماتے ہیں کہ میں نے اسی سال لوگوں کو تراویح پڑھائی۔(۲)

ھشام کلبی کے حافظے کا عجیب واقعہ

ہشام کلبیؒ کا بیان ہے کہ میں نے ایسا یاد کیا ہے کہ کسی نے نہ کیا ہوگا اور بھولا بھی ایسا کہ کبھی بھولا نہ ہوگا، فرماتے ہیں کہ میرے چچا ہمیشہ مجھے قرآن یاد نہ کرنے پر ملامت کیا

(۱) مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۳۱، النوع ۲۴ و اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے، ص: ۲۰۲
(۲) ظفر المحصلین ص ۱۷۷: تا، ۱۷

کرتے تھے، ایک دن مجھے بڑی غیرت آئی میں ایک گھر میں بیٹھ گیا اور قسم کھائی کہ جب تک کلام باری تعالیٰ حفظ نہ کرلوں گا اس گھر سے باہر نہ نکلوں گا؛ چنانچہ پورے تین دنوں میں قرآن کریم کو حفظ کر کے اپنی قسم پوری کرلی اور بھول جانے کا قصہ یہ ہے کہ میں نے آئینہ میں دیکھا کہ داڑھی لمبی ہوگئی ہے تو میں نے اس کو چھوٹی کرنا چاہا ایک مشت سے زائد کو قطع کرنے کے لیے داڑھی مٹھی میں لی اور بجائے نیچے کے اوپر قینچی چلادی؛ چنانچہ داڑھی صاف ہوگئی۔(۱)

اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لیے کرایا کہ ان کے اندر اس سے کبر نہ پیدا ہو جائے کہ تین دن میں قرآن حفظ کرلیا تھا۔

شیخ عزالدینؒ کا کارنامہ

شیخ عزالدین ابن جماعہ تیس علوم میں مہارت رکھتے تھے، قرآن مجید کو ایک ماہ میں یاد کرلیا تھا۔(۲)

۴۲ رسال کی عمر میں حفظ قرآن کا کارنامہ

محترم مفتی محمد ابراہیم صاحب زید مجدھم اپنے شیخ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: سید ومرشدی حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ اپنے حفظ قرآن کا واقعہ بیان فرماتے ہیں: جب تینوں لڑکوں کے حفظ قرآن کے بعد ۱۳۸۷ھ میں چھوٹی بچی اسماء سلمہا اللہ تعالیٰ نے بھی حفظ قرآن کی تکمیل کرلی تو خیال ہوا کہ میں نے اپنے بچوں کو حافظ بنا کر اپنے لیے اور اپنی اہلیہ کے لیے جنت میں تاج کی فضیلت کا سامان تو

---

(۱) (وفیات الاعیان (۶/۸۲) واسلاف کے حیرت انگیز کارنامے ۸۴ و شامی ۵/۲۶۱ یا ۶/۴۰۷ تاریخ خطیب بغدادی ۱۶/۶۸)

(۲) اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے: ۹۹

کرلیا لیکن اپنے والدین کے لیے میں نے کچھ نہیں کیا، اس پر حفظ قرآن کا داعیہ پیدا ہوا چنانچہ گوناگوں مصروفیات کے باوجود تقریباً تین ماہ کی مدت میں میں نے قرآن کریم حفظ کرلیا'' الحمدﷲ علی ذلک''

حضرت والا نے فرمایا : تجربہ سے ثابت ہوا کہ میں ایک گھنٹے میں ایک پارہ بہ سہولت حفظ کرسکتا تھا چنانچہ پہلی بار پورا رکوع دیکھ کر توجہ سے ذہن نشیں کرکے پڑھتا دوسری بار زبانی پڑھتا تو چند الفاظ میں اٹکتا، تیسری بار میں پورا رکوع یاد ہو جاتا ہے، یہ بھی یاد رہے کہ تکمیل حفظ کے وقت حضرت والا کی عمر چھیالیس برس تھی۔(۱)

مولانا فضل حق خیرآبادیؒ کا چار ماہ میں حفظِ قرآن

مولانا فضل حق خیرآبادیؒ (م ۱۲۷۸ھ) نے صرف چار ماہ میں قرآن حفظ کرلیا تھا۔(۲)

حضرت روح اللہ لاہوریؒ کا بیس دن میں حفظ قرآن

حضرت روح اللہ لاہوریؒ نے مکہ معظمہ میں ماہ رمضان مبارک کے اندر بیس دنوں میں پورا قرآن حفظ کرلیا۔ (۳)

حضرت مولانا محمد اسحاق بردوانیؒ کا سات دن میں حفظِ قرآن

حضرت مولانا محمد اسحاق بردوانی (خلیفہ حضرت تھانویؒ) کو دورانِ تدریس حفظ قرآن کا شوق پیدا ہوا اور آپ نے صرف سات دن اور چار گھنٹوں میں پورا قرآن مجید حفظ کرلیا، آپ کے حافظہ اور کرامت پر تمام شہر کانپور میں ہلچل مچ گئی، حضرت حکیم الامتؒ

---

(۱) انوارالرشید ۱: ۳۳۵
(۲) نزہۃ الخواطر ۷/ ۴۱۳
(۳) نزہۃ الخواطر ۷/ ۴۱۳

(اپنے وعظ میں) فرماتے تھے: ''ہمارے ایک دوست مولانا محمد اسحاق بردوانی کا انداز حفظ کلام مجید بھی معجزاتِ کلام الٰہی میں سے ایک ہے''۔(۱)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحبؒ کا ۲۹ر دن میں حفظ

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحبؒ خلیفہ حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحبؒ و بانی جامعہ فاروقیہ کراچی روزانہ ایک پارہ دن میں یاد کرتے اور رات کو تراویح میں سنا دیتے، ۲۷ یا ۲۹ دنوں میں پورا قرآن حفظ کرلیا۔(۲)

حضرت نانوتویؒ کے حفظ قرآن کا واقعہ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ (بانی دارالعلوم دیوبند) نے جب پہلا حج کیا کراچی کے راستے سے تھا، اس زمانے میں اسٹمر نہیں تھی، ہوا کے موافق کشتی چل رہی ہے، ہوا جب مخالف چلی تو لنگر ڈال دے جس سے کشتی کھڑی ہو جاتی تھی، پانچ پانچ چھ چھ مہینے میں جدہ پہنچتے تھے، تو حضرت بھی بادبانی جہاز میں سوار ہوے اور درمیانی سفر میں رمضان شریف آ گیا، گویا شعبان میں چلے تھے کشتی کے اندر رمضان آ گیا اور اتفاق سے کوئی حافظ نہیں، تراویح ''الم ترکیف'' سے ہوئی تو حضرت کو بڑی غیرت آئی، ڈھائی تین سو آدمی جہاز میں موجود اور تراویح میں قرآن کریم نہ سنایا جا، ایک بھی حافظ نہیں، الم ترکیف سے سورتیں یاد ہیں، اسی دن قرآن یاد کرنے بیٹھے روز آنہ ایک پارہ حفظ کرتے رات میں تراویح میں اس کو سنا دیتے۔(۳)

---

(۱) کاروانِ تھانویؒ ص: ۱۰۴

(۲) ملفوظات فقیہ الامت ا / ۸۵ و ماہنامہ الخیر ص ۲۴، صفر ۱۴۲۶ھ

(۳) اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے: ۲۰۷

حضرت مدنی ؒ کے حفظ قرآن کا واقعہ

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی ؒ کو انگریزوں نے ۱۳۶۲ھ میں گرفتار کیا تو جیل میں کوئی اور مشغلہ نہیں تھا قرآن کریم یاد کرنا شروع کر دیا اور تقریباً دو ثلث یاد کیا اور روز اسے تراویح میں پڑھا کرتے تو مولانا کی عمر ۷۰، ۷۵ سال کی تھی، اور اس عمر میں یادداشت کمزور ہو جاتی ہے، مگر یہ بھی قرآن کا اعجاز ہے کہ جو اس کی طرف متوجہ ہو تو وہ خود اس کے قلب کے اندر آجاتا ہے، خود بے اعتنائی کرے تو وہ ایک طرف ہو جاتا۔(۱)

عبدالشکور فاروقی صاحب ۷۵ سال میں حفظ

مشہور مناظر مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی ؒ جن کی زندگی دفاع صحابہ اور مدح صحابہؓ میں گذری وہ "النجم" کے مدیر تھے دوسری بہت ذمہ داریاں بھی ان کے سر تھیں، بوڑھے ہو چکے تھے انہیں بڑھاپے میں حفظ قرآن کر شوق ہوا چنانچہ انہوں نے ۷۵ سال کی عمر میں حفظ کی تکمیل کر لی۔

حساس اور باوفا بیٹے کا کارنامہ

۸۶۳ھ سے ۹۱۹ھ تک گجرات پر محمود بیگڑے کی حکومت رہی اس کا دور حکومت گجرات میں علوم وفنون کی ترقی کا دور ثابت ہوا۔

ایک دفعہ ۲۶ رمضان المبارک کی شب محمود بیگڑ اعلماء وصلحاو مراء کی صحبت میں بیٹھا تھا، قرآن مجید کے پڑھنے کی عظمت کا ذکر ہو رہا تھا، ایک بزرگ نے کہا قیامت کے دن سورج کے قریب آجانے کی وجہ سے سب لوگ پریشان ہوں گے جو شخص کلام ربانی کا حافظ ہوگا اس کے اسلاف اور اقارب نور رحمت کے زیر سایہ ہوں گے، ان پر

(۱) از خطبات حکیم الامت

سورج کی حرارت اثر نہیں کرے گی، سلطان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا کہ افسوس! ہمارے بیٹوں میں سے کوئی بھی یہ سعادت حاصل نہ کرسکا کہ میں بھی اس کرامت کا امیدار ہوتا۔

اس مجلس میں محمود کا بیٹا خلیل خان بھی موجود تھا۔ عید کے بعد وہ بڑودہ چلا گیا جہاں ان کی جاگیر تھی اور وہاں جا کر کلام اللہ کے حفظ میں مشغول ہوگیا، اس قدر محنت کی آنکھوں میں سرخی آگئی، طبیب نے کہا شب بیداری اور کثرت تلاوت سے یہ چیز پیدا ہوئی ہے، چند روز تلاوت کم کر کے آرام فرمائیں تو یہ سرخی زائل ہو جائے گی خلیل خان نے کہا آنکھیں سرخ ہوگئیں تو کیا مضائقہ ہے یہ دنیا اور آخرت کی سرخروئی دلوائیں گی میں اپنی پڑھائی میں کمی نہیں کرسکتا، غرضیکہ اپنی دنیاوالی ذمہ داریاں نبھانے کے ساتھ اس نے شب و روز کی محنت سے ایک سال اور چند ماہ میں پورا قرآن ختم کرلیا اور یوں ایک باوفا بیٹا ہونے کا ثبوت دیا، رمضان سے پہلے سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حکم ہو تو میں تراویح میں قرآن سناؤں؟ سلطان نے تعجب سے پوچھا کہ تم کب حافظ ہو گئے، تو شہزادے نے دو سال قبل کا واقعہ دہرایا اور کہا اس وقت یہ کام شروع کیا اور اسی روز پورا قرآن شریف سنا دیا، اسی طرح دوسرے اور تیسرے روز پورا پورا قرآن شریف سناتا گیا، یہاں تک کہ سولہ تراویح میں سولہ ختم کئے، سلطان ہر روز سنتا رہا، سولہویں روز گلے سے لگا کر شہزدے کی پیشانی کو بوسہ دیا اور بڑی دیر تک دعائیں دیں پھر کہا کہ خلیل خان کا کیسے شکریہ ادا کروں اور کیا بدلہ دوں کہ اس نے مجھے اور میرے اسلاف کو روز قیامت کی تماشت سے بچالیا، یہ کہہ کر خلیل خان کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھا دیا اور خود دوسری جگہ جا بیٹھا۔

چار ماہ میں حفظ قرآن

ایک سات سالہ بچہ نے پانچ ماہ سے کم مدت میں قرآن حفظ کرلیا، احمد پور شرقیہ ضلع

بھاول پور کے ایک دینی ادارہ جامعۃ الحسنیف الاسلامیہ کے سات سالہ طالب علم محمد ساجد (پیدائش ۲۸؍دسمبر ۱۹۹۶ء) نے ایک اگست ۲۰۰۳ء کو نورانی قاعدہ سے اپنی تعلیم شروع کی اور ۱۸؍جنوری ۲۰۰۴ء کو قرآن کریم مکمل حفظ کرلیا، اس دوران ۲۸ یوم کی تعطیلات ہوئیں، اس حساب سے بچے کی تدریسی مدت چار ماہ ۲۳ دن بنتی ہے۔(۱)

تین ماہ میں حفظ قرآن

مصر کے سید مصطفی کی عمر کل گیارہ (۱۱) برس کی ہے؛ لیکن خداداد صلاحیت، قوت حافظہ اور محنت شاقہ کی بدولت اس نے تین ماہ میں قرآن مجید اور چھ مہینوں میں قراءات عشرہ پر مشتمل مکمل قرآن حفظ کرلیا، یہ کارنامہ بے مثال ہی کہا جائے گا۔۔۔الخ۔(۲)

حضرت شمس الدین محمد بن احمد بصری عراقی م۸۱۶ھ روزانہ چار عمرے ادا فرماتے اور روزانہ قرآن ختم فرماتے۔

”کان یعتمر فی کل یوم أربع عمر ویختم کل یوم ختمۃ“۔(۳)

قیدیوں کے حفظِ قرآن کا ایک دلچسپ واقعہ

ایک دلچسپ واقعہ قیدیوں کی ایک جماعت سے متعلق ہے، جن کے ساتھ قرآن مجید نہ تھا، ہر شخص کو جتنا یاد ہے وہ دوسرے کو سکھاتا، اس طرح انہوں نے ”سورہ انفال“ کے علاوہ سارا قرآن مجید یاد کرلیا، اس لیے کہ ان کے درمیان کسی شخص کو ”سورہ انفال“ یاد نہ تھی، انہیں بے حد فکر ہوئی، تفتیش کے لیے ان میں سے ایک کی باری آئی، جب وہ

(۱) ماہنامہ الخیر ص ۴، شمارہ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

(۲) ماہنامہ القاسم نوشہرہ پاکستان ص ۲۲، محرم ۱۴۳۵ھ نومبر ۲۰۱۳ء

(۳) شذرات الذہب ۷ / ۱۲۳، اسلاف کے حیرت انگیز کارنامے ص ۱۳۵، یہ مضمون ماہنامہ الخیر ملتان میں شائع ہوا۔ دیکھیے الخیر رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ ص ۱۳، ومحرم ۱۴۲۹ھ، ص: ۳۹

انتظار کے لیے عدالت کے حال میں پہنچا تو اس کے نزدیک سب سے اہم کام یہ تھا کہ کسی ایسے شخص کو ڈھونڈ نکالے جسے ''سورہ انفال'' یاد ہو، بالآخر اسے مطلوب مل ہی گیا، چپکے سے اسے یاد کرلیا، اپنے دوستوں کے پاس یہ قیمتی تحفہ لے کر واپس ہوگیا، انہوں نے اس کے نام کا نعرہ لگایا، اور سب نے وہ سورہ بھی حفظ کرلیا۔ بے شک اللہ ہی محافظ ہے قرآن مجید کا، اور قید کی زندگی حفظ کا یہ شوق ہو تو آزادی میں کیا عالم ہونا چاہئے۔(۱)

نسبت قران

حضرت قدس عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے پاس سب سے بڑا سرمایہ قران کریم تھا اس کی حفاظت اس کی تلاوت اور اس کی خدمت و اشاعت میں لگے رہتے تھے نسبت قران ہی کو اپنے لیے اور اہل وعیال کے لیے باعث عزت سمجھتے تھے اور اولاد کے لیے قران ہی کے پڑھنے پڑھانے کو پسند فرمایا، رشتے کرتے ہوئے بھی مال وجاہ اور حسب نسب کے بجائے قران کی نسبت ہی کو پیش نظر رکھا آپ جس مکان میں رہائش پذیر تھے، اس میں اپ نے کئی ہزار قران ختم فرمائیں اور وہیں آپ رات کے ابتدائی اور آخری حصے میں بچیوں کو تعلیم دیتے تھے۔

روزانہ کی تلاوت کی مقدار

اگر کسی شخص کا یہ حال ہو کہ غور وتدبر سے اس پر قرآن مجید کے نئے نئے لطائف و معارف ومعنی کھلتے ہوں تو اس کو صرف اتنا حصہ پڑھنا چاہیے کہ اس میں پوری طرح غور وفکر کر سکے اور خوب سمجھ کر قرات کر سکیں، جو شخص علم کی نشر واشاعت میں یا دوسرے اہم دینی امور یا اہل اسلام کے مصلح و خدمات عامہ میں مشغول ہو اس کو اپنی فرصت کے مطابق صرف اتنا حصہ سمجھ کر پڑھنا چاہیے کہ اس کے دینی کاموں میں خلل نقصان نہ واقع ہو۔

---

(۱) منظم مدارس

(۳) جو لوگ فارغ ہوں انہیں زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنی چاہیے بشرط کہ اکتاہٹ کی حد تک نہ پہنچے نیز اس قدر جلدی بھی تلاوت نہ کرے کہ حروف خراب ہونے لگے اور مخارج وصفات اور قواعد تجوید کی خلاف ورزی ہونے لگ جائے۔

(۴) گر کوئی شخص عبادت گزار اہل سلوک میں سے ہوتو اس کو دو مرتبہ ایک ہفتے میں ختم قران کرنا چاہیے

(۵) اگر باطن کے تزکیے میں اور مراقبات مجاہدات میں مصروف ہوتو ایک مرتبہ ایک ہفتے میں ختم کرے یہی حکم مشتغلین بالعلم کا بھی ہے

(٦) اگر قران پاک کے معنی میں خوب غور وتدبر کرنے والا ہوتو پورے مہینے میں صرف ایک مرتبہ ختم کرنا کافی ہے کیونکہ اس کو بار بار ایک ہی آیت کے دہرانے کی اور ہر مرتبہ مزید غور وتدبر کی ضرورت پیش آتی ہے۔

اسلاف کی کثرتِ تلاوت کے واقعات

حضرت عمرؓ کی تلاوت

حضرت عمرؓ کثرت سے تہجد میں قرآن پڑھتے تھے، اور تلاوت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے، یہاں تک کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب گھر میں داخل ہوتے اور تلاوت کا ارادہ فرماتے تو مصحف کھول کر تلاوت کرتے تو مصحف کھول کر تلاوت شروع کرتے۔(۱)

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی تلاوت

حضرت عثمانؓ بہت کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔ ان کے بارے میں مروی ہے کہ وہ وتر کی ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا کرتے تھے۔(۲)

ویسے حضرت عثمان کا عام معمول یہ تھا کہ وہ ہر چھ دن میں ایک قرآن ختم کرتے تھے، جمعہ کی رات شروع کرتے اور جمعرات کی رات ختم کرتے تھے۔(۳) اور یہ مشہور بات ہے کہ حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کے لئے جب لوگ ان کے یہاں گھس آئے تو وہ بیٹھے قرآن لیے تلاوت کر رہے تھے، حضرت علیؓ ایک دن میں آٹھ ختم کر لیتے۔(۴)

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی تلاوت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کا شمار زہد وعبادت میں بہت ممتاز صحابہ میں ہوتا ہے، ان کی مشہور حدیث سے ان کے ذوق تلاوت کو بہت آسانی سے سمجھا جا سکتا

---

(۱) فضائل القرآن لابی عبید: ۴۶

(۲) مصنف عبدالرزاق ۳/ ۳۵۳، مصنف ابی شیبہ، حدیث: ۳۷۱

(۳) مختصر قیام اللیل لمحمد بن نصر المزدور: ۱۶۰

(۴) اقامۃ الحجۃ علی ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعۃ للعلامہ عبدالحی اللکھنوی ص: ۶۴

ہے، مشہور حدیث ہے، اکثر محدثین نے اس کو روایت کیا ہے جس میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ ہر وقت عبادت میں رہتے ہیں اور بیوی کے پاس بھی نہیں جاتے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو بلا کر پوچھا کہ تمہارا کیا معمول ہے؟ انہوں نے کہا: ہر دن روزہ رکھتا ہوں اور ہر شب ایک ختم کرتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ کم کرنے کے لیے کہا: انہوں نے کہا: میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ اخیر میں کہا کہ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن چھوڑ دو۔ اور سات دن میں ایک ختم کرو اور اس سے آنہ پڑھو(۱) اور ایک روایت میں ہے اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے شوق کو دیکھتے ہوئے اخیر میں فرمایا: تین دن میں ختم کرو۔(۲)

حضرت بن ابی صعصعہ رضی اللہ عنہ کی تلاوت

حضرت بن ابی صعصعہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں کتنے دنوں میں قرآن پڑھوں؟ فرمایا: ہر پندرہ دن میں ایک ختم کرو۔ میں نے کہا: میرے اندر اس سے زیادہ طاقت ہے، آپ نے فرمایا: تو پھر ہر جمعہ کو ختم کرو یعنی سات دن میں۔(۳)

ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ بڑھاپے تک اس کی پابندی کرتے رہے، پھر دشواری ہونے لگی تو پندرہ دن میں ایک ختم کرنے لگے اور فرماتے: کاش! میں نے اللہ کے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ملی ہوئی رخصت قبول کر لی ہوتی!(۴)

---

(۱) بخاری شریف، حدیث: ۵۰۵۲

(۲) سنن ابو داود، حدیث: ۱۳۹۰

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۸/ ۳۴۴-۳۴۵

(۴) الزہد لعبداللہ المبارک: حدیث: ۱۲۷۴

سعید بن المسیبؒ اور ان کی تلاوت

حضرت سعید بن المسیبؒ کو سید التابعین کہا جاتا ہے، مدینے کے فقہائے سبعہ میں ان کا شمار ہوتا تھا، حضرت عمرؓ کو انہوں نے دیکھا تھا، حضرت عمرؓ کی شہادت کے وقت ان کی آٹھ عمر سال کی تھی، علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک تابعین میں سے ان سے زیادہ علم والا کوئی نہیں، عمل میں بھی وہ اتنے ہی بڑھے ہوئے تھے، دو راتوں میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔(۱)

سعد بن ابراہیمؒ اور ان کی تلاوت

سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کے پوتے اور بہت بڑے علماء میں تھے، مدینہ منورہ کے قاضی تھے، صائم الدہر تھے، اور ہر دن اور رات میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔(۲) اور رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں رات کے آنے سے پہلے یعنی افطار سے پہلے ہی ختم کرتے تھے۔(۳)

عبد الرحمن بن ابی لیلیٰؒ اور ان کی تلاوت

عبد الرحمن بن ابی لیلیٰؒ بہت بڑے تابعین میں ہیں، کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے بھی انہوں نے روایت کی ہے، قرآن کریم کی تلاوت کا بڑا اہتمام اور شغف تھا، فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک تلاوت کرتے تھے، اتنا ہی نہیں ان کے یہاں قرآن کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا، ایک کمرہ میں انہوں نے مصاحف کا انتظام کر رکھا تھا، جہاں ہر

---

(۱) مختصر قیام اللیل للمروزی: ۱۶۲

(۲) طبقات ابن سعد: ۷/۴۴۸

(۳) تاریخ دمشق: ۲۰/۲۱۳

وقت قراءبیٹھے تلاوت کرتے رہتے تھے،بس کھانے کے وقت وہ وہاں سے ہٹتے تھے۔ (۱)

منصور بن زاذانؒ اور ان کی تلاوت

منصور بن زاذان ان کا عبادت اورتلاوت میں عجب حال تھا، وہ صلاۃ الضحیٰ میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے،اورظہر سے عصر کے درمیان ایک ختم کرتے تھے،دن کے اوقات میں اس طرح دوختم کرتے تھےاوررات بھرنماز پڑھتےغیر رمضان میں مغرب اورعشاء کے درمیان ایک قرآن پڑھتے اور رمضان میں مغرب عشاء کے بیچ دوختم کرتے تھےاور پھر طٰس (سورۃ النمل تک پہنچ جاتے تھے،اس وقت عشاء کی جماعت ربع رات گزرجانے کے بعدتاخیر سے ہوتی تھی۔(۲)

یحیٰ بن سعید القطانؒ اور ان کا ذوق تلاوت

یحیی بن سعید القطان اپنے زمانے میں حدیث کے سب سے بڑے ماہر تھے، جن کوامیرالمؤمنین فی الحدیث کہا گیا،وہ ہردن ورات میں ایک قرآن ختم کرتے تھے، ختم کاوقت مغرب اورعشاء کے درمیان تھا،اوریحیٰ بن معین کا بیان ہےکہ یحیٰ بن سعید قطان بیس سال تک ہررات ایک قرآن ختم کرتے رہے۔(۳)

بقی بن مَخلد اور ان کا ذوق تلاوت

بقی بن مخلد اندلس کے زبردست عالم، وہاں علم حدیث کی نشر واشاعت کرنے

---

(۱)طبقات ابن سعد : ۸/۱۲۳

(۲)مختصر قیام اللیل : ۱۶۳

(۳)صفۃ الصفوۃ : ۵۵۷۔سیر اعلام النبلاء : ۹/۱۷۵

والے،اور اپنے زمانے کے شیخ الاسلام تھے،وہ علم میں مثال تو عمل میں بھی بے نظیر تھے،وہ ہر رات تیرہ رکعتوں میں ایک قرآن ختم کرتے تھے اور دن میں سو رکعتیں نفل پڑھتے تھے اور ہمیشہ روزے سے رہتے تھے،اور ان کے بارے کہا جاتا تھا کہ یہ مستجاب الدعوات تھے۔(۱)

مسرۃ بن الخصرمیؒ اوران کاذوق تلاوت

مسرۃ بن مسلم الخصرمی اوران کاذوق تلاوت کا شمار مالکی فقہاء میں ہوتا ہے،وہ چالیس سال تک دن میں ایک اور رات میں ایک قرآن ختم کرتے رہے۔جب کمزور ہوئے تو دن رات میں ایک ختم کرنے لگے۔(۲)

امام ابوبکر شعبہؒ بن عیاش کی تلاوت کا اہتمام

امام ابوبکر شعبہ بن عیاشؒ خود فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا تیس سال سے ہر روز ایک قرآن ختم کیا،حضرت ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ سنت پر عمل کرنے والا کوئی نہیں دیکھا،اعمشؒ کہتے ہیں کہ آپ سے بہتر نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا،ستر سال عبادت میں مصروف رہے ان میں سے چالیس سال اور ایک اور قول پچاس سال تک آپ کے لیے بستر نہیں بچھایا گیا اور اس عرصہ میں رات کے وقت زمین سے پیٹ نہیں لگائی۔(۳)

ابوبکر بن عیاش (شاگرد امام عاصمؒ)۳۰ سال سے روزانہ ایک ختم قرآن کرتے تھے،ایک مرتبہ اپنے بیٹے سے فرمایا :اے میرے پیارے بیٹے!اس کمرہ میں اللہ کی

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ۔۲/ ۶۹۲

(۲) ترتیب المدارک۔۲/ ۵۳۴

(۳) تذکرہ قاریان ہند جلد اول : ۲۴،۲۳

نافرمانی نہ کرنا؛ اس لیے کہ میں نے اس میں بارہ (۱۲) ہزار قرآن ختم کیے ہیں، انتقال کے وقت آپ کی بیٹی رونے لگیں تو آپ نے فرمایا: کیوں روتی ہو؟ کیا تم ڈرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دیں گے؛ حالانکہ میں نے اس گوشہ میں ۲۴ ہزار ختم کیے ہیں۔(۱)

ابن زہراء البغدادی اوران کا ذوق تلاوت

ابوبکر احمد بن علی الطُر یثیثی البغدادی المعروف بابن الزہراء اپنے زمانے کے مشہور زاہد اور صوفی تھے، علم حدیث سے اشتغال تھا، کثرت سے تلاوت کرتے تھے، یہاں تک کہ بشر حافی کی قبر کے نزدیک انہوں نے اپنے لیے ایک قبر تیار کر رکھی تھی، ہفتے میں ایک دفعہ وہاں جاتے اور اس میں سوجاتے اور اس میں بیٹھ کر پورا قرآن ختم کرتے تھے۔(۲)

ابن عراق الکنانی اوران کا ذوق تلاوت

ابن عراق : علی بن محمد بن علی سعد الدین الکنانی الشامی ثم الحجازی الشافعی موضوع احادیث پر مشتمل کتاب ''تنزیہ الشریعہ'' کے مصنف، مسجد نبوی کے امام وخطیب تھے، پانچ سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا، پھر والد کی نگرانی میں چھ سال ہر ہفتے ایک ختم کرتے رہے۔(۳)

امام شافعیؒ اوران کا ذوق تلاوت

امام شافعیؒ: محمد بن ادریس کے بارے میں نہایت مشہور ہے کہ وہ روزانہ ایک

(۱) مقدمہ علم القراءات از حضرت مولانا فضل الرحمن اعظمی مدظلہ ص: ۸۳

(۲) تاریخ دمشق: ۵/۳۴-۳۵

(۳) الکوکب السائرۃ: ۲/۱۹۶

قرآن ختم کرتے تھے، اور رمضان میں ساٹھ ختم کرتے تھے، ایک دن میں اور ایک رات میں، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں جو پڑھتے تھے یہ اس کے علاوہ ہے۔(۱) اور بعض روایتوں میں صراحت ہے کہ رمضان المبارک میں دن رات کی نمازوں میں ساٹھ ختم کرتے تھے۔(۲)

سعید سلطانی الحبشی اور ان کا ذوق تلاوت

سعید سلطانی الحبشی احمد آباد میں رہتے تھے، وہیں انتقال ہوا، فقہ حنفی کے ماہر اور بڑے عابد تھے، رمضان کے مہینے میں نمازوں میں پانچ ختم کرتے تھے۔(۳)

مبارک بن عبد المحسن بن بازار اور ان کا ذوق تلاوت

مبارک بن عبد المحسن بن باز نجد سے تعلق تھا، اسی (۸۰) سال کی عمر کے بعد قرآن سے بہت تعلق بڑھ گیا تھا اور ہر دو راتوں میں ایک ختم کرنے لگے۔(۴)

جعفر بن حسن سنبھلیؒ کا ہر رکعت میں ایک ختم قرآن

جعفر بن حسن سنبھلیؒ نے بہت سارے ختم کیے ہر ختم ایک ہی رکعت میں ہوتا تھا، قرآن کی برکت سے نماز میں سجدہ کی حالت میں انتقال فرمایا۔(۵)

---

(۱) مناقب الشافعی للبیہقی: ۱/۲۷۹

(۲) آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم الرازی: ۷۴

(۳) النور السافر: ۴۷۱

(۴) المبتدأ والخبر: ۶/۴۴

(۵) مقدمہ علم القراءات از حضرت مولانا فضل الرحمن اعظمی مدظلہ، ص: ۹۸

عبد الرحمن بن محمد قاسم اوران کا ذوق تلاوت

عبد الرحمن بن محمد قاسم مجموعہ فتاویٰ شیخ السلام ابن تیمیہ کے مرتب، اس کی وجہ سے ان کو بڑی شہرت ملی، عام دنوں میں ہر ہفتے ایک ختم کرتے تھے اور رمضان میں ڈیرھ دن میں ایک ختم کرتے تھے یعنی پورے مہینہ میں بیس ختم قرآن کرتے تھے۔(۱)

صالح بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ کا روزانہ دو قرآن ختم کرنے کا معمول

صالح بن کیسانؒ جب حج کو گئے تو راستہ میں بسا اوقات ایک رات میں دو قرآن کا ختم فرمالیتے تھے۔

سُلیم بن عترؒ کا ایک رات میں چار قرآن ختم کرنے کا معمول

سلیم بن عتر جو بڑے تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح مصر میں شریک تھے اور حضرت معاویہ ﷺ کے زمانہ خلافت میں مصر کے قاضی تھے ان کا معمول تھا کہ ہر رات کو تین ختم قرآن شریف کے کرتے تھے، بلکہ منقول ہے کہ بعض اوقات ایک ہی رات میں چار مرتبہ بھی قرآن مجید ختم فرمالیا کرتے تھے۔(اس کو ابوعمر کندی نے اپنی کتاب قضاۃ المصر میں ذکر کیا ہے)۔

ابن الکاتب کا روزانہ آٹھ قرآن ختم کرنے کا معمول

ابوعبدالرحمن سلمی نے ابوعثمان مغربی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابن الکاتب چار قرآن دن کو اور چار رات کو پڑھتے تھے۔(نووی کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مقدار جو تلاوت کے باب میں ہم کو ملی ہے وہ یہی ہے)

---

(۱) شذ الیاسمین: ۱۹۰

محمد بن المختار بن محمد الامین الشنقیطی اور ان کا ذوق تلاوت

محمد بن المختار بن محمد بن الامین الشنقیطی شنقیط کے مشہور علمی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے، مدینہ منورہ میں مقیم تھے، عرصے تک ہر رات میں ایک ختم کرتے رہے۔(۱)

میری جنت میرے سینہ میں ہے

حضرت حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے تھے کہ میرے دشمن میرا کیا بگاڑیں گے میری جنت تو میرے سینہ میں ہے وہ مجھ سے کیا چھین لیں گے میں تو اپنی جنت لئے پھر رہا ہوں اللہ کا کلام، اللہ کا علم میرے سینہ میں ہے میرا باغ تو میرے ساتھ ہے وہ مجھے کیا قید کریں گے میں تو بالکل آزاد ہوں جہاں بھی رہوں گا آزاد رہوں گا۔(۲)

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ کے دادا شاہ وجیہ الدینؒ بڑے صاحب تقویٰ بزرگ تھے، آپ کو قرآن مجید سے خاص شغف تھا، عالمگیر کی فوج میں ملازم تھے اور فوجی زندگی کے عادی تھے، اس کے باوجود تہجد میں قرآن پڑھتے، تہجد کے بعد روزانہ کئی پارے سوز وگداز سے پڑھنے کا معمول تھا، ایک رات تہجد کے بعد تلاوت فرمارہے تھے کہ ڈاکوؤں کا حملہ ہوا اور شہید ہو گئے۔

اللہ پاک کو ان کا اپنے کلام پاک کے ساتھ عشق اور لگاؤ پسند آگیا اور اس نے کئی نسلوں تک ان کے خاندان کو قرآن کریم کی خدمت کے لیے قبول فرمالیا، ان کے بیٹے شاہ عبد الرحیمؒ تجوید وقرأت اور تفسیر وحدیث کے بڑے عالم تھے، دہلی میں آپ کے

(۱) شذ الیاسمین: ۲۵۸

(۲) ابن قیم، الوابل الصیب: ۱/۴۸

قائم کردہ مدرسہ رحیمیہ نے قرآن کریم کے انوار دور دور تک پھیلا دیئے۔

شاہ عبد الرحیمؒ کے بعد آپ کی مسند کو شاہ ولی اللہؒ نے سنبھالا اور زندگی خدمت قرآن کے لیے وقف کر دی، آپ زندگی بھر تحریر وتقریر سے علوم قرآنیہ کی اشاعت کرتے رہے۔

۱۱۷۶ھ میں شاہ ولی اللہؒ کی وفات کے بعد ان کے چار بیٹوں یعنی شاہ عبد العزیز، شاہ عبد القادرؒ، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد الغنیؒ کو رب تعالیٰ نے قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر اور نشر واشاعت کے لئے قبول فرمالیا۔

شاہ رفیع الدینؒ کی وفات کے بعد قاری شاہ مخصوص اللہؒ اور شاہ عبد الغنیؒ کی وفات کے بعد شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے اپنے اپنے والد کے فیوض کا سلسلہ جاری رکھا۔

شاہ محمد اسماعیلؒ نے بالاکوٹ کی سرزمین میں مظلومانہ شہادت پائی، یوں دہلی سے خدمت قرآن اور شہادت کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ خدمت قرآن اور شہادت پر ہی بالاکوٹ میں اختتام پذیر ہوا، صرف برصغیر ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں جہاں کہیں فارسی اور اردو زبان بولنے والے رہتے ہیں وہ قرآنی خدمات کے حوالے سے شاہ ولی اللہی خاندان کے احسانات کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں اور اردو میں جب جہاں کہیں کوئی صاحبِ علم تفسیر قرآن کے سلسلہ میں قلم اٹھائے گا وہ ولی اللہی خاندان کی تصانیف اور تفاسیر سے مستغنی نہیں ہو سکے گا۔

آج تک اردو میں جتنی بھی تفاسیر اور تراجم قرآن لکھے گئے ہیں یہ اسی مبارک خاندان کے چشمہ فیض کا نتیجہ ہیں، کتنے ظالم اور بے وفا ہیں وہ لوگ جو اسی خاندان پر تبرا کرتے اور ان پر کفر کے فتوی لگاتے ہیں، تعجب کی بات یہ ہے کہ خود مخالفین بھی جب شاہ اسماعیل کا نام لیتے ہیں تو ان کے نام ساتھ ''شاہ'' اور ''شہید'' کہنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں اس لئے کہ اگر وہ ''شاہ'' اور ''شہید'' نہ کہیں تو کوئی نہیں سمجھ پاتا کہ کون سے

اسماعیلؒ کا تذکرہ کیا جارہا ہے، شاید اسی کو کہتے ہیں ''جادو وہ جو کہ سر چڑ پڑھ کر بولے۔''

امام شاطبیؒ کے عجیب وغریب واقعات وحالات

۱۔ امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے روضہ شریفہ (ریاض الجنۃ) میں مسلسل دس راتیں حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور خواب میں آپ کو قرآن کریم سنایا۔

جب مکمل کرلیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''حماک اللہ من الشبۃ''۔ اللہ تعالیٰ شبہات اور متشابہات سے آپ کی حفاظت فرمایائے۔

۲۔ امام شاطبیؒ عموماً نماز فجر کے وضو سے نماز ظہر ادا فرمایا کرتے تھے۔

۳۔ پہلے امام شاطبیؒ اپنی بستی شاطبہ میں پڑھاتے رہے پھر مصر کی وطنیت اختیار فرمالی اور وہاں جامع عمر بن عاصؓ میں شعبی قرآت واقتاء کے صدر مقرر ہوئے، وہیں بنی حمیری خاندان میں شادی کی۔

۴۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے شاگرد علم الدین سخاوی سے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میرے اور شیطان کے درمیان مناظرہ ہوگیا شیطان کہنے لگا آپ نے ایسا کام کیا ہے کہ میں آپ کو ہلاک کرڈالوں گا اس پر میں نے اس سے کہا اللہ کی قسم مجھے تیری ذرا بھی پرواہ نہیں تجھے جو کچھ کرنا ہو کرلے۔(۱)

شب بھر میں ایک ہی آیت

حضرت تمیم داریؓ کثرت کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے انسان تھے ایک مرتبہ مقام ابراہیم پر تشریف لائے اور نماز شروع کرکے ''سورۂ جاثیہ'' پڑھنا شروع کی جب اس آیت پر پہنچے :

(۱) تحفۃ حفاظ: ۶۸

" أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ"۔ (۱)

''یہ لوگ جو بُرے بُرے کام کرتے ہیں کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر رکھیں گے جنہوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے، برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔'' تو شب بھر اسی آیت کو دہراتے رہے اور روتے رہے''۔

مجھے قرآن کے سوا کچھ نہیں آتا

حضرت شاہ عطاء اللہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے : ''علماء کرام، پیران عظام! میں نے قرآن کی ایک آیت پڑھی تو اس نے مجھے چین سے بیٹھنے نہ دیا، میں اللہ کے سب سے بڑے دشمن سے لڑ گیا اور اپنی زندگی کے حسین گیارہ سال جیل میں گذار دیئے، زندگی سفر میں کٹ گئی لاکھوں انسانوں کے دل سے فرنگی کا خوف دور کیا، لیکن قربان جاؤں تمہارے ہاضمہ کے، آپ پورا قرآن کریم اور لاکھوں احادیث ہضم کر گئے مگر ٹس سے مس نہ ہوئے۔''

ایک ''کرنٹے'' نے کہا عطاء اللہ شاہ کو قرآن کے سوا کیا آتا ہے آپ نے اس کے جواب میں (غالباً موچی دروازہ میں فرمایا): ''ہاں بھائی! واقعی قرآن کے سوا کچھ نہیں آتا۔ ''**الحمد اللہ الحمد اللہ الحمد اللہ ثم اللہ**'' کہ مجھے قرآن کے سوا کچھ نہیں آتا۔ میری دعا ہے کہ قرآن کے سوا مجھے کچھ بھی نہ آئے؛ لیکن یہ صاحب جو مجھے طعنہ دیتے ہیں ان کا یہ عالم ہے کہ خود انہیں قرآن ہی نہیں آتا۔''(۲)

(۱) سورہ جاثیہ ۲۱ :

(۲) امیر شریعت ۴۲۷ :

تلاوت قرآن پر ہچکیاں

عبداللہ بن شدادؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمرؓ کی اقتداء میں نمازِ فجر ادا کی، سورۂ یوسف پڑھتے ہوئے جب آپ اس آیت پر پہنچے:

”قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ“(۱)

میں اپنے رنج وغم کی شکایت بس اللہ ہی سے کرتا ہوں۔

روتے روتے آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں، میں آخری صفوں میں کھڑا آپ کی ہچکیاں سنتا رہا۔

فائدہ: تلاوت کے وقت حضرت عمرؓ کے رونے بلکہ شدت احساس کی وجہ سے بیمار پڑ جانے کے کئی واقعات حدیث اور سیر کی کتابوں میں منقول ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ بیان فرماتے ہیں کہ بسا اوقات قرآن پڑھتے ہوئے آپ کسی آیت پر گزرتے تو اس قدر خوف اور گریہ آپ پر طاری ہو جاتا کہ زمین پر گر پڑتے اور دو دو دن صاحب فِراش رہتے ،لوگ آپ کو بیمار سمجھ کر عیادت اور بیمار پرسی کے لیے حاضر ہوتے۔

ہر آیت بلکہ ہر لفظ کے مفہوم پر نظر رکھتے تھے اور بغیر سمجھے ہوئے وہ تلاوت نہیں کرتے تھے ،تلاوت تو کیا وہ اگلی آیت اس وقت تک نہیں سیکھتے تھے جب تک پہلی آیت سے متعلق تمام علوم نہیں سیکھ لیتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں:

”کنا اذا تعلمنا من النبی ﷺ عشر آیات من القرآن لم نتعلم من العشر الذی نزلت بعدها حتی نعلم ما فیه“(۲)

---

(۱) سورہ یوسف :۸۶

(۲) شعب الایمان : ۳۳۱/۴

جب ہم نبی کریم ﷺ سے قرآن کی دس آیات سیکھتے تو جب تک ان سے متعلقہ تمام علوم نہ سیکھ لیتے ان کے بعد اترنے والی مزید دس آیات نہ سیکھتے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ نے صرف سورۂ بقرہ سیکھنے پر بارہ سال صرف کیے اور اس کی تکمیل پر خوشی میں اونٹ ذبح کیا۔(۱)

اور آپ کے صاجزادے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس سورۃ کو سیکھتے سیکھتے آٹھ سال لگادیئے۔(۲)

عاشق قرآن کی زیارت

حضرت محمد بن منکدرؒ ممتاز قاری تھے امام مالکؒ انہیں سید القراء کہتے تھے، ان کا دل اتنا نرم تھا کہ کلام اللہ کی مؤثر آیات پڑھ کر ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوجاتے تھے، ایک شب کو وہ نماز پڑھتے ہوئے رونے لگے جب بہت دیر تک روتے رہے تو ان کے گھر والوں نے پریشان ہوکر رونے کی وجہ پوچھی مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، اہل خانہ نے حضرت ابوحازم کو بلوایا، حضرت ابوحازمؒ نے پوچھا آپ کیوں رورہے ہیں؟ فرمایا کہ دورانِ تلاوت ایک آیت سامنے آگئی جس نے مجھے رلادیا، پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ جب انہوں نے بتائی تو حضرت ابوحازمؒ بھی زاروں رونے لگے، وہ آیت یہ تھی:

"وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ"۔ (۳)

ان لوگوں کے لیے اللہ کی جانب سے ایسی چیز ظاہر ہوگئی جس کا وہم وگمان بھی نہ کرتے تھے۔

---

(۱) الجامع الاحکام القرآن: ۱/۳۰

(۲) مؤطا امام مالک: ۱۹۰

(۳) سورۃ الزمر: ۴۷

شب خیزی، زہد وتقویٰ اور ذکر وتلاوت میں انہماک کی وجہ سے ان کے چہرے پر ایسے انوار برستے تھے کہ ان کی زیارت سے اللہ یاد آتا تھا اور نفس کی اصلاح ہوتی تھی، امام مالکؒ کا بیان ہے کہ جب میں اپنے قلب میں قساوت محسوس کرتا تھا تو جا کر ابن منکدرؒ کو دیکھتا تھا اس کا یہ اثر ہوتا تھا کہ چند دنوں تک نفس میری نظر میں مبغوض ہو جاتا تھا۔(۱)

عجیب بات

شیخ امام تقی الدین محمد صائغ مصری جو تجوید کے استاد تھے انہوں نے ایک روز صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھی "وتفقد الطير فقال مالي لا ارى الهدهد" اور اس آیت کو بار بار پڑھا پس اسی دوران میں ایک پرندہ اترا اور شیخ کے سر پر بیٹھ گیا اور آپ کی تلاوت سننے لگا حتی کہ شیخ نے نماز مکمل کر لی نماز کے بعد لوگوں نے دیکھا تو وہ ہدہد تھا "سبحان اللہ"۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اور ان کا ذوق تلاوت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ کے مؤسس ہیں، مشائخ چشت تلاوت قرآن پر بہت زور دیتے تھے اور اپنے مریدوں کو اس کی بہت تاکید کرتے تھے۔خود حضرت معین الدین کے بارے میں لکھا ہے کہ روزانہ ختم قرآن کرتے تھے: ایک دن میں اور ایک رات میں (۲)

(۱) تہذیب التہذیب: ۹/ ۴۷۳

(۲) گلزار ابرار: ۲۳

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اوران کی ذوق تلاوت

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے جلیل القدر خلیفہ اور بہت مشہور اہل اللہ میں ہیں، ان کا معمول تھا کہ ہر روز دو بار کلام پاک ختم کرتے تھے۔(۱)

قاضی حمید الدین ناگوریؒ اوران کا ذوق تلاوت

قاضی حمید الدین ناگوری حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ اور حضرت بختیار کاکیؒ کے رفیق خاص اور یار غار تھے، خود شیخ شہاب الدین سہروردی ان کی بڑی عزت کرتے تھے، اس کے ساتھ علم ظاہری میں یکتا تھے، ان کا مستقل تلاوت کا معمول منقول نہیں ہے، البتہ صاحب روضۃ الاقطاب نے لکھا ہے کہ ایک بار مولانا بدرالدین غزنویؒ (جو شیخ قطب الدین بختیار کاکی کے خلیفہ اوران کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔) کے ساتھ جامع مسجد دہلی میں اعتکاف کیا تو دن اور رات میں دو بارہ کلام پاک ختم کرتے، ایک رات طئے کیا کہ پوری رات میں صرف دو رکعت ادا کریں چناں چہ نماز عشاء کے قاضی حمید الدین اما ہوئے اور خود حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور مولانا بدرالدین غزنوی مقتدی بن کر پیچھے کھڑے ہوئے، قاضی حمید الدین نے پہلی رکعت میں ایک قرآن اور چار پارے پڑھے اور دوسری رکعت میں دوسرا قرآن ختم کیا، اور اخیر میں یہ دعا کی الہی! ہم سے تیری عبادت نہیں ہوسکتی، لیکن تو اپنی رحمت سے ہم کو بخش دے۔(۲)

---

(۱) سیر الاولیاء :۴۹

(۲) دیکھیے بزم صوفیہ :۱۰۱

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ اور ان کا ذوق تلاوت

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے اجل خلفاء میں سے ہیں، آپ کا شمار ہندوستان کے کبار اولیاء میں ہوتا ہے، قرآن کریم کی تلاوت سے بڑا اشغف رکھتے تھے، سیر العارفین کے مؤلف کے مطابق آپ کا معمول یہ تھا کہ تہجد کی نماز کے بعد قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے اور فجر کی نماز کی سنتوں تک پورا قرآن ختم کر لیتے تھے۔(۱)

ایک بار اپنے خلفاء سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ہے جو دو رکعت نماز کی نیت باندھے اور ایک رکعت میں پورا قرآن کریم ختم کرے؟ حاضرین میں سے کسی کی ہمت نہ ہوئی، پھر خود ہی نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور پہلی رکعت ہی میں پورا قرآن مجید ختم کر دیا اور چار پارے مزید پڑھے۔

بارہا فرماتے تھے کہ اہل دل سے مجھ کو جو فیض پہنچا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو عمل میں بھی لانے کی توفیق عطا فرمائی ہے، اور جس کام کے لیے حوصلہ کیا پورا ہوا، لیکن ایک کام اب تک نہیں ہوسکا، ایک بزرگ آغاز صبح سے طلوع آفتاب تک قرآن کریم ختم کر لیتے ہیں، میں نے بھی ہر چند اس کی کوشش کی، مگر یہ حوصلہ پورا نہیں ہوسکا، تین چار پارے باقی رہ جاتے ہیں۔(۲)

دونوں باتوں کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تہجد کے وقت سے (جو بظاہر آغاز شب میں ہوتی تھی) طلوع آفتاب تک تقریباً دو ختم کر لیتے تھے۔

---

(۱) فوائد الفواد: ۶۔

(۲) فوائد الفواد: ۶۔

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکراوران کاذوق تلاوت

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر حضرت معین الدین اجمیری ؒ کے فیض یافتہ اور حضرت بختیار کاکیؒ کے خلیفہ تھے، حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کا شمار نہایت مشہور اور اکابر اولیاے کرام میں ہوتا ہے، آپ کی عظمت کے لیے یہی کافی ہے کہ آپ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے پیرومرشد تھے۔

حضرت فریدالدین گنج شکرؒ کو تلاوت قرآن سے بڑا شغف تھا، فرماتے تھے کہ اس سے بہتر اور افضل تر کوئی عبادت نہیں، کلام پاک کی تلاوت سے بندہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے، جس سے بڑھ کر اور سعادت نہیں ہوسکتی۔(۱) حضرت شیخ فریدالدین کا دورطالب علمی ہی میں یہ معمول تھا کہ ہر رات ایک قرآن ختم کرتے تھے۔(۲)

اور پھر یہ معمول بنالیا تھا کہ رمضان میں ہر رات تراویح کی نماز میں دوکلام پاک ختم کرتے تھے، کبھی دس دس پارے زیادہ بھی پڑھ جاتے، اور کچھ رات باقی رہتی تو تراویح سے فارغ ہوجاتے، حضرت خواجہ نظام الدین بھی تراویح کی نمازوں میں شریک رہتے تھے۔(۳)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اوران کاذوق تلاوت

سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء کے بارے میں اوپر کی سطروں سے معلوم ہوا کہ رمضان کی ہر رات تراویح میں دو دو ختم اور کبھی اس سے زیادہ سنتے تھے، یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب ان کا قیام اپنے شیخ حضرت فریدالدین گنج

---

(۱) بزم صوفیہ: ۱۸۳

(۲) بزم صوفیہ: ۱۵۲

(۳) راحت القلوب: ۲۷

شکر کے یہاں اجودھن میں تھا، پھر بعد میں جب وہ مرجع خلائق بنے تو ان مجاہدوں میں اور اضافہ ہوگیا تھا، تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ رات رات بھر وہ عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے۔

سلطان المشائخ نے اپنے افراد خاندان، احباب ومریدین میں تلاوت قرآن اور حفظ قرآن کا ذوق بہت عام کردیا تھا، ان کے چھوٹے بھانجے تقی الدین ؒ جو حافظ قرآن تھے، ہر ہفتہ شب ِجمعہ کو ختم کرتے تھے۔(۱)

امیر خسرو اور ان کا ذوق تلاوت

امیر خسرو : خسرو بن سیف الدین دہلوی نظام الدین اولیاء کے سب سے محبوب خلیفہ تھے، ان کو بھی اپنے شیخ سے غیر معمولی تعلق تھا، ادب وشاعری میں خسرو کی شہرت چہار دانگ عالم میں ہے؛ مگر اپنے شیخ کی صحبت اور ان کی نظر کیمیا اثر نے علم ظاہر کے ساتھ علم باطن میں بھی انہیں ایک بہت نمایا مقام پر پہنچا دیا تھا، اور ان میں عشق الہی کی آگ لگا دی تھی؛ چناں چہ وہ تقوی وعبادت اور مجاہدہ وریاضت کی چوٹی پر تھے۔ چالیس سال تک صائم الدھر رہے۔(۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ نے نقل کیا ہے کہ امیر خسرو ہر شب کو تہجد میں قرآن کریم کے سات پارے پڑھتے تھے۔(۳)

ایک روز میں ختم کرنے والے بارہ ہزار آدمی

قرآن مجید سے والہانہ لگاؤ کے عجیب عجیب نونمونے ملتے ہیں بلبنی عہد میں

(۱) سیر اولیاء :۲۰۴

(۲) بزم صوفیہ :۲۲۸

(۳) اخبار الاخیار :۲۱۵

ایک امیر فخرالدین تھے، جن کے یہاں بارہ ہزار وظیفہ خوار قرآن پاک پڑھنے کے لیے مقرر تھے، ہر روز ایک ہزار بار قرآن شریف ختم کرتے، یہ امیر ہر سال ایک ہزار غریب لڑکیوں کے جہیز کا سامان بھی فراہم کرتے۔(۲)

قاری عبدالرحمن ؒ کی نیند میں تلاوت

آپ قاری حضرت عبدالرحمن محدث ؒ کے بڑے بھائی ہیں، قرآن مجید کی یاد داشت کا یہ عالم تھا کہ ایک روز سوتے سوتے تلاوت میں متشابہ لگا تو حضرت محدث نے بتایا اسی وقت جاگے اور پوچھا، افوہ! میں تو سو رہا تھا، حضرت محدث ؒ نے فرمایا، میں نے تو جاگتے ہو آپ کے کئی سپارے سنے۔

بسا اوقات یہ عجیب چیز خارق عادت دیکھنے میں آئی کہ حضرت والا نوافل میں کھڑے ہو کر با آواز بلند قرآن کریم کی مسلسل تلاوت فرما رہے ہیں اور اس دوران غلبہ نیند کی وجہ سے کافی حد تک اونگھ آ گئی، دیر تک کھڑے کھڑے سر جھکائے اونگھتے رہے اور پھر بیدار ہونے کے بعد جس لفظ پر تلاوت کو چھوڑتے پھر اسی سے شروع فرما دیتے، کبھی بھی اس کے خلاف نہیں دیکھا گیا پھر تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ اس دوران پاؤں مبارک بھی ذرا نہ لڑکھڑاتے بلکہ زمین پر خوب حالت بیداری و ہوشیاری ہی کی طرح جمے رہتے، اس کو سوائے کرامت و خرق عادت کے کیا کہا جا سکتا ہے۔

حضرت قاری رحیم بخش قدس سرہ ؒ کے دادا

مجد دالقرآت حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب قدس سرہ کے دادا کا ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے کنوئیں پر سویا کرتے تھے، اور رات کو سوتے سوتے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے رہتے تھے، کئی بار چور بیل وغیرہ چوری کرنے کے لیے آیا مگر حافظ جی کو تلاوت قرآن کرتے سنتے تو لوٹ جاتے، کہ حافظ صاحب تو جاگ

رہے کئی دن ایسے گئے ایک روز دن وقت حافظ جی کے پاس آ اور کہا، حافظ صاحب ! آپ ساری رات قرآن پڑھتے رہتے ہیں، سوتے نہیں ہیں، آخر آپ کس وقت سوتے ہیں؟ حافظ جی نے پوچھا بات کیا ہے، کہنے لگا، کئی دفعہ چوری کرنے آیا مگر آپ کو قرآن پڑھتے ہوئے پایا، حافظ رحیم علی صاحبؒ فرمانے لگے کہ تب تو میں سویا تھا اور سونے کی حالت میں تلاوت کیا کرتا ہوں۔

حافظ گل محمد قصاب رحمۃ اللہ علیہ کا معمولِ تلاوت

حافظ گل محمد قصاب کا معمول کہ سال ۱۲ مہینے تیسوں دن ایک قرآن کریم ختم کر کے ہی کسی سے بات کرتے اس سے پہلے کسی سے بات نہ کرتے۔(۱)

حافظ مشیت اللہ صاحبؒ کا معمول تلاوت

حافظ مشیت اللہ پانی پتی چل پھر کر جوتی کا کاروبار کرتے اور روزانہ ختم قرآن کر کے شہر میں داخل ہوتے اور فصیل پر بیٹھ کر پورا کرتے تھے۔(۲)

شیخ الوقت مولانا فتح محمد صاحبؒ معمولِ تلاوت

حضرت موصوف روزانہ قرآن مجید کی تلاوت معمول کچھ اس طرح رہا کہ ایک قرآن مجید تہجد میں شروع فرماتے، نمازوں میں تھوڑا تھوڑا پڑھتے، دن بھر میں بطور منزل شروع رکھتے ایک دن میں مکمل فرمادیتے۔

قبر میں تلاوت قرآن

شیخ ابوالنصر نیشاپوریؒ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے، قبر کھودا کرتے تھے کہ ایک

(۱) منظم مدارس، پہلی جلد
(۲) منظم مدارس، پہلی جلد

بار قبر کھودی اتفاقاً ایک قبر نکل آئی دیکھا کہ اس میں ایک نوجوان عمدہ لباس پہنے بیٹھا ہے اور اس سے نہایت عمدہ خوشبو آرہی ہے، اس کے ہاتھ میں سبز حرفوں سے لکھا ہوا نہایت خوبصورت قرآن شریف ہے، وہ نوجوان تلاوت میں مصروف ہے، اس نے دیکھا تو پوچھا کیا قیامت آگئی؟ میں نے کہا نہیں! کہا تو پھر اس سوراخ کو بند کردو۔ (اس واقعہ کو ابن نجار نے تاریخ بغداد میں بھی روایت کیا ہے۔(۱)

خدمت قرآن پر استقامت

امام بخاریؒ نے حضرت عفان رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

”خیر کم من تعلم القران وعلمه“ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن مجید سیکھتے اور سکھاتے ہیں، طبرانی ؒ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ”خیر کم من قرء القران اقراه“ تم میں بہترین اشخاص وہ ہیں جو قرآن پڑھتے اور پڑھاتے رہتے ہیں، چنانچہ رئیس القراء حضرت ابوعبدالرحمن سلمیؒ کوفی پہلی حدیث کو روایت کر کے فرماتے تھے کے مجھے اسی حدیث نے یہاں لا بٹھایا ہے، حضرت بڑے کثیر العلم جلیل القدر تابعی تھے لوگ آپ سے مختلف علم حاصل کرنے کی تمنا کرتے تھے، مگر آپ چالیس سال سے زیادہ عرصے تک کوفہ کی جامع مسجد میں صرف قرآن کی تعلیم دیتے رہے اور جب کوئی پوچھتا تو وہی حدیث اول سنایا کرتے، امام عاصم کوفیؒ آپ ہی کے شاگردوں میں سے ہیں۔(۲) نیز حضرت حسنؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی آپ ہی سے قرآن پڑھا ہے۔(۳)

(۱) شرح الصدور فصل فی فوائد: ۱۹۱/۱، دارالمعرفۃ، بیروت۔
(۲) تذکرہ قاریان ہند جلد دوم: ۲۔۶۹۔۷۰
(۳) نشر کبیر

عبداللہ بن یزید مقریؒ کا تعلیم قرآن کا معمول

عبداللہ بن یزید بن عبدالرحمٰن قرشی عدوی اھوازی مقری (120ھ-213ھ) آپ اہل سنت کے نزدیک احادیث کے علما اور حدیث نبوی کے راویوں میں سے ایک ہیں اور آپ عمر بن خطابؓ کے خاندان کے خادم تھے وہ مکہ میں رہتے تھے اور اصل میں بصرہ کے علاقے سے تھا، کہا جاتا ہے کہ وہ اھواز کے ضلع سے ہیں اور وہ امام احمد بن حنبلؒ کے شیخوں میں سے ہیں اور امام بخاریؒ کے عظیم شیخوں میں سے ہیں، وہ قرآن پاک کے قاریوں میں سے تھے وہ خود فرماتے تھے کہ میری عمر نوے سے سو سال کے درمیان میں سے میں نے بصرہ میں چھتیس سال اور یہاں مکہ معظمہ میں پینتیس برس قرآن کی تعلیم دی ہے۔(۱)

راستے میں چلتے ہوئے قرآن مجید پڑھانا

شیخ علم الدین سخاویؒ راستہ میں بھی پڑھاتے تھے ابن ابی داوٗد حضرت ابوالدرداءؓ سے نقل ہے کہ راستہ میں بھی پڑھاتے تھے، محقق ابن الجزری فرماتے ہیں، میں نے امام شمس الدین صائغ سے کئی بار راستے میں پڑھا ہے کبھی تو میں دونوں پیدل ہوتے، کبھی وہ خچر پر اور میں پیدل ہوتا اور مجھے متعدد شیوخ جن میں علامہ قاضی یوسف طلبی نگران افواج بھی شامل ہیں بتایا کہ کسی جنازہ میں شیخ الدین صائغ تشریف لاتے لوگ اس سے خوش ہوتے، قاضی فرماتے شیخ موصوف مجھے اوقات اپنی خدمت میں رکھتے تھے تو راستہ میں آپ سے قرآن اس (سواری) پر سوار ہوتے تھے۔

(۱) التاريخ الأوسط - البخاري، أبو عبدالله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري (طبعة دار الوعي، مكتبة دار التراث: ج:۲ ص:۳۲۶

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اوران کا ذوق تلاوت

سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء کے بارے میں او پر کی سطروں سے معلوم ہوا کہ رمضان کی ہر رات میں تراویح میں دو دو ختم اور کبھی اس سے زیادہ سنتے تھے، یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب ان کا قیام اپنے شیخ حضرت فریدالدین گنج شکر کے یہاں اجودھن میں تھا، پھر بعد میں جب مرجع خلائق بنے تو ان کے مجاہدوں میں اوراضافہ ہوگیا، تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ رات رات بھر وہ عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے، سلطان المشائخ نے اپنے افراد خاندان، احباب ومریدین میں تلاوت قرآن اور حفظ قرآن کا ذوق بہت عام کردیا تھا۔ ان کے چھوٹے بھانجے تقی الدینؒ جو حافظ قرآن تھے، ہر ہفتے شب جمعہ کو ختم کرتے تھے۔(۱)

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی اوران کا ذوق تلاوت

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے شاگرد رشید اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں دہلوی کے خلیفۂ اعظم تھے، اپنے عہد کے بہت بڑے عالم اور حدیث وفقہ میں ماہر اور تفسیر میں ممتاز تھے، ان کی تفسیر ''التفسیر المظھری'' ہندوستان میں لکھی ہوئی عربی تفسیروں میں ایک نمایاں مقام کی حامل ہے، فقہ وحدیث میں یکساں مہارت کی وجہ سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ان کو ''بیہقی وقت'' کہتے تھے۔ ظاہری کمالات کے ساتھ باطنی کمالات میں بھی بے مثال تھے۔ علمی مشغولیتوں، قضا کے کاموں اور دوسرے اذکار ووظائف کے ساتھ روزانہ سو رکعت نفل پڑھتے تھے، اور تہجد کی نماز میں ایک منزل قرآن پڑھتے تھے۔(۲)

---

(۱) سیر الاولیاء : ۲۰۴

(۲) مقامات مظہری : ۳۶۲

حضرت شاہ غلام علی دہلوی اوران کاذوق تلاوت

حضرت شاہ غلام علی دہلوی شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ؒ کے شاگرد اور مرزا مظہر جانِ جاناں کے خلیفہ وجانشین تھے، وہ اپنے عہد میں نقشبندی یہ سلسلے کے سب سے بڑے شیخ اور اتباع سنت میں سب سے ممتاز تھے، سرسید کا خاندان کاان مرید تھااور خود سرسیدان کا زمانہ دیکھے ہوئے تھے، سرسید نے ان کی عبادت اورروزانہ کے معمولات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ فجر کی نماز اول وقت میں پڑھتے تھے اور پھر قرآن کریم کے دس پاروں کی تلاوت کرتے تھے۔(۱)

مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی دیوبندی ؒ اوران کاذوق تلاوت

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی دیوبندی دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم اور بڑے صاحب دل عالم تھے تلاوت ونوافل کا بڑا اہتمام تھا، مولانا مناظر حسن گلیانی نے لکھا ہے کہ مفتی عزیز الرحمن صاحب مغرب کے بعد پڑھی جانے والی اوابین کی نماز میں روزانہ آٹھ پارے پڑھتے تھے۔(۲)

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی ؒ اوران کاذوق تلاوت

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی ؒ کے نام نامی سے کون واقف نہیں، ان کا اخلاص وللٰہیت اوران کی دینی غیرت کسی سے مخفی نہیں، ان کی دعوت کے اثرات سے دنیا کوئی گوشہ خالی نہیں، وہ ذکر وتلاوت میں بھی خاص امتیاز رکھتے تھے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ؒ لکھتے ہیں : میرے چچا جان نوراللہ مرقدہ (حضرت مولانا الیاس

(۱) آثار الصنادید :۴۶۵

(۲) احاطۂ دارالعلوم میں بیتے ہوئے دن :۱۹۰

صاحب) نے کبھی کبھی رمضان المبارک اپنی نانی صاحبہ بھی کی وجہ سے کاندھلہ میں گزارا ،تراویح تقریباً ساری رات میں پوری ہوتی تھی ،مسجد سے فرض پڑھنے کے بعد مکان تشریف لے جاتے تھے،اورسحری تک تراویح میں چودہ پندرہ پارے پڑھتے تھے۔(۱)

شہیداسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ کا گھرانہ

شہیداسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ کاذوق تلاوت کایہ حال تھا کہ؛حضرت خودفرماتے ہیں کہ میں بڑی عمر میں اپنے بیٹے کا قرآن مجید سنتے سنتے حافظ ہواہوں اورالحمداللہ کئی بارتراویح میں بھی سنایاہے اوراس وقت میری اولاد میں بیٹے، پوتے، پوتیاں،نواسیاں اکثر حافظ ہیں،حاضرین مجمع سے فرمایا کہ میرا ایک بات مانو وہ یہ کہ اپنے بچوں میں سے ایک بچے کو ضرور حافظ بنالو تا کہ تمہاری نجات کاذریعہ ہوجائے ۔۔۔۔عرصہ دراز سے آپ کارمضان کے عشرۂ اخیرمین اعتکاف کا معمول تھا مگرگذشتہ کئی سال سے سینکڑوں کی تعداد میں مریدین و متعلقین حضرات کے ساتھ مسجد''فلاح'' میں اعتکاف فرماتے تھے،بندہ نے ان گنہگار آنکھوں سے دیکھا کہ آپ ضعف کے باوجود مسجد کی اجتماعی تراویح میں قرآن سننے کے بعد اپنے صاحبزادے حافظ محمد یحیٰ سلمہ سے کھڑے ہوکرمزید تین پارے سنتے تھے اورآدھی رات کے بعد ایک اورقاری صاحب سے کئی پارے سنتے تھے،رمضان المبارک کے ابتدائی دنوں میں اپنے خلیفہ مجاز حضرت قاری محمد عبداللہ مرحوم سے تراویح میں ٦۔٦ پارے روزانہ سنتے تھے،یہ صرف اورصرف قرآن کریم سے محبت ہی کانتیجہ تھا۔(۲)

قرآن کریم کی تلاوت کااپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اتنا زیادہ اہتمام فرماتے کہ جب تک معمول پورانہ ہوجاتا بے چین رہتے ، فالج سے پہلے تک روزانہ

(۱)اکابرکارمضان :۲۷

(۲) بینات اشاعت خاص :۳۸۷

ایک منزل پڑھنے کا معمول تھا اور ساتویں دن قرآن ختم فرماتے، البتہ فالج کے بعد روزانہ تین پاروں کا معمول اخیر تک رہا، فرمایا کرتے تھے: ''کہ ایک ایک حرف کی تلاوت خود آں حضرت ﷺ نے فرمائی اور حضرت جبرئیلؑ سے سنا ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔ لہٰذا تمام اذکار میں سب سے عالی ذکر تلاوت قرآن کریم ہے اپنی نسبت عالی کی وجہ سے۔(۱)

مولانا الیاس کاندھلویؒ اور والدہ اوران کا ذوق تلاوت

حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی اوران کے برادر خورد تبلیغی جماعت کے موسس اور عظیم داعی حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کی والدہ محترمہ بی بی صفیہ جو حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی کی نواسی تھیں، عجیب وغریب ولیہ صفت خاتون تھیں، بڑی جید حافظ تھیں، ایک منزل روزانہ بلاناغہ تلاوت کرتی تھیں، ان کے علاوہ روزانہ کے معمولات یہ تھے، درود شریف پانچ ہزار، اسم ذات اللہ پانچ ہزار، بسم اللہ الرحمن الرحیم، انیس سو مرتبہ۔ یامغنی گیارہ سو مرتبہ۔ لاالہ الااللہ بارہ سو، یا حی یا قیوم دو سو، افوض امری الی اللہ سو، حسبنا اللہ و نعم الوکیل سو، رب انی مغلوب فانتصر سو، رب انی مسنی الضر وانت ارحم الرحمین سو، لا الہ الااللہ انت سبحانک انی کنت من الظالمین سو مرتبہ۔ رمضان میں کل چالیس ختم قرآن کرتے تھے۔(۲)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی اوران کا ذوق تلاوت

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی اور مشہور بزرگوں

(۱) ماہنامہ بینات خصوصی اشاعت: صفحہ: ۴۷۵
(۲) دیکھئے تذکرۃ الخلیل: ۸۵۔۹۶

میں تھے، زمانہ طالب علمی میں ان کا معمول ایک منزل یومیہ تلاوت کا تھا، (۱) مگر بعد میں روزانہ پندرہ پارے پڑھتے تھے تلاوت کا اتنا ذوق تھا کہ جوانی میں جب وہ سہارنپور سے گنگوہ پیدل سفر فرمایا کرتے تھے اس دوران میں بیس بائیس پارے پڑھ لیتے تھے۔ (۲)

رمضان میں ہر روز ایک ختم کرتے تھے، پچاس سال سے ان کا یہ معمول تھا۔ (۳)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی اور ان کا ذوق تلاوت

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نہایت مشہور اور بہت ممتاز علماء میں تھے۔ اپنے چار بچوں کے حافظ ہونے کے بعد چھیالیس سال کی عمر میں صرف تین مہینے میں قرآن حفظ کیا تھا، تلاوت سے شغف پہلے سے تھا، حفظ کے بعد دو چند ہوگیا؛ چناں چہ تمام دینی وملی کاموں سے ساتھ اپنے قیمتی اوقات کا ایک معتد حصہ تلاوت میں صرف کرتے تھے، شروع میں دس پارے یومیہ پڑھنے کا معمول رہا، پانچ پارے دن میں ناظرہ تلاوت اور پانچ پارے رات کو تہجد میں، پھر قیام اللیل کے پانچ پاروں پر اکتفا کی، اخیر میں مقدار گھٹ کر ایک پارے پر آگئی تھی، مگر یہ ایک پارے کی تلاوت نہایت کیفیت میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھی۔ (۴)

مولانا قاری شریف احمد صدیقی کیرانویؒ کا تراویح سنانے کا اہتمام

حضرت مولانا قاری شریف احمد صدیقی کیرانوی پاکستان کے کبار علماء میں تھے،

---

(۱) فتاوی محمودیہ، مقدمہ از مرتب مفتی محمد فاروق: ۱/ ۱۸۲

(۲) مفتی محمد فاروق، محولہ بالا: ج ۱: ۱۸۸

(۳) مفتی محمد فاروق، محولہ بالا: ج: ۱/ ۱۸۸

(۴) جریدۃ الاشرف قرآن نمبر: ۳۰۶

قرآن کریم سے عشق تھا، پوری زندگی قرآن کریم کی تعلیم میں لگائی، مدرسہ تعلیم القرآن شریفیہ (کراچی) کے بانی و مہتمم تھے، یومیہ دس سے زائد پاروں کی تلاوت کا معمول تھا اخیر تک جب کہ آپ کی عمر سو سال کی ہو چکی تھی اور فالج کا حملہ ہو چکا تھا، معمول میں فرق نہیں آیا، چوہتر مرتبہ رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن سنایا، سالہا سال رمضان کی آخری راتوں میں قیام اللیل ایک قرآن ختم کرنے کا معمول رہا۔(۱)

حاجی عبدالرؤف بارہ بنکویؒ اور ان کا ذوق تلاوت

حاجی عبدالوف صاحب بارہ بنکی کے رہنے والے ہیں، لکھنو میں مقیم ہیں، ایک سو چودہ پندرسال کی عمر ہے، ۱۹۰۶ء کی پیدائش ہے، صحت نسبتاً اچھی ہے، جوانی میں تبلیغی جماعت سے تعلق ہوا تو دین میں ترقی کرتے گئے، دو چار سال پہلے تک روزانہ ایک قرآن ختم کرتے تھے، اب کچھ عوارض لاحق ہو گئے ہیں، مگر بیس پارے روز پڑھتے ہیں۔

حضرت مولانا افتخار الحسن کاندھلویؒ اور ان کا ذوق تلاوت

حضرت مولانا افتخار الحسن کاندھلویؒ کی ذات گرامی پر کرتے ہیں ان کی ذات اس مغتنمات میں سے ہے، آپ حضرت رائے پوری کے خلیفہ ہیں۔ تفسیر وحدیث میں بڑا درک رکھتے ہیں، اس خاندان سے آپ کا تعلق ہے جس نے ملک کو عظیم ترین شخصیا دیں جنہوں سے پورے ملک کی کایا پلٹ دی اور پوری دنیا پر اثر ڈالا، اس خاندان کی متعدد شخصیات کا اس رسالے میں ذکر آچکا ہے۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

اس وقت قمری لحاظ سے آپ کی عمر ننانوے سال ہے (پیدائش ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۲) مگر اس پیرانہ سالی کے باوجود دوسرے اذکار کے ساتھ ساتھ روزانہ ایک منزل

---

(۱) ندائے صفہ، اشاعت خصوصی بیاد حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب ۴۲ :

تلاوت کرتے ہیں۔ بارک اللہ فی حیاتہ ومتعنابہ۔

مفتی سعید صاحب پالنپوریؒ کا ذوق تلاوت

قرآن کریم سے عجیب وغریب محبت رمضان المبارک کے مہینے میں حضرت الاستاذ مختلف ملکوں سے آئی ہوئی دینی دعوت کو قبول فرمالیتے تھے؛ چنانچہ انگلینڈ،لندن (اسٹارم فورڈ بل مسجد قبا)،امریکہ وغیرہ ملکوں میں کئی مرتبہ حضرت نے پورا پورا رمضان کا مہینہ گزارا،کبھی آدھا آدھا بھی ہوا؟ لیکن زیادہ تر یہی معمول رہا کہ پورا رمضان ایک ہی مسجد میں گزارتے تھے۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ : میں رمضان میں باہر ملکوں کی دعوت اس لیے قبول کرلیتا ہوں تاکہ یکسوئی سے بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرسکوں،میرا رمضان قرآن کے لیے خاص ہے جس میں میزبانوں کے مقرر کردہ وقت کے علاوہ بقیہ اوقات میں کثرت سے قرآن کی تلاوت کرتا ہوں اور میزبانوں نے جو وقت مقرر کیا ہوتا ہے اس وقت میں درس قرآن دے دیتا ہوں،اسی لیے جہاں بھی حضرت نے رمضان گزارا وہاں کی ایک بہت بڑی تعداد یہی گواہی دیتی ہے کہ آپ رمضان میں اکثر قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے،۱۷ رمضان میں حضرت کا انتقال ہوا اس سے پہلے والا رمضان آپ نے لندن میں اسٹام فورڈ بل کی مسجد قبا میں گزارا، چونکہ بعض لوگ نادانی میں ویڈیو بنالیتے ہیں؛ چنانچہ مجھے بھی کسی نے حضرت کا گذشتہ رمضان کا ویڈیو بھیجا تھا،جس میں حضرت مسجد میں بیٹھے مسلسل تلاوت کررہے ہیں۔(۱)

قاری رحیم بخش صاحبؒ کا ذوق قرآن

حضرت قاری صاحب مرحوم کے استاذ گرامی حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ کبھی ان

---

(۱) حیات سعید : ۱۷،

کے ہاں تشریف لاتے تو آپ ان کی خدمت کے لئے سراپا وقف ہو جاتے، آپ کو یہ بھی گوارا نہ ہوتا کہ آپ کا کوئی مخلص شاگرد ہی ان کی خدمت انجام دے، اپنے ہاتھ سے انہیں بیت الخلاء لے جاتے خود ان کے لئے لوٹا بھرتے اور اپنے ہاتھ سے ہی وضو کراتے، ادھر حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ کی کیفیت یہ تھی کہ ہمہ وقت تلاوت میں مشغول رہتے، بیت الخلاء کے دروازے تک رہتے، قاری رحیم بخش صاحب مرحوم آپ کے لئے افطار کا اہتمام کرتے اپنے ہاتھ سے آپ کو کھلاتے پلاتے اور جو بچ جاتا تبرک سمجھ کر خود استعمال کر لیتے۔ عشاء کے بعد دس سے گیارہ بجے عموماً استاد وشاگرد کی مجلس ہوتی، مجلس برخاست ہونے کے بعد حضرت قاری فتح محمدؒ نوافل شروع کر دیتے درمیان شب میں بمشکل ڈیڑھ دو گھنٹے آرام فرماتے باقی ساری رات نوافل بستر پر ہوتی اور نماز فجر میں آپ عموماً سورۃ حدید، مجادلہ، حشر اور صف وغیرہ پڑھتے۔

سفارشی داخلہ کے آپ سخت خلاف تھے، میں داخلہ کے لئے گیا تو حضرت میاں عبدالہادی صاحب دین پوریؒ کا سفارشی رقعہ ساتھ لے گیا آپ نے داخلہ تو دے دیا مگر سفارش کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اسی دور بچپن کی بات ہے کہ میں بیٹھا منزل سنا رہا تھا کہ آپ کے ایک بے تکلف اور ہم عمر ساتھی نے آپ سے سوال کیا قاری صاحب! کیا وجہ ہے کہ آپ کے ہاں داخلہ کے لئے آنے والوں کا اتنا ہجوم رہتا ہے کہ داخلہ کے لئے قرعہ اندازی کرنا پڑتی ہے اور کئی طلبہ دو دو تین تین سال تک قرعہ میں نام نکلنے کے منتظر رہتے ہیں حالانکہ آپ کے وہاں کوئی رعایت بھی نہیں آپ کی سختی اور پٹائی بھی مشہور ہے۔ دوسرا کوئی حافظ قاری ایسی سختی کرے تو سب طلبہ بھاگ جائیں اور چند دن میں درس گاہ خالی ہو جائے جب کہ آپ کا معاملہ برعکس ہے۔

یہاں ڈنڈا چلتا رہتا ہے طلبہ روتے رہتے ہیں مگر کوئی بھاگنے کا نام نہیں لیتا آخر اس میں کیا راز ہے؟ حضرت قاری صاحب نے فرمایا راز کیا ہے یہ تو تم نے یک طرفہ

بات کی ان طلبہ کو دن کے اجالے میں روتا دیکھ رہے ہو اور وہ بھی ڈنڈے کے خوف سے اس پر تمہیں تعجب ہو رہا ہے اگر رات کے اندھیروں میں مجھے ان کے لئے روتا دیکھو تو تمہیں تعجب نہ رہے نہ کبھی ایسا سوال کرو۔

ایک روز میں ختم کرنے والے بارہ ہزار آدمی

قران مجید سے والہانہ لگاؤ کے عجیب عجیب نمونے ملتے ہیں بلبنی عہد کے ایک امیر فخر الدین تھے جن کے یہاں بارہ ہزار وظیفہ خار قرآن پاک پڑھنے کے لیے مقرر تھے، ہر روز ایک ہزار بار قران شریف ختم کرتے یہ امیر ہر سال ایک ہزار غریب لڑکیوں کے لیے جہیز کا سامان بھی فراہم کرتے تھے۔

شیخ الوقت حضرت قاری فتح محمد رحیم اللہ کو دوران تلاوت نیند آجانے پر بھی جاگنے کے بعد مقام تلاوت یاد ہوتا تھا بسا اوقات یہ عجیب چیز خارق عادت دیکھنے میں آئی کہ حضرت والا نوافل میں کھڑے ہو کر با آواز بلند قرآن کریم کے مسلسل تلاوت فرما رہے ہیں اور اس دوران غلبہ نیند کی وجہ سے کافی حد تک اونگ آگئی دیر تک کھڑے کھڑے سر جھکائے اونگھتے رہے اور پھر بیدار ہونے کے بعد جس لفظ پر تلاوت کو چھوڑا ہوتا اسی سے شروع فرما دیتے کبھی بھی اس کے خلاف نہیں دیکھا گیا پھر تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ اس دوران پاؤں مبارک بھی ذرا نہ لڑکھڑاتے بلکہ زمین پر خوب حالت بیداری اور ہوشیاری ہی کی طرح جمے رہتے اس کو سوائے کرامت وخرق عادت کے کیا کہا جا سکتا۔

قبر سے قرآن کی آواز سنائی دیتی رہی

یوسف بن محمد کہتے ہیں کہ ابو الحسن جو بزرگ متقی ہیں انہوں نے مجھے ایک جگہ دیکھا اور کہا کہ میں ہمیشہ اس جگہ سے سورہ ملک کی آواز سنتا ہوں، عیسی بن محمد نے ابو بکر بن

مجاہد کو ان کے انتقال کے بعد دیکھا کہ قبر میں قرآن شریف تلاوت کرتے ہیں پوچھا کہ تم تو انتقال کر چکے، اب کیوں تلاوت کرتے ہو، کہا ہر نماز کے بعد اور ختم قرآن کے بعد دعا کرتا تھا یا اللہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو قبر میں تلاوت کرتے ہیں اللہ تعالی نے مجھ کو ویسا ہی کر دیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ مومن کو قبر میں قران شریف دیا جاتا ہے اور وہ تلاوت کرتا ہے۔

نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آداب سحر خیزی

اقبال بڑے خوش الحان تھے، والہانہ انداز میں قرآن شریف پڑھا کرتے تھے، آخری عمر میں جب آپ کا گلا خراب ہوگیا تو آپ کو سب سے زیادہ افسوس اسی بات کا تھا کہ قرآن مجید کی تلاوت کی حلاوت اور انہماک سے محروم ہوگئی۔

تلاوت میں اقبال صرف خوش الحانی پر ہی توجہ نہیں دیتے تھے بلکہ قرآن کریم کے مطالب اور معانی پر بھی نظر رکھتے تھے اسی لیے قرآن پڑھتے اور سنتے ہوئے ان پر اکثر گریہ طاری ہوجاتا تھا اور قرآن فہمی کے بارے میں ان کا جو خاص نقطہ نگاہ تھا اس کی ترجمانی انہوں نے درج ذیل شعر میں کی ہے:

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشاہ ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

جب راس مسعود کی بیگم حاملہ ہوئیں تو اقبال نے راس مسعود کو یہ مشورہ دیا تھا کہ کسی خوش الحان قاری سے انہیں روزانہ قرأت سنائی جائے کہ تاکہ پیدا ہونے والے بچہ پر قرآنی اثر پڑے۔

فائدہ: عام لوگوں کی نظر میں یہ بات چنداں اہمیت نہیں رکھتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ حمل اور رضاعت کے زمانہ میں ماں جو کچھ سنتی اور بولتی ہے اس کا اثر بچے کے اخلاق پر پڑتا ہے جو اگر چہ اس وقت تو دکھائی نہیں دیتا لیکن مستقبل میں واضح طور پر محسوس

ہوتا ہے۔

مبارک تھیں وہ مائیں جو حمل اور رضاعت کے زمانے میں قرآن کریم پڑھتی اور سنتی تھیں اور بہت ظالم ہیں وہ مائیں جو یہ زمانہ گانا، بجانا سننے میں اور آوارہ گردی کرنے گذارتی ہیں۔

اخلاص سے تلاوت کا نتیجہ

کسی طالب علم کو درس گاہ میں گھڑی پہن کر آنے کی سختی سے ممانعت تھی۔ایک طالب کا بھائی سعودیہ سے اس کے لئے ویسٹ اندواچ کی گھڑی لایا وہ چھٹی کے اوقات میں اسے باندھے رکھتا جب درس گاہ میں آتا تو چپکے سے ازار بند سے لٹکا لیتا۔ ایک مرتبہ کنوئیں کی منڈیر پر کھڑا تھا کہ گھڑی ازار بند سے چھوٹ کو کنوئیں میں جا گری پریشان ہو کر درسگاہ میں آیا اور نگران کے ذریعے حضرت کو اطلاع کی،حضرت نے بلا کر سرزنش کی اور فرمایا: دیکھ لیا استاد کی بات نہ ماننے کا نتیجہ؟ اب قرآن چھوڑ کر گھڑی ڈھونڈنے کی اجازت تو نہ دوں گا اپنی جگہ بیٹھ کر قرآن مجید پڑھو اور صدق دل سے دعا کرو اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو گھڑی یہیں چل کر آجائے گی۔وہ پڑھنے بیٹھ گیا۔ادھر یہ ہوا کہ تھوڑی دیر میں ماشکی اکٹھے ہو کر کنوئیں سے پانی بھرنے لگے۔ پانی بھرتے بھرتے ایک کے ہاتھ سے رسی ٹوٹ گئی اور ڈول دھڑام سے کنوئیں میں جا گرا،ایک ماشکی کو کنوئیں میں اتارا اس نے کنوئیں کی تہہ میں اتر کر ڈول لینے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کئے۔

اللہ کی شان ڈول کے بجائے گھڑی اس کے ہاتھ میں آگئی وہ کنوئیں سے باہر آیا اور درسگاہ میں آ کر گھڑی نگران کے حوالہ کی اور نگران نے حضرت قاری صاحب کے سامنے پیش کر دی،حضرت نے اس طالب علم کو طلب فرمایا اور پوچھا: قرآن مجید پڑھتے ہوئے کتنے منٹ گذرے ہیں؟ کہنے لگا : دس منٹ ہی گذرے ہوں گے،آپ نے

گھڑی اس کے سپرد کی اور فرمایا: اخلاص سے دس منٹ کی تلاوت کا نتیجہ تم نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے مشکل کیسے حل کر دی، اب اگر زندگی بھر اس کتاب کو سینہ سے لگائے رکھو تو اس کی برکت سے کیا کچھ نہ ملے گا؟

مشغولیت بہ خدا

سید عنایت اللہ شاہ بالا پوریؒ کو تجوید و قرأت سے بے حد شغف تھا، رسم الخط عمدہ تھا، قرآن شریف اپنے ہاتھ سے لکھے، قاری بھی تھے اور صوفی بھی، معلم بھی تھے اور شیخ بھی، اتباع سنت بڑے پابند تھے، نماز باجماعت کبھی قضا نہ کی، مرنے سے پہلے جب اٹھنے بیٹھنے سے معذور ہو گئے تو تیمم سے نماز ادا کی، فرزندوں اور مریدوں کو بلا کر کہا کہ تلقین و تعلیم ہی میں عمر گذری اب آخری وقت ہے، سب بیٹھ کر تھوڑا تھوڑا قرآن شریف بلند آواز سے پڑھیں، مجھ پر ایک سفید چادر سر سے پاؤں تک ڈال دی جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا پھر آپ نے فرمایا کہ تلاوت شروع کرو۔

من بہ خدائے خود مشغول می شوم"

میں اپنے اللہ کے ساتھ مشغول ہوتا ہوں۔"

چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق سب قراء باری باری سے تلاوت کرتے گئے، تھوڑی دیر کے بعد چادر پر ایک ہلکی سی حرکت محسوس ہوئی، دیکھا تو جان بحق تسلیم کر چکے تھے۔

قرآن کی تلاوت کے ساتھ انتقال

اللہ کا یہ بندہ جس نے بادشاہت ملنے کے باوجود آدابِ زندگی فراموش نہیں کی تھی اور ساری زندگی قرآن پڑھتے ہوئے گذاری تھی اس کا خاتمہ بھی بڑا مبارک ہوا۔

وہ کافی عرصہ سے بیمار تھا جمعہ کے دن درباری عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو وہ دیر

تک ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتا رہا پھر اس نے یہ آیت کریمہ پڑھی جس میں حضرت یوسفؑ کی دعا اللہ تعالیٰ نے نقل فرمائی ہے:

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ۔ (۱)

اے میرے پرودگار! تونے مجھے حکومت بھی دی، اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دیا اے آسمانوں اور زمین کے خالق! تو ہی میرا کارساز دنیا اور آخرت میں ہے مجھے دنیا سے اپنا فرماں بردار اٹھا اور مجھے صالحین میں جاملا۔"

پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑے ملک کی سلطنت دی، ہر قسم کی نعمت عطا کی اور ہر طرح سے نواز، میں ان تمام نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے مسلمان مارے اور نیکوں میں شامل کرے۔ اب تم لوگ جاؤ اور جمعہ کی تیاری کرو میں بھی یہاں ظہر ادا کرتا ہوں اور عصر تو کہیں اور ہو گی یہ کہہ کر عبادت میں مشغول ہو گئے، ظہر اور عصر کے درمیان انتقال ہو گیا۔

تلاوت کے ساتھ تجارت

قرأت کے چھٹے امام حمزہ بن اسمعیل الزیاتؒ کوفی روغن زیتون کے تاجر تھے اس لئے انہیں زیات کہا جاتا ہے، فارس کے قیدیوں کی اولاد میں سے تھے، اللہ پاک نے اس فارسی کو اپنی مقدس کتاب کی خدمت کے لیے قبول فرمالیا، نتیجہ یہ نکلا کہ سیدزادوں اور صاحبزادوں سے بڑھ کر عزت اور شہرت کے مستحق قرار پائے۔

ہر مہینے میں ۲۷ یا ۲۸ قرآن ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے، پڑھنے میں تصنع اور

(۱)سورہ یوسف: ۱۰۱

بناوٹ پسند نہ تھی خود فرمایا کرتے تھے کہ : جس طرح راستی کے بعد کجی اور سفیدی کے بعد برص ہے اسی طرح قرأت فصیحہ کے بعد قرأت نہیں لحن ہے۔

طبیعت میں غیرت اور استغناء تھی ، درس وتدریس اور عبادت وتلاوت کی مصروفیات کے ساتھ ساتھ کسب حلال کے لیے بھی کوشاں رہتے تھے اور وہ بھی اتنی مشقت کے ساتھ کہ کوفہ سے حلوان روغن زیتون لے جاتے تھے اور وہاں سے پنیر اور اخروٹ کوفہ لا کر بیچتے تھے، یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔

ہر گھر سے تلاوت کی آواز آتی ہے

ابو زنادؒ (تابعی) کہتے ہیں کہ میں سحری کے وقت گھر سے مسجد نبوی شریف جانے کے لیے نکلا تو جس گھر سے بھی میرا گزر ہوتا اسی میں سے قاری قرآن کی تلاوت کی آواز آرہی ہوتی تھی اور یہ وقت اتنا نمایا تھا کہ جب ہم نوجوان احباب کو تہجد کے وقت کسی ضروری کام کے لیے اکٹھا ہونا ہوتا تو اس کے لیے وقت کا یوں تعین کیا کرتے تھے کہ ہمارے وعدے کا وقت وہ ہے جس میں قراء قیام کرتے ہیں اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں یعنی تہجد کے ایسے وقت میں ہم فلاں جگہ اکٹھے ہوں گے سبحان اللہ۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو گدی کے چت لیٹا ہوا ہے اور ایک دوسرا شخص اس کے سرہانے کھڑا ہوا ہے جس کے ہاتھوں میں مٹھی بھر پتھر یا ایک چٹان ہے اور وہ اس کے ذریعے لیٹے ہوئے آدمی کے سر کو کچلے جا رہا ہے وہ پتھر لڑھک دور چلا جاتا ہے تو یہ دوسرا آدمی اس کو اٹھانے کے لیے چلا جاتا ہے واپس آتا ہے تو اس لیٹے ہوئے شخص کا سر جوں کا توں اور پہلے کی طرح ہو چکا ہوتا ہے، اس کے ساتھ پھر وہی معاملہ کرتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قضیے کے متعلق جبرائیل امین سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے آپ کو بتایا گیا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ پاک نے قرآن کی دولت دی تھی مگر وہ رات تو قرآن سے

غافل ہو کر سویا رہتا اور دن کو اس کے موافق عمل نہ کرتا تھا تو اس کے ساتھ قیامت تک یہی معاملہ ہوتا رہے گا خدا کی پناہ۔

فَإِذَا رَجُلٌ مُضْطَجِعٌ، وَرَجُلٌ آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ، وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ عَلَى رَأْسِهِ، فَيَفْلَقُ رَأْسَهُ، فَيَتَدَحْرَجُ الْحَجَرُ، فَيَتْبَعُهُ، فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ، فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى...(۱)

شاعر اقبالؒ اور عشق قرآن

علامہ اقبال فطری شاعر تھے، ان کی ابتدائی شاعری تو عام شعراء جیسی ہی تھی لیکن بتدریج ان کے خیالات میں پختگی پیدا ہوگئی اور وہ خالص اسلامی اور انقلابی شاعر بن گئے، قرآن مجید سے خاص تعلق تھا، ان کے بہت سارے اشعار قرآنی آیات کے مفہوم پر مشتمل ہیں، انہوں نے اپنی عمر کے کسی حصے میں بھی سحر خیزی اور تلاوت کرنی نہیں چھوڑی، حتیٰ کہ انگلستان کے قیام کے دوران بھی جہاں سحر خیزی اور دیونگی مترادف شمار کیے جاتے ہیں، وہاں بھی اقبال نے بوقت سحر تلاوت کا معمول جاری رکھا۔

زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیری کی تیزی

کلام سے صاحب کلام کی عظمت کا پتہ چلتا ہے

''مخفی'' زیب النساء کا تخلص تھا، یہ عظیم مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی پہلی بیٹی تھی، عالمہ، فاضلہ اور حافظ قرآن تھی، مغلیہ دور حکومت کی پہلی صاحب دیوان شاعرہ فارسی ادب میں ماہر تھی، اس کا دیوان ''دیوان مخفی'' کے نام سے موجود ہے،، ایران کے ایک شہزادے نے فارسی زبان میں ایک مصرعہ تیار کیا۔

(۱) صحیح بخاری، حدیث: ۱۳۸۶

''درابلق کسے کم دیدہ موجود'' (ابلق موتی نایاب ہوتا ہے)

شہزادے نے دوسرے مصرعہ کے لیے اعلان کروایا کہ جو شخص دوسرا مصرعہ پیش کرے گا، اسے انعام واکرام سے نوازا جائے گا، ایران کی گونج ہندوستان کے اصحاب ادب تک پہنچی، ممکن ہے ادباء وشعراء نے طبع آزمائی کی ہو لیکن حق ادا نا ہوا ہو، شہزادی زیب النساء ''مخفی'' نے اس مصرعہ پر گرہ لگائی کہ

''مگر اشکِ بتان سرمہ آلود'' (مگر محبوب کی سرمگی آنکھ سے ٹپکا ہوا آنسو)

شعر مکمل ہوگیا: درابلق کس کم دیدہ موجود مگر اشکِ بتان سرمہ آلود

''مخفی'' کی گرہ نے شعر کا حسن دوبالا کر دیا، شہزادے نے شعر دیکھا تو شاعر کو دیکھنے کا اشتیاق ہوا، پیغام بھیجا کہ جس نے گرہ لگائی ہے اسے میرے پاس لایا جائے، میں اسے انعام واکرام سے نوازنا چاہتا ہوں، بادشاہ وقت بھی یہ پیغام سن کر پریشان ہوگیا کہ باپردہ بیٹی کو غیر مرد کے سامنے کیسے بھیجوں، سمجھدار بیٹی نے اس کا حل بھی ایک مکمل شعر کی شکل میں پیش کر دیا، اور کہا کہ میرا یہ شعر اس ایرانی شہزادے تک پہنچا دو وہ خود سمجھ جائے گا: درسخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

(میں اپنے کلام میں ایسے ہی پوشیدہ ہوں، جیسے پھول کی خوشبو اس کی پتیوں میں پوشیدہ ہوتی ہے۔

جو کوئی مجھے دیکھنا چاہے اسے چاہیے کہ میرا کلام پڑھ لے، مجھے دیکھ لے گا) گفتگو شخصیت کی آئینہ دار ہوتی ہے، اسی طرح اللہ کی محبت رکھنے والا اگر اللہ کو دیکھنا چاہے تو وہ اللہ کے کلام کو دیکھے اور اس میں اس کو اللہ تعالیٰ کا جمال اور اس کا کمال نظر آئے گا۔

تم آیات شفا سے کہاں غافل ہو

شیخ ابوالقاسم قشیری نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان سے فرمایا کیا بات ہے میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں عرض کیا

میں میرا بیٹا بیمار ہے اور اس کی بہت بری حالت ہوگئی ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم آیات شفا سے کہاں غافل ہو (یعنی کیوں غافل ہو)

"ویشفي صدور قوم مؤمنين وشفاء لما في الصدور فيه شفاء للناس ان في ذلك لايه لقوم يتفكرون وننزل من القران ما هو شفاء ورحمه للمؤمنين واذا مرضت فهو يشفين قل هو للذين امنوا هدی وشفاء"

شیخ موصوف نے تین مرتبہ یہ آیات پڑھ کر بچے پر دم کیا تو بحکم خداوندی وہ بالکل تندرست ہوگیا حبشہ کے شہنشاہ نجاشی کے دربار میں جب حضرت جعفر طیارؓ نے سورہ مریم کی آیات تلاوت فرمائی تو نجاشی پر رقت طاری ہوگئی۔

قرآن کی لذت میں آپریشن کا پتہ نہ چلا

قرآن کریم ایک عظیم نعمت خداوندی اور نسخہ کیمیا ہے کہ جو جسموں کا علاج بھی کرتا ہے اور روحوں کا بھی علاج بھی، قرآن ایسی کتاب ہے کہ جس کے پڑھنے سے دل اکتاتا نہیں، طبیعت بیزار نہیں ہوتی، ایک ختم کرنے کے بعد پھر دوبارہ پڑھنے کا دل کہتا ہے اور ہر مرتبہ حلاوت اور چاشنی نصیب ہوتی ہے، ایک پاکستانی پائلٹ کو گردے میں اکثر درد رہا کرتا تھا، ڈاکٹروں نے بار بار آپریشن کا مشورہ دیا مگر وہ ملک پر جنگ کے بادل دیکھ کر آپریشن سے بچتا رہا کہ ۶؍دسمبر ۱۹۶۵ء میں ہندوستان و پاکستان کی جنگ ہورہی تھی، فضائیہ کے عملے کو معلوم تھا کہ فلاں پائلٹ درد گردہ سے بے حال ہوجاتا ہے اسے غیر یقینی پائلٹ کے ساتھ جنگ کے دوران کوئی بھی شخص navigator بننے کو تیار نہ تھا، اس کے جذبہ کو دیکھ کر ایک نوجوان تیار ہوگیا اور یہ بمباری کرنے جاتا رہا درد گردہ سے بچنے کے لئے پرواز سے پہلے اور دوران واپسی پر وہ قرآن مجید کی یہ آیت پڑھتا رہا۔ "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" سترہ روزہ جنگ کے دوران اسے

ایک مرتبہ بھی گردہ میں تکلیف نہ ہوئی اور جب امن چین ہوگیا تو اس کا آپریشن ہوا، دونوں گردوں میں سے اُنیس پتھریاں نکالی گئیں، ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ اُنیس پتھریوں والے گردے ناکارہ ہوجاتے ہیں اوراس کے لئے کوئی بھی جسمانی مشق کرنا ناممکن ہوتا ہے۔اللہ کے کلام کی شفائی برکت سے یہ شخص دوسروں سے زیادہ سرگرم رہا اوراس کی کارگزاری تندرست ساتھیوں سے کم نہ رہی۔

امریکہ کی فلم کمپنی کے مالک پر قران کا اثر

حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدیرہ نے کسی اخبار کے حوالے سے بیان فرمایا تھا کہ امریکہ میں ایک فلم کمپنی کے مالک کو نماز کی فلم لینے کا شوق ہوا تو اس نے چند عرب والوں سے جو امریکہ میں تھے اپنا خیال ظاہر کیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں جو خوش الحان موذن ہو اور قاری ہو اس کو لائے اور دس پندرہ مقتدی بھی ساتھ ہوں میں نماز کی فلم لوں گا چنانچہ عشاء کے وقت یہ سب فلم کمپنی میں ائے موذن نے اذان دی تو کمپنی کے مالک پر اس کا بڑا اثر ہوا پھر نماز شروع ہوئی قاری کی قرات سن کر زاروقطار رونے لگا نماز ختم ہوئی تو فلم کمپنی کے مالک نے امام صاحب سے کہا مجھے مسلمان کرلو انہوں نے غسل کرا کر اسے کلمہ پڑھایا اور اسے مسلمان کرلیا اس نے کہا کہ آپ ایک دو گھنٹہ روزانہ مجھے قرآن اور تعلیمات اسلام کا سبق دے دیا کیجیے۔

عشق قرآن کے فوائد وثمرات

جس کا کلام اللہ سے سچا تعلق ہوجاتا ہے اسے پھر کسی دوسرے کام اور کلام میں مزہ نہیں آتا اس زبان تلاوت کے لیے اور اس کا دل ودماغ اس کے معانی میں غور وتدبر کے لیے وقف ہوجاتا ہے گویا : ؎ اِسے چھٹی نہ ملی جسے سبق یاد ہوا

قرآن کریم کے عاشقوں میں ایسے خوش قسمت حضرات بھی تھے جنہوں نے اپنی

پوری زندگی میں سترہ ہزار سے ہزار سے ساٹھ ہزار دفعہ تک قرآن مجید ختم کیا۔
رات کو بستر پر لیٹتے تو ایک آیت کے اسرار و دقائق میں غور فکر کرتے ہوئے پوری گزار دیتے۔

قرآن کریم کے خادموں کی عمریں طویل ہوئی ہیں۔ پھر کمال یہ کہ وہ زندگی کے آخرت لمحات تک خدمت قرآن میں مصروف رہتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ ان میں آپ کو سو سال کی عمر میں درس تدیس کرنے والے بھی ملیں گے۔

حضرت عمرؓ کا وہ دور جسے قرآن کریم میں ''ارذل العمر'' کہا گیا ہے جس سے حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے پناہ مانگی ہے یعنی وہ دور جب انسان ہوش وحواس اور عقل وخرد کھو بیٹھتا ہے اور بچوں جیسی حرکتیں کرنے لگتا ہے، اس دور سے اللہ تعالیٰ اپنی کتابِ مقدس کے سچے خادموں کو بچا لیتا ہے اور وہ آخر وقت تک ہشاش بشاش رہتے ہیں

جو لوگ زندگی بھر اخلاص کے ساتھ قرآن کریم پڑھتے پڑھاتے رہتے ہیں نزع کی حالت میں ان کی زبانوں پر قرآنی آیات جاری ہو جاتی ہیں۔

تزکیہ وتصوف کی ساری بنیاد اس پر ہے کہ سالک کے دل سے عجب اور خواہش نفسانی کو نکال دیا جائے اور مجاہدات سے اس کے دل میں یقین پیدا کر دیا جائے، صوفیاء کرام کا دعویٰ ہے کہ یہ تینوں باتیں قرآن کریم کی تلاوت، حفظ اور اس کے معانی میں غور فکر سے حاصل ہو سکتی ہیں، وصول حق کے لیے اس سے زیادہ مختصر اور یقینی راہ نہیں ہو سکتی۔

حضرت نظام الدین سلطان المشائخ ؒ سے مولانا فخر الدین ؒ نے سوال کیا کہ کلام اللہ میں مشغول بہتر ہے یا ذکر میں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''ذکر سے وصول جلد ہوتا ہے مگر ساتھ ہی خوف زوال بھی لگا رہتے، تلاوت میں وصول دیر سے ہوتا ہے مگر زوال کا خوف نہیں ہے۔

خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے چار چیزیں ملتی ہیں:

اس کے نامہ اعمال میں دو ثواب لکھے جاتے ہیں

دس برائیاں دور ہوتی ہے۔

آنکھ کی روشنی زیادہ ہوتی ہے۔

وہ آنکھ کبھی دنیا کی مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتی۔

قرآن کے سچے خادموں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، وہ صاحب قرآن سے قرآن کا واسطہ دے کر دعا کرتے ہیں تو توان پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی بارش برسنے لگتی ہے

عشاق قرآن کے حالات پڑھنے سے قرآن شریف کی عظمت کھلتی ہے اور واقعی یقین آجاتا ہے کہ دنیا میں قرآن سے بڑی نعمت کوئی نہیں، کہا جاتا ہے کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، اگر یہ سچ ہے تو یہ بھی سچ ہے کہ انسان کو دیکھ کر انسان بنتا ہے، اور سب سے اعلیٰ انسان وہی ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں قرآن میں کھپا دیں، ان کا اوڑھنا بچھونا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا سب قرآن تھا، صاحب قرآن نے انہیں خدمت قرآن کے لیے ایسا قبول فرمایا کہ سوائے قرآن کے ان کے دل سے ہر خیال نکل گیا۔

قرآن تو خیر معجزہ ہے ہی خود عشاق قرآن کا قرآن میں استغراق اور ان کا کردار بھی زندہ معجزہ ہوتا ہے اور ان معجزہ کو دیکھنے والے متاثر ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتے ۔۔۔۔ باعمل قاریوں، حافظوں اور عالموں کی زندگیوں اور حالات کے مطالعہ نے نہ معلوم کتنوں کی زندگیوں کو حافظ قرآن بنا دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان قول سے زیادہ عمل سے اور گفتار سے زیادہ کردار سے متاثر ہوتا ہے۔

زیادہ ختموں کی حقیقت اور ان کا کرامتوں سے متعلق ہونا

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:
بندہ نے جب یہ رسالہ (فضائل رمضان) لکھا تھا اس وقت میں نے اپنے دوستوں سے (رمضان میں ان کے قرآن پاک پڑھنے کے معمولات لکھنے کی) فرمائش کی تھی تو متعدد کے جوابات (پورے رمضان المبارک میں) ساٹھ (۶۰) سے لے کر پینسٹھ (۶۵) (تک پڑھنے) کے آئے تھے، جن میں ایک عزیز مولانا انعام الحسن بھی تھے اور میرے والد صاحبؒ تو قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد سے چھ ماہ تک ایک قرآن پاک روزانہ پڑھا کرتے تھے۔۔۔ محمد زکریا عفی عنہ ۱۷ر رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ۔(۱)

اس کے روزانہ چار، چھ، آٹھ یا پندرہ ختم کی جوبات ذکر گئی ہے۔ یا مغرب اور عشاء کے درمیان مختصر وقت میں ختم کا جو ذکر آیا ہے، یا اس طرح کی ناقابل تصور جوبات بیان ہوتی ہے وہ عام انسان کے بس میں نہیں ہے، عام حالات میں محال ہے۔لیکن اگر اس کو ان بزرگوں کی کرامتوں پر محمول کیا جائے تو اشکال دور ہو جاتا ہے، اس لیے کہ کرامت کہتے ہی ہیں اللہ کی طرف سے عطا کردہ اس عزت اور توفیق کو جو انسان کی عقل میں نہیں آتی، اس میں درحقیقت اللہ کی قدرت کام کرتی ہے، اس لیے ان واقعات کا انکار قدرت الٰہی کے انکار کے مرادف ہو جاتا ہے، آدمی خود کوئی نہ کر سکے تو دوسروں کے بارے میں بھی یہ تصور کرنے لگتا ہے کہ یہ کام تو ہو نہیں سکتا، یہ کوئی عقل مندانہ تصور نہیں ہے، کتنی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہی خود تھوڑی ہمت سے کام لیتا ہے تو اپنے تصور اور توقع کے خلاف کر لیتا ہے اور ان کا ذاتی تجربہ اس کے امکان کی تصدیق

(۱) کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات ص ۱۹۳ از مولانا محمد شاہد سہارنپوری مدظلہ

کرتا ہے۔!

تعلق مع اللہ سے روحانیت کا جسمانیت پر غالب

اللہ سے تعلق جب بڑھ جاتا ہے اور روحانیت غالب ہوجاتی ہے تو مختصر اوقات میں اتنے کام ہوجاتے ہیں کہ لوگ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

ہمارے متعدد علماء کی کم عمری اور نہایت مشغولیت کے باوجود تصنیفات کی کثرت زمانے کو آج تک متحیر کیے ہوئے ہے، بہت سے علماء کے نام بطور مثال پیش کر سکتے ہیں؛ لیکن اس کا یہ محل نہیں۔

تو جب علمی معاملات میں یہ بات ہوسکتی ہے تو عبادت کے معاملے میں ایسا کیوں نہیں ہوسکتا، وہاں تو اور زیادہ حیرت انگیز معاملات ہونے چاہیے جیسا کہ ہوتے ہیں، اس لیے کہ ان حالات میں اس صاحب دن کا بندوں سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا، تو اللہ کی قدرت اپنا کام کرتی ہے اور توفیق خاص اس کے شامل حال ہوجاتی ہے۔

اس سلسلہ میں علماء ومحدثین کی تصریحات

چناں چہ مشہور محدث شیخ محمد بن سلیمان المغربی نے جب شیخ ابوعبداللہ محمد بن الواور غتی التادلی کے مغرب وعشاء کے درمیان ختم کرنے کا ذکر کیا اور ان کے کچھ عجیب احوال بیان کیے تو اخیر میں یہی لکھا کہ ان باتوں کا تعلق کراماتِ اولیاء سے ہے۔(۱)

قسطلانی نے ارشاد الساری میں نقل کیا ہے کہ شیخ نجم الدین اصبہانی نے ایک یمنی شخص کو دیکھا کہ ایک شوط یا ایک طواف میں اس نے پورا قرآن پڑھا، پھر لکھتے ہیں، یہ فیض ربانی اور مدد رحمانی کے بغیر آسانی نہیں۔

اس کو نقل کرکے مناوی لکھتے ہیں کہ بعض ثقہ حضرات نے مجھ سے بیان کیا

(۱) فیض القدیر للمناوی: ۸۷۔۲

ہمارے شیخ عارف باللہ شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے مغرب اور عشاء کے درمیان دو ختم کیے، پھر میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنی کتاب الاخلاق میں ذکر کیا ہے کہ جس کی روحانیت جسمانیت پر غالب ہو وہ ایک دن اور رات میں کئی کئی ختم کرسکتا ہے یہ مقام ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتا، شدید ورع اور کثیر طاعات کی اس کے لیے ضرورت ہوتی ہے، جو اس بات پر نظر رکھے وہ اس راز کو سمجھ سکتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو ترتیل یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا کیوں حکم دیا گیا؟ بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کی روحانیت جسمانیت پر پوری غالب تھی، اگر آپ پڑھتے تو کوئی آپ کے برابر نہیں ہوسکتا تھا کہ الفاظ روحانیت میں ڈھل جاتے، شیخ علی مرصفی نے بتایا کہ انہوں نے اپنے سلوک کے دنوں میں ایک رات اور دن میں تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم کیے، ہمارے شیخ شیخ الاسلام زکریا انصاری اسی مقام پر تھے جب وہ پڑھتے تو ہم ان کا ساتھ نہیں دے سکتے تھے، اور یہی حال شیخ نور الدین شولی کا تھا، اس لیے کہ ان دونوں حضرات کی روحانیت ان کی جسمانی پر پوری طرح غالب تھی۔(۱)

شیخ عبد القادر عیدروس نے بھی روحانیت کے غلبے کے ساتھ ختم کے بعض واقعات نقل کیے ہیں، فرماتے ہیں: شیخ ابو العباس احمد بن علی المزجانی الحنفی کو پتا چلا کہ ان کے پڑوس میں ایک بنکر ہے جو طلوع شمس سے ظہر تک ساٹھ ختم کرلیتا ہے، شیخ کو بڑی حیرت ہوئی کہ ہمارے بغل میں ایسا شخص رہتا ہے جس کی روحانیت اتنی بڑھی ہوئی ہے اور ہمیں اس کی خبر نہیں۔ شیخ اس سے ملنے گئے اور اس سے معاملہ دریافت کیا، اس نے تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ جی ہاں ہر دن ساٹھ ختم کرلیتا ہوں، شیخ نے کہا اچھا ہم اور آپ دونوں شروع کرتے ہیں کہ فلاں وقت کتنا کون پڑھتا ہے؟ جب وقت ختم ہوا تو بنکر نے کہا کہ آج شیخ کی برکت سے مزید چھ ختم ہوئے، شیخ نے کہا میں نے سو

(۱) النور السافر ص: ۳۴۷۔۳۴۸

ختم ختم مکمل کیے۔

اس کو نقل کر کے شیخ عیدروس لکھتے ہیں :ان باتوں کا تعلق عادت اور وقت کی برکت سے ہے۔

فرغانی نے ابن الفارس کی تائیہ میں اس سے بھی بڑھ کر چیزیں بیان کی ہیں، وہ یں دیکھنا چاہیے۔(۱)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ نے مولانا شاہ اسماعیل شہید کے عصر ومغرب کے درمیان قرآن مجید ختم کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: یہ وقت کی برکت بطور کرامت تھی جو اولیاء اللہ کو نصیب ہوتی ہے۔(۲)

روحانیت کے غلبے کی وجہ سے اس طرح کی کرامتوں کا سلسلہ صحابہ ہی سے شروع ہوا، حضرت علیؓ کی روحانیت بہت بڑی ہوئی تھی، ان کے بارے میں بھی بعض نے نقل کیا ہے کہ وہ روزانہ آٹھ ختم کرتے تھے۔(۳)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ کی تحقیق یہ ہے کہ وقت کا ایک تو طول ہوتا ہے، جس کو سب جانتے ہیں، یہ گھنٹے منٹ اس طول کا نام ہیں، اسی طرح وقت میں ایک عرض (چوڑائی) بھی ہوتی ہے، جو عام نظروں کو نظر نہیں آتی، یہ بزرگ وقت کے اس عرض میں بڑے بڑے کام کر لیتے ہیں۔(۴)

---

(۱) النور السافر :۳۴۸۔

(۲) مجالس حکیم الامت :۱۸۷

(۳) اقامۃ الحجۃ للشیخ عبد الحی لکھنوی :۶۴

(۴) مجالس حکیم الامت :۲۳۰

حکمرانوں کا قرآن سے تعلق

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی تلاوت کے وقت کیفیت

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جنہیں خلیفہ راشد بھی کہا جاتا ہے، انتہائی خوف خدا رکھنے والے انسان تھے، حکومت اور سلطنت دلوں کو سخت اور مواخذہ سے بے خوف بنادیتی ہے لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دل کو اس نے خشیتِ الٰہی سے لبریز کردیا تھا۔

قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے ان پر عجب کیفیت طاری ہوجاتی تھی خصوصاً ایسی آیات جن میں قیامت کے مناظر اور اخروی محاسبہ کا ذکر ہوتا، پڑھ کر بے حال ہو جاتے، ایک شب یہ آیت پڑھی :"

"يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ، وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ"(۱)

جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی مثل ہوں گے اور پہاڑ دھنکی ہوئی اون کے مثل ہوں گے۔

پڑھتے ہی زور سے چیخا "واسئو صباحا" اور اچھل کر اس طرح ساکن ہوگئے کہ معلوم ہوتا تھا ختم ہوگئے ہیں پھر ہوش میں آگئے۔

ایک دن نماز میں یہ آیت پڑھی :"وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ"(۲) انہیں ذرا روکو، ان سے باز پرس کی جائے گی۔"

تو اتنے متأثر ہوئے کہ اسی کو بار بار دہراتے رہے اور اس سے آگے نہ بڑھ سکے، انتقال کے وقت بھی قرآن کریم کی تلاوت کررہے تھے اور یہ آیت زبان پر تھی۔

"تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ

---

(۱)سورۃ القارعہ :۴۔۵۔

(۲)سورہ الصفت،۲۴

وَلَا فَسَادًاؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔"(۱)

یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے بناتے ہیں جو زمین میں نہ برتری چاہتے ہیں اور نہ فساد کرتے ہیں اور عاقبت پرہیزگاروں کے لیے ہے۔"(۲)

سُلیم بن عتر کا عمل

سُلیم بن عتر جو بڑے تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں۔حضرت عمر کے زمانہ میں فتح مصر میں شریک تھے اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ خلافت میں مصر کے قاضی تھے ان کا معمول تھا کہ ہر رات کو تین ختم قرآن شریف کے کرتے تھے، بلکہ منقول ہے کہ بعض اوقات ایک ہی رات میں چار مرتبہ بھی قرآن مجید ختم فرمالیا کرتے تھے۔(اس کو ابوعمر کندی نے اپنی کتاب قضاۃ المصر میں ذکر کیا ہے)۔(۳)

سلطان ابراہیم غزنوی

سلطان ابراہیم غزنوی بن سلطان مسعود بن سلطان محمود غزنوی، یہ نہایت نیک اور بہادر تھے۔خوش نویسی میں بھی کمال رکھتے تھے، ہر سال اپنے ہاتھ سے دو دو قرآن پاک لکھتے تھے، ایک مدینہ منورہ بھیجتے اور دوسرا مکہ معظّمہ، تقریباً چالیس برس انہوں نے حکومت کی۔ ۴۹۲ھ میں وفات پائی۔(۴)

سلطان ناصر الدین محمود

سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان التمش بادشاہ دہلی، یہ فرشتہ سیرت بادشاہ اپنی

---

(۱) سورہ قصص، ۸۳

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۱: ۱۰۵/

(۳) اقامۃ الحجۃ علی انّ الاکثارَ فی التعبُّدِ لیس ببدعۃ للعلامہ عبدالحی اللکھنوی ص،۹۹

(۴) اردو ترجمہ نزہۃ الخواطر

فرصت کے اوقات کتابتِ کلام پاک میں صرف کرتا تھا، جب سلطان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن پاک کے نسخوں کو ہدئی کرنے کے لئے بازار میں بھیجا جاتا تو کاتب کانام خریدار سے پوشیدہ رکھا جاتا تھا کہ ایسا نہ ہوکہ کوئی شخص زیادہ قیمت دے کر خریدنے کی کوشش کرے۔

''طبقات اکبریٰ'' میں ہے کہ سلطان ایک سال میں کلام پاک کے دو نسخے تیار کرلیتا تھا۔سلطان کے انتقال کے تقریباً سو سال بعد تک یہ نسخے دہلی میں موجود تھے۔

ظہیر الدین بابر

بابر بادشاہ ایک عمدہ خطاط بھی تھے ان کا خط خط بابری کہلاتا ہے۔تیموریوں کی یہ عام رسم تھی کہ قرآن پاک اپنے ہاتھ سے لکھ کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھیج دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بابر کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن پاک وہاں نذر کیا۔

سلطان محی الدین اورنگزیب عالمگیرؒ

یہ درویش صفت اور ولی سرشت بادشاہ قرآن پاک کا بلند پایہ خطاب تھا۔''مراۃ العالم'' میں ہے کہ انہوں حاجی قاسم تلمیذ فتح اللہ شیرازی سے خط نسخ تعلم حاصل کی۔''مآثر عالمگیری'' میں ہے کہ انہوں نے دو قرآن پاک مطلا ومذہب تحریر فرما کر حرمین شریفین ارسال کئے۔''''بزم تیموریہ'' میں ہے کہ ان کا ایک قلمی قرآن پاک سلطان ٹیپوشہید کے علمی خزنہ کا گوہر نایاب تھا۔ جو اعلیٰ خطاطی کے علاوہ بہترین جلد بند کا بھی نمونہ تھا۔ جس کی آرائش پر ۹۰ ہزار روپیہ صرف ہوا تھا۔ یہ نسخہ اب انڈیا آفس لائبریری لندن میں محفوظ ہے۔

۹۲ سال کی عمر میں اس بادشاہ خدا آگاہ نے ۲۸ ذی القعدہ ۱۱۱۸ھ مطابق

۲۱فروری ۱۷۱۷ کو وفات پائی ۔حضرت شاہ زین الدین چشتی دولت آبادی قدس سرہ کے جوار میں حسب وصیت سپرد خاک ہوئے

خلیفہ ولید بن عبد الملک اور ان کی تلاوت

خلیفہ ولید بن عبد الملک (ت ۹۶: ھ)اس کا دور کثرت فتوحات میں نمایاں ہے، وہ تعمیرات کا بڑا شوقین تھااور اسی میں اس کی شہرت ہے،مگر اس کے باوجود اس کے بارے میں مروی ہے کہ تین راتوں میں ایک ختم کرتا تھااور رمضان میں اس نے سترہ ختم کیے ۔(۱)

خلیفہ مامون اور ان کا ذوق تلاوت

خلیفہ مامون (ت :۲۱۸) حافظ قرآن تھا،ایک مرتبہ رمضان میں اس نے تیس ختم کیے ۔(۲)

احمد بن عمار البصری اور ان کا ذوق تلات

احمد بن عمار البصری (ت:۲۳۸) عباسی خلیفہ معتصم کے وزیر تھے،وہ ہر تین راتوں میں ایک ختم کرتے تھے ۔(۳)

ابو بکر بن محمد علی البغدادی اور ان کا ذوق تلاوت

ابو بکر بن محمد بن علی البغدادی المادرائی (ت :۳۴۵) حاکم مصر احمد بن طولون کے بیٹے خمارویہ کے وزیر تھے ۔نماز روزہ،حج اور صدقہ وخیرات کے معاملے میں بھی

(۱)سیر اعلام النبلاء:۴/۳۴۷

(۲) تاریخ بغداد :۱۰/۱۹۰

(۳)سیر اعلام النبلاء :۱۱/۱۶۵

بے نظیر تھے۔روزانہ دن رات میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔(۱)

حسین بن علی نیساپوری

حسین بن علی بن معروف بہ حسینک التمیمی النیسابوری امام الائمہ ابن خدیمہ کے خاص پروردہ تھے، صاحب ثروت گھرانے سے ان کا تعلق تھا، لیکن اس کے ساتھ عبادت کا بھی عجیب حال تھا، امام حاکم جوان شاگرد ہیں فرماتے ہیں: میں تقریباً تیس سال سفروحضر میں ان کے ساتھ رہا ہوں، گرمی ہو یا سردی، کبھی صلاۃ اللیل فوت ہوتے نہیں دیکھا، وہ ہر رات ایک منزل قرآن پڑھتے تھے، کبھی ناغہ نہیں ہوتا تھا۔(۲)

ابوالبرکات الدمشقی اوران کاذوق تلاوت

ابوالبرکات ھبۃ اللہ بن محفوظ الدمشقی الشافعی بڑے رئیس تھے، رمضان میں تیس ختم کرتے تھے۔

امیر ختلع بن کنتکین البغدادی اوران کاذوق تلاوت

ختلع بن کنتکین البغدادی بڑے بہادر اور بارعب امیر تھے، امیرالحاج تھے، دینی کاموں اورعبادت میں بھی ممتاز تھے، روزانہ ایک قرآن ختم کرتے تھے۔(۳)

قاضی فاضل اوران کاذوق تلاوت

قاضی فاضل: عبدالرحیم بن علی اللخمی المصری العسقلانی مشہور امام الادباء، ادب میں ان کی کوئی نظیر نہیں تھی، سلطان الدین ایوبی کے وزیر اور سکریڑی تھے، اس کے

(۱) سیر اعلام النبلاء: ۱۵/ ۴۵۲

(۲) تاریخ نیسابور: ۲۳۳

(۳) ذیل طبقات الحنابلۃ: ۲/ ۴۴۲

ساتھ تقویٰ، طہارت اور تدین میں بھی ممتاز تھے، صاحب اوراد تھے، روزانہ ایک قرآن ختم کرتے تھے اور مزید کچھ پڑھتے تھے۔(۱)

علی بن الخطاب الواسطی اور ان کا ذوق تلاوت

علی بن الخطاب الواسطی فقہ واصول کے ماہر اور خلیفہ مستنصر باللہ کے درباریوں میں تھے، نابینا تھے، رمضان میں نوے ختم کرتے تھے اور دوسرے دنوں میں روزانہ ایک ختم کرتے تھے۔(۲)

ابراہیم بن أبی الوفاء الأرمنازی اور ان کا ذوق تلاوت

ابراہیم بن أبی الوفاء الأرمنازی الشافعی مشہور عالم تھے، حکومت کے کاموں سے وابستہ تھے، اس کے ساتھ ساتھ روزانہ ایک قرآن ختم کرتے تھے اور کام نہ ہوتا تو ڈیڑھ ختم کرتے تھے۔ حج کے سفر میں آتے جاتے اور مصر میں دو مہینے اقامت کے دوران میں انہوں نے تین سو پچاس ختم کیے۔(۳)

آصف خان گجراتی اور ان کا ذوق تلاوت

آصف خان گجراتی جو بہادر شاہ گجراتی کے عہد میں گجرات کے وزیر اعظم تھے، ایک طویل عرصہ انہوں نے حرم شریف میں گزارا تھا اور اپنے علم وعمل سے علمائے حرم پر بڑا اثر ڈالا تھا، وہ ان کے نہایت قدرداں اور ثنا خواں تھے، علامہ ابن حجر ہیتمی جو اُس وقت مکہ مکرمہ کے شیخ اور سب سے بڑے فقیہ اور محدث تھے۔ انہوں نے ان کے احوال پر

---

(۱) طبقات الشافعیہ الکبریٰ: ۷/ ۱۶۷

(۲) طبقات الشافعیہ الکبریٰ ۸/ ۲۹۴

(۳) الکواکب السائرۃ: ۱/ ۱۰۶

ایک کتاب لکھی ہے، اس کا نام ہے ''ریاض الرضوان فی مآثر المسند العالی آصف خان'' اس میں وہ لکھتے ہیں : مکہ مکرمہ میں کوئی امیر کیا، کوئی عالم بھی ان سے عبادت گزار نہیں آیا۔ پھر انہوں نے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کی تہجد بہت طویل ہوتی تھی، وہ ہر رات تہجد میں نہایت فکر وتدبر اور خشوع وخضوع کے ساتھ ایک تہائی قرآن پڑھتے تھے، سفر وحضر میں بھی کبھی ناغہ نہ ہوتا تھا۔(۱)

(۱) دیکھئے ظفر الوالہ : ص : ۳۱۳

خواتین کا کثرتِ تلاوت

حضرت عائشہؓ کی تلاوت

عائشہؓ کو اللہ تعالیٰ نے جن علمی وعملی خصوصیات سے ممتاز کیا تھا تاہم ان ہی میں سے ایک قران حکیم کی تلاوت میں بھی ان کو ایک امتیاز حاصل تھا، وہ روزانہ اپنی چار پائی یا بستر پر بیٹھے ایک منزل قرآن پڑھا کرتی تھیں۔(۱)

حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہما

حفصہ بنت سیرینؒ نے بارہ برس کی عمر میں قرآن کریم کو مع اس کے معانی ومطالب کے حفظ کرلیا تھا۔

فن تجوید وقراءت میں بھی وہ مہارت رکھتی تھیں، ہشام راوی ہیں کہ جب کبھی ان کے بھائی محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہما کو قرآت کے بارے میں کوئی شبہ پڑ جاتا تو اپنے شاگردوں سے کہتے کہ جاؤ حفصہ سے پوچھو کہ وہ اسے کیسے پڑھتی ہیں؟ حفصہ رحمۃ اللہ علیہا ہر رات نصف قرآن پڑھا کرتی تھیں۔(۱)

شاہی محل میں ایک ہزار خادمات حافظہ وقاریہ

محمود خلجی والی مالوہ کے عہد میں شادی آباد ماندو علم وفضل کا مرکز تھا، تمام ملک گویا شیراز وسمرقند بن گیا تھا، اس لیے ایک مدرسہ اجین میں اور ایک سارنگ پور میں تعمیر کروایا، اس کے جانشین غیاث الدین علی نے بھی مدارس کو فروغ دیا، اس کے زمانے میں حفظ وقرات کا اتنا چرچا تھا کہ محل شاہی میں ایک ہزار خادمات حافظہ وقاریہ

---

(۱) فضائل القرآن لابی عبید، ص: ۹۴

تھیں، تو پھر شاہی بیگمات اور امراء کے خاندان کا کیا حال ہوگا۔(۱)

قاریہ بشیر النساء دختر حافظ بدرالاسلام عثمانی

حافظ قاریہ بشیر النساء نے ۱۲۸۵ھ میں تقریبا ۴۳ برس کی عمر میں بیوہ ہو جانے کے بعد قرآن پاک حفظ کیا، کچھ عرصہ تک پندرہ اور پھر دس پارے روزانہ صبح کی نماز کے بعد پڑھتی تھیں، پھر ایک منزل اور جب زیادہ ضعیف ہوگئیں تو تین سپارے پڑھتیں، حضرت قاری محی الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی پھوپھی ہیں، ان کا سبق یاد کرانا اور پچھلا سننا عرصہ تک موصوفہ نے اپنے ذمہ رکھا، ذرا غصہ زیادہ تھا، اس کے سوا عبادت وریاضت اور سخاوت میں ایک نشان تھیں، ۱۳۳۲ھ میں بعمر ۹۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔(۲)

شیخ الحدیثؒ کی دادی کا واقعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں: میری دادی صاحبہ نوراللہ مرقدہا حافظہ تھیں اور بہت اچھا یاد تھا، سال بھر کا معمول خانگی مشاغل کھانے پکانے کے علاوہ ایک منزل روزانہ کا تھا اور رمضان میں چالیس پارے روزانہ کا۔(۳)

مولانا رؤف الحسن کاندھلوی اور ان کی اہلیہ کا ذوق تلاوت

مولانا رؤف الحسن کاندھلویؒ مولانا الیاس کاندھلوی کے ماموں اور مولانا احتشام الحسن، مولانا اظہار الحسن اور مولانا افتخار الحسن کاندھلوی کے والد بزرگوار تھے، تلاوت کا ذوق وراثت میں پایا تھا۔ ایک دفعہ ۳۰ رمضان المبارک کی رات الم سے قل اعوذ برب

(۱) تذکرہ قاریان ہند ج ا ص: ۹۹

(۲) منظم مدارس بنات: ۸۴

(۳) آپ بیتی: ۱/۹۵ طبع جدید سہارنپور

الفلق تک ایک رکعت میں قل اعوذ برب الناس پڑھ کر سحر کے وقت اپنی والدہ یعنی امی بی سے یہ کہہ کر دو رکعت میں نے پڑھا دیں اٹھارہ آپ پڑھ لیں اور ان کی والدہ امی بی نے سارا قرآن کھڑے ہو کر سنا۔(۱)

اور ان کی اہلیہ نیازی بیگم جو مولانا رحمت اللہ کیرانوی ؒ کی بہن کی نواسی تھیں ، بانوے سال کی عمر میں روزانہ سات آٹھ پارے پڑھ لیتی تھیں ۔(۲)

مولانا محمد الیاس کاندھلوی ؒ کی والدہ اور ان کا ذوق تلاوت

حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی اور ان کے برادر خورد تبلیغی جماعت کے موسس اور عظیم داعی حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی ؒ کی نواسی تھیں، عجیب وغریب ولی صفت خاتون تھیں، بڑی جید حافظ تھیں، ایک منزل روزانہ بلا ناغہ تلاوت کرتی تھیں، اس کے علاوہ روزانہ کے معمولات یہ تھے: درود شریف پانچ ہزار، اسم ذات اللہ پانچ ہزار، بسم اللہ الرحمن الرحیم انیس سو مرتبہ، یا مغنی گیارہ سو، لاالہ الا اللہ بارہ سو، یاحی یا قیوم دوسو، وافوض امری الی اللہ ،سو، حسبنا اللہ ونعم الوکیل سو ، رب انی مغلوب فانتصر سو، رب انی مسنی الضر وانت ارحم الرحمین سو ، لا الہ الا اللہ سبحانک انی کنت من الظالمین'' سو مرتبہ رمضان میں کل چالیس ختم ہوتے تھے ۔(۳)

کیا مرد اور کیا عورتیں

حضرت عائشہؓ کے بھتیجے حضرت قاسمؒ فرماتے ہیں: میرا معمول تھا کہ میں صبح اٹھ کر اوّل اوّل حضرت عائشہؓ کے گھر میں حاضری دیتا اور انہیں جا کر سلام کرتا، ایک دن علی الصبح

---

(۱) اکابر کا رمضان : ۲۷

(۲) روایت مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی، جو ان کے پوتے ہیں۔

(۳) دیکھئے تذکرۃ الخلیل : ۸۵۔۹۶

میں نے حاضری دی تو وہ کھڑی نماز میں مصروف تھیں اور یہ آیت تلاوت کر رہی تھیں
''فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَ وَقَانَا عَذَابَ السَّمُوْمِ''۔
''سو اللہ نے ہم بڑا احسان کیا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا لیا۔''
وہ اس آیت کو بار بار دہراتی جاتی تھیں اور دعا اور گریہ بھی کر رہی تھیں، میں انتظار میں کھڑا رہا اور کھڑے کھڑے اکتا گئے اس لیئے اپنے کسی کام سے بازار روانہ ہو گیا۔ لوٹ کر آیا وہ اسی حال میں کھڑے نماز پڑھ رہی تھیں اور رو رہی تھیں۔(۱)

فائدہ: جب ایمان کی روح پرور ہوائیں چل رہی تھیں تو ذوق تلاوت اور شوق عبادت سے مرد محروم تھے اور نہ ہی عورتیں اس سعادت سے تہی دامن تھیں، کیا مرد اور کیا عورتیں سبھی ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے تھے، ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں نے گھروں کے ماحول بنادئے تھے، قرآن کی پرنور اور مقدس آوازوں سے درودیوار صبح وشام گونجتے تھے، چھوٹے بچوں کو دودھ کی شکل میں جسمانی غذا کے ساتھ ساتھ قرآن کی صورت میں روحانی غذا بھی مل جاتی تھی، بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ ادھر بچے نے دودھ پینا چھوڑا ادھر اسے قرآن کریم کا کچھ حصہ حفظ ہو چکا تھا۔

کہاں تو وہ مبارک دور تھا اور کہاں آج منحوس ماحول ہے جس میں بچوں کو ایسی ماؤں کا دودھ پینا پڑتا ہے جو موسیقی پر تھرکتی اور گانوں کی آواز پر طرب میں آتی ہیں، ان کے دن کا آغاز بھی موسیقی کی آوازوں سے ہوتا ہے اور اختتام بھی ڈھول ڈھمکے پر ہوتا ہے۔

حضرت علی میاں ندویؒ کی والدہ کا معمول

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی والدہ ماجدہ سید خیر النساء بہتر معمولات ان کی بیٹی لکھتی ہیں: والد صاحب کی وفات کے بعد ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہو گئیں، گرمی میں

(۱) صفۃ الصفوۃ لابن جوزیؒ: ۳۱/۲

ڈھائی بجے سے اور جاڑوں میں تین بجے سے اور رمضان شریف میں گرمی میں ایک بجے سے جاڑوں میں تین بجے سے اور رمضان شریف میں گرمی میں ایک بجے سے اور جاڑوں میں ڈیڑھ بجے سے تہجد کے لئے اٹھ بیٹھتی، اور بڑی لمبی لمبی سورتیں پڑھتی تھیں، مثلاً: سورۂ حدید، سورۂ واقعہ، سورہ رحمن، سورۂ ق، سورۂ دخان، سورۂ یسین شریف، سورۂ الم سجد، سورہ طور وغیرہ تہجد میں اس قدر روتی تھیں کہ آنسوؤں سے جانماز تر ہوجاتی تھی اور کبھی اپنے لئے، اپنی اولاد کے لئے دنیا کی خواہش نہیں کی، بس اللہ رسول کی محبت، دینی خوبیاں اور دینی خدمات کی توفیق، صبح چار بجے انگیٹھی جلا کر رکھ دیتی تھیں، نا خود نماز میں مصروف ہوجاتی تھیں، دوسرے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے تھے، نماز پڑھ کر سب کو جگانا شروع کر دیتی تھیں، جو اٹھنے میں تساہل کرتا تو بہت ناراض ہوتی تھیں، خود نماز پڑھ کر اسی جانماز پر اشراق تک بیٹھی رہتی تھیں اور تہجد کے بعد صبح کی نماز تک ''لاالہ الااللہ'' کی ضرب لگاتی تھیں، پھر صبح کی نماز کے بعد تسبیحات میں مشغول ہوجاتی تھیں، اشراق کی نماز پڑھ کر ناشتہ سے فارغ ہوکر کلام پاک کی تلاوت کرتیں اور کچھ گھر کے کام انجام دیتیں ۔۔۔۔آنکھوں کی روشنی ختم ہونے کے بعد تسبیح اور تلاوت کلام پاک ہی کام رہ گیا۔ اور ہر وقت یہ کھکا لگا رہتا تھا کہ نماز وقت سے بے وقت نہ ہوجائے۔

گھڑی سرہانے رکھی رہتی تھی۔ ہر آنے جانے والے سے پوچھتی رہتی تھیں کیا وقت ہورہا ہے؟(۱)

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کی والدہ کا معمول

مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم اپنی مرحومہ کے شوقِ عبادت کا حال لکھتے ہیں:

''شوق عبادت میں اپنی نظیر آپ تھیں، عمر طویل پائی، اشراق و چاشت دونوں نمازوں

(۱) ذکر خیر: ۹۹

کا ''کیاذکرہے'' تہجد تک ناغہ نہ ہوتا، اور ہمت کا کمال یہ تھا کہ شب کے اخیر حصہ میں وقت فجر سے گھنٹہ پون گھنٹہ قبل اٹھنے کے بجائے عین درمیان شب میں اٹھ بیٹھتیں، اور وضو کرکے چار یا آٹھ رکعتیں ہی نہیں پوری بارہ رکعتیں کھڑے ہوکر پڑھتیں، اور پھر نماز فجر اول وقت منہ اندھیرے پڑھ ڈالتیں ۔۔۔۔ نماز فجر سے اوّل وقت فراغت حاصل کرکے اسی جانماز پر بیٹھی ہوئے کڑوے تیل سے جلنے والے چراغ کی روشنی میں قرآن مجید کی تلاوت شروع کردیتیں اور جس مشقت وتعب سے ایک ایک لفظ اٹک اٹک ادا کرتیں وہ منظر بھی دیکھنے کے قابل ہوتا۔''(۱)

مفتی سعید احمد پالنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا گھرانہ

:اہل وعیال کی تربیت آپ نے جس طریقہ کار کو سامنے رکھ کر انجام دی تھی، وہ ایک انوکھی مثال ہے، آپ نے سب سے پہلے اپنی اہلیہ محترمہ (نوراللہ مرقدہا) کو قرآن کریم حفظ کرایا، پھر تمام بچوں کے حفظ کی ذمہ داری اہلیہ محترمہ (نوراللہ مرقدہا) کے سپرد کی، ماشاء اللہ انہوں نے تمام صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کو حفظ قرآن مکمل کرادیا نیز صاحبزادوں کی دلہنوں کو بھی حفظ قرآن کی دولت سے بہرہ مند کیا، حضرت والد صاحب کثیر العیال تھے، دارالعلوم دیوبند میں ترمذی، بخاری اور حجۃ اللہ البالغہ جیسی اہم اور وقیع کتابوں کی درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کے کاموں کی بے پناہ مصروفیت کے باوصف آپ نے سب بچوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری ذاتی دلچسپیوں کی بنیاد پر انجام دی تعلیم وتربیت کی یہ ذمہ داری آپ نے جو اپنی عملی زندگی کے آغاز سے انجام دینی شروع کی تو اسے تاحین حیات تیسری نسل تک انجام دیتے رہے، عملی زندگی کے آغاز میں ہمارے چچاؤں کی تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دیا، اس تعلق سے تفصیل کی

---

(۱) آپ بیتی :۴۴۹

ضرورت نہیں کہ عم مکرم حضرت مولانا مفتی محمد امین پالن پوری صاحب دامت برکاتہم مرتب فتاوی واستاذ حدیث دارالعلوم دیو بند تفصیل سے اس پر روشنی ڈال چکے، چچاوں کے بعد اولاد کا نمبر شروع ہوا تو ہمارے سب سے بڑے بھائی مفتی رشید احمد پالن پوری رحمہ اللہ کو حفظ کرانے کے ساتھ ساتھ ہماری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ کو بھی حفظ کرا دیا، والدہ محترمہ کو حفظ کرانا آپ کا ایک نہایت مفید و مستحسن فیصلہ رہا، والدہ محترمہ کی شکل میں ایسا معاون ملا کہ باقی دیگر اولاد کو حفظ کرانے میں والد صاحب کی ریاضت کم ہوگئی، اس کے بعد والد صاحب بچے کو بسم اللہ کراتے، باقی کا کام والدہ ماجدہ کا ہوتا جب ناظرہ قرآن پاک ختم ہو جاتا تو حفظ شروع کراتے، فجر کی نماز کے بعد ہی والد صاحب سبق سنتے، پھر آموختہ اور سبق کے پارے والدہ صاحبہ یاد کراتیں اور منتیں کہتے ہیں کہ ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں، ایسے میں یہ کیسے ممکن ہے کہ درجن بھر اولاد دماغی قوی کے تناظر میں برابر ہو، کمی بیشی ہونا فطری تھا اور وہ ہوا بھی، ہم میں سے بعض ایسے تھے کہ اپنے مخصوص دماغی قوی کے ساتھ والد صاحب کے پاس حفظ نہ کر پاتے، حفظ کے باب میں جس صبر وتحمل اور ضبط و برداشت کی ضرورت ہوتی ہے وہ صبر و برداشت عورتوں میں مردوں کی بہ نسبت اللہ سبحانہ وتعالی نے زیادہ ودیعت کیا ہے، پھر وہ عورت اگر ان بچوں کی ماں بھی ہو تو اس کے ضبط و برداشت کا مستوی اور بڑھ جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ قوائے دماغی میں فرق ہونے کے باوصف والدہ ماجدہ سب کو حفظ کرائے گئیں جب ہمارا قرآن بالکل تیار ہو جاتا تو دور کے لیے والد صاحب کے پاس بھیجا جاتا، والد صاحب بڑی توجہ سے دور سنتے، اگر بچہ ان کے طے کردہ معیار کے مطابق دور سنا دیتا تو اب وہ اس کو اردو پھر فارسی پڑھانا شروع کرتے تختی پر لکھنا سکھاتے، یہاں سے والد صاحب کا کام شروع ہو جاتا۔(۱)

---

(۱) تذکرہ سلطان العلماء: ۶۷

نواب عشرت علی خان کی والدہ کا معمول

حضرت محترم نواب عشرت علی خان قیصر اپنی والدہ کے شغف قرآن کو یوں بیان کرتے ہیں: ''ہندوستان کے دورانِ قیام اپنی جائے رہائش پر بچیوں کو قرآن شریف اور بہشتی زیور مدت تک پڑھاتی رہیں، قرآن پاک کی تلاوت سے بے حد شغف تھا۔ ماہ رمضان المبارک میں تین روز میں ایک قرآن شریف ختم کرنے کا معمول تھا۔ باوجود اس قدر بیماری، معذوری اور ضعیفی کے ایک منزل روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کرتی تھیں، سات روز میں ایک قرآن پاک ختم کر لیتی تھیں اور یہ معمول انتقال سے چند ہفتے قبل تک رہا، بعض دفعہ پوری پوری رات قرآن شریف کی تلاوت میں بسر ہو جاتی تھی، اناالليل وانا النہار قرآن پاک کی معیت نصیب تھی، جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ کلام الٰہی کے انوار وتجلیات کا اپنے گردوپیش مشاہدہ کرتی تھیں، فرمایا کرتی تھیں کہ جب بستر پر لیٹتی ہوں تو اپنے جسم کے چاروں طرف قرآن پاک آیات نہایت نفیس ومنور نقش ونگار کے ساتھ متشکل دیکھتی ہوں، اس قدر کثرت سے نمودار ہوتی ہیں کہ مجھے بوجہ ادب اپنے پاؤں بستر پر سکڑنے پڑتے ہیں، کمرہ کے درودیوار اور چھت آیات کریمہ سے مزین ومنور ہو جاتے ہیں۔

''ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيهِ مَن يَشَآءُ'' آنکھ کی بینائی بوجہ موتیا بند کے نہایت کمزور ہوگئی تھی لیکن قرآن پاک کی تلاوت بغیر چشمہ کے کرتی تھیں۔''

حفاظ کرام کو ہدایات

قرآن کریم کے حقوق

صحابی رسول حضرت عبیدہ ملیکیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قرآن کو ماننے والو! قرآن پر سہارا کر کے بیٹھ جاؤ (کہ ہمارے پاس قرآن ہے اور ہم قرآن والے ہیں) بلکہ دن رات اس کی تلاوت کیا کرو، جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے، اس کو پھیلاؤ، اس کو مزے لے لے کر پڑھو۔

اس میں غور وفکر کرو کامیابی کے لیے پُر امید رہو۔ اور اس کی تلاوت میں جلدی نہ مچاؤ اس کا عظیم ثواب ملنے والا ہے۔

"قال قال رسول الله ﷺ :يا أهلَ القُرآن لا تَوسَّدوا القُرآن، وَاتْلوه حَق تلاوته أناء الليل والنَّهارِ، وأفشوه وتغَنَّوه وتدبَّروا ما فيه لعلكم تُفلحون، ولا تَعَجَّلُوا تلاوته فإنّ له ثوابًا"۔ (۱)

حفظ قرآن کے ساتھ تعلق بالقرآن

ولید بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ جب ہم اوزاعیؒ کی مجلس تعلیم میں بیٹھتے اور آپ کسی نوعمر طالب علم کو دیکھتے تو اس سے پوچھتے ارے بچے! آپ نے قرآن پڑھا ہے؟ اگر وہ کہتا کہ ہاں تو اس سے امتحاناً فرماتے اچھا "یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ" والی آیتیں سناؤ اور اگر وہ نفی میں جواب دیتا تو فرماتے جاؤ، علم کی تحصیل سے پہلے قرآن سیکھو۔

سب سے بڑا کمال یہ تھا کہ ان کی زبانوں سے لے کر ان کی سوچوں تک، اور ان کی سوچوں سے لے کر ان کے اعمال تک، اور اعمال سے لے کر گھروں، دکانوں،

(۱) رواه البيهقي في شعب الإيمان. حديث: ۱۸۵۲

میدانوں، اور حکومتی ایوانوں تک ہر جگہ قرآن ہی قرآن تھا، وہ صرف قاریانِ قرآن ہی نہ تھے بلکہ حاملانِ قرآن اور عاملانِ قرآن بھی تھے، ان کی زندگیاں قرآن کریم کی چلتی پھرتی تفسیریں تھیں، نومسلم ان کی زبانوں سے قرآن کے الفاظ سنتے تھے اور ان کے کردار وعمل کو دیکھ کر قرآن مجید کے معانی اور مطالب سمجھتے تھے۔

آج ایسے لوگ کم دکھائی دیتے ہیں جن کے اخلاق اور شب وروز کو دیکھ کر قرآن کے اوامر ونواہی یاد آتے ہیں، خوش الحانی قرآن پڑھنے والے بہت ہیں لیکن ان کی تلاوت حلق سے نیچے نہیں اترتی، جب کوئی آیت سینے سے نہیں نکلے گی تو دوسرے سینوں میں وہ کیسے اترے گی، نتیجہ صاف ظاہر ہے لوگ محافل قرأت میں قرآن سنتے ہیں، وجد میں بھی آتے ہیں، سبحان اللہ، ماشاءاللہ کی آوازیں بھی بلند کرتے ہیں لیکن ان کی زندگیوں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، تبدیلی آئے بھی تو کیسے؟ وہ تلاوت تبدیلی لانے کے لیے کی ہی نہیں گئی تھی، اس کا مقصد داد وتحسین کا حصول تھا اور وہ حاصل ہوگئی۔

دولت قرآن کا احترام

حضرت ابوعبیدہؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معمر بن سلیمانؒ کی خدمت میں ''امہ'' شہر میں بیٹھا ہوا تھا، وہ ایک بہترین انسان تھے انہیں اپنے کسی کام کے لیے بادشاہ کا تعاون درکار تھا، ان سے کہا گیا کہ آپ بادشاہ سے مل کر اس موضوع پر بات کرلیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ اس کے پاس جانے کا ارادہ کرلیا تھا لیکن پھر مجھے قرآن کریم کا علم خیال آیا جس کی دولت اللہ نے مجھے عطا فرمارکھی ہے تو میں نے اسی کے احترام میں بادشاہ کے پاس جانے کا ارادہ چھوڑ دیا۔(۱)

ہمارے ان دوستوں کو اس سے سبق لینا چاہیے جنہیں سارا دن ٹیوشن پڑھانے

---

(۱) تہذیب التہذیب :۱۰/۲۵۰

اور قرآن خوانیوں سے فرصت نہیں ملتی اور وہ اس میں کسی قسم کی شرم بھی محسوس نہیں کرتے۔

کیا یہ عبرت کی بات نہیں کہ یہ سیٹھ لوگ قرآن اور حصول ثواب کی خاطر اہل علم کے پاس آنا پسند نہیں کرتے مگر اہل علم دنیا کے دوٹکوں کی خاطر ان کے بنگلوں اور فیکٹریوں کا طواف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، جہاں بعض اوقات گیٹ پر انتظار کروایا جاتا ہے، اور سرونٹ کوارٹر میں بٹھایا جاتا ہے، کسی بچے پر سختی کرنے کی اجازت نہیں ہوتی، بچے مصروف ہوں تو قاری صاحب کو واپس بھیج دیا جاتا ہے اور یہ ساری ذلت صرف اس لیے برداشت کرتے ہیں کہ انہیں مہینے کے آخر میں پانچ سو یا ہزار ملنے کی امید ہوتی ہے، خدارا! سینے پر ہاتھ رکھ بتایئے کہ یہ نعمتِ قرآن کی بے حرمتی نہیں ہے؟

قرآن کو نہ بھلائیں

بلا شبہ قرآن بھی عظیم اور حفظِ قرآن کی نعمت بھی عظیم، لیکن افسوس صد افسوس اُس حافظ پر جو یہ بھول جاتا ہے کہ مجھے اللہ تعالی نے کتنی عظیم نعمت سے نوازا ہے، میں نے قرآن کو یاد کرتے ہوئے کتنی محنت کی تھی، ایک ایک آیت کی رٹ لگا لگا کر میں کتنا ہلکا ہو جاتا تھا، حفظ کرتے ہوئے کتنے سال لگائے تھے، والدین نے کتنی قربانیاں دیں تھیں، اُستاد نے میرے ساتھ کتنی محنت کی تھی، سردی کی ٹھٹرتی راتوں میں فجر سے بھی سویرے اٹھنا میرے لئے کتنا مشکل تھا، صبح سے دوپہر، ظہر سے عصر اور مغرب سے عشاء تک شدید گرمی میں سر ہلا ہلا کر میں کتنا پسینہ پسینہ ہو جاتا تھا، جی ہاں قرآن بھلاتے ہوئے وہ یہ سب کچھ بھول جاتا ہے!

پرہیز گاری وطاعت کا التزام اور گناہوں سے اجتناب

کیوں کہ قرآن، کلام الٰہی نورِ خداوندی ہے اور گناہ بمنزلہ تاریکیوں کے ہیں، تو جس

طرح نور وظلمت دونوں اکٹھے نہیں ہوسکتے ،اسی طرح قرآن اور گناہ یہ دونوں اکٹھے نہیں ہوسکتے اسی طرح قرآن اور گناہ دونوں بھی جمع نہیں ہوسکتے ،امام شافعیؒ کا ارشاد گرامی ہے:

شکوت إلی وکیع سوء حفظی فأشارنی إلي ترک المعاصی

وأخبرنی بأن العلم نور ونور اللّٰہ لا یہدی لعاصی

”میں نے (اپنے استاذ) وکیع سے اپنے حافظہ کی خرابی کی شکایت کی تو موصوف نے مجھے گناہوں کے چھوڑنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ علم ایک نور ہے اور نور کی طرف اللہ تعالیٰ کسی گنہگار کی ہرگز رہنمائی نہیں فرماتے ہیں“۔

قرآن مجید کو کمائی کا ذریعہ نہ بنائیں

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ میرا خود دیکھا ہوا ہے جس زمانہ میں میرا قیام مدرسہ راندیریہ رنگون میں تھا تو ہندوستان سے ایک شخص رنگون آیا اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی تھی جس کی عمر چار سال سے زیادہ نہ تھی،اس نے کہا یہ لڑکی حافظۂ قرآن ہے اور بغیر پڑھے پڑھائے پیدائشی حافظہ ہے، آپ جہاں سے چاہیں ایک آیت پڑھ دیں یہ اس سے آگے دس بارہ آیتیں پڑھ دے گی؛ چنانچہ رنگون میں بہت سے مقامات پر اس کا امتحان لیا گیا جیسا کہا تھا ویسا دیکھا گیا،رنگون کے لوگوں نے اس لڑکی کو بہت انعام دیا،اس کے باپ کی آمدنی اسی لڑکی کے اس کمال ہی سے تھی،میں نے اس سے کہا کہ اسے آمدنی کا ذریعہ نہ بناؤ،مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح یہ لڑکی زیادہ نہ جئے گی؛ چنانچہ میرا خیال صحیح نکلا،اگلے سال میں نے سن لیا کہ اس بچی کا انتقال ہوگیا ہے۔(۱)

(۱) الخیر ص ۶، ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ بحوالہ اشرف البیان فی معجزات القرآن للشیخ ظفر احمد عثمانی

عمل کی فکر میں لگے رہیں

علم کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے : علم ایک نور اور جہالت ایک تاریکی ہے''العم نور و الجهل ظلمة''، علم وہ شی ہے جسے نہ چرایا جاسکتا ہے، نہ چھینا جاسکتا ہے، اور نہ ہی آگ علم کو جلاسکتی ہے، نہ دریا ڈبوسکتا ہے نہ سمندر غرق کرسکتا ہے اور نہ ہی اسے کیڑے کھاسکتے ہیں، علم ہی کے بارے میں حضرت علیؓ کا ارشاد گرامی ہے : علم باقی رہنے والا جوہر ہے جو کبھی فنا اور ختم نہیں ہوگا۔''العلم باق لا یزال'' کیونکہ یہ انبیاء کی میراث ہے، مگر یہ علم بے عملی سے ختم ہوجاتا ہے۔

تراویح سنانے کا اہتمام کریں

حضرت مولانا انعام الحسنؒ کے لڑکے مولانا زبیر الحسن صاحبؒ نے سہارنپور قرآن سنایا، ۲۹ر رمضان میں دہلی گئے، مولانا عشا کے بعد پہنچے، حضرت مولانا انعام الحسنؒ نے فرمایا کیا ارادہ ہے؟ کہا جو آپ فرمائیں، فرمایا: چلو مصلے پر؛ چنانچہ مولانا زبیر الحسن صاحب مصلے پر پہنچے اور صبح سحری کے قریب تک پورا قرآن پاک پورا کرکے مصلے سے ہٹے، اسی رات بقیہ رات میں سارا قرآن پورا کرکے ہٹے۔(۱)

تلاوت کا اہتمام کریں

حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ نے ایک طالب علم سے پوچھا جو قرآن پاک حفظ کرتے تھے کہ کتنا پارہ سناتے ہو؟ انھوں نے بتایا کہ آدھا پارہ، اس پر فرمایا کہ میں نے مدت دراز تک نصف قرآن ہر روز نماز میں پڑھا اور رمضان میں ہمیشہ ہر روز

(۱) ملفوظات فقیہ الامت: ۳/ ۲۷۴

ایک قرآن پورا کرنے کا معمول ہے۔(۱)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا معمول

حضرت امام بخاریؒ روزانہ تراویح کی ہر رکعات میں بیس آیتیں سناتے پھر اخیر شب میں ایک تہائی سے نصف قرآن تک پڑھتے اور ہر تیسرے دن ختم کرتے اور دن میں افطار کے قریب تک ایک ختم فرماتے۔(۲)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول

علامہ شامیؒ بھی رمضان شریف میں روزانہ معانی میں تدبر کے ساتھ قرآن ختم فرماتے، وکان فی رمضان یختم کل لیلۃ ختما کاملا مع تدبر معانیہ۔ (۳)

رات کو کچھ نہ کچھ ضرور پڑھو

ابراہیم نخعی کا فرمان ہے:

"اقرا وا في الليل ولو حلب شاة"

رات کو قران پڑھا کرو خواہ بکری کے دودھ دھونے کے برابر یعنی تھوڑی سی دیر ہی کیوں نہ ہو۔

یزید رقاشی کا قول ہے کہ "اذا انا نمت ثم استيقظت ثم نمت فلا نامت عيناي" جب رات کو میں سوجاؤں پھر جاگ جاؤں اس کے بعد پھر سونے لگوں تو اللہ کرے میری آنکھوں کو نیند ہی نہ آئے۔

---

(۱)ملفوظات فقیہ الامت: ۳/ ۳۴۲

(۲)ہدی الساری مقدمہ فتح الباری: ۴۸۱ بحوالہ ہدیۃ الدراری ص ۱۳۵ از شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمن زید مجدہ

(۳) قرۃ عیون الاختیار ص: ۹

قرآن کریم یاد رکھنے کا آسان طریقہ

کثرت سے قرآن کی تلاوت کی جائے اور زبانی پڑھا جائے، روزانہ ایک پارہ نماز میں پڑھنے کا معمول بنائے، تلاوت پر مداومت کرے ان شاء اللہ اس سے قرآن محفوظ رہے گا، پڑھنے کا ثواب بھی ملتا ہے اور پختہ بھی رہے گا۔

قرآن کریم کے یاد کرنے کے طریقے

(۱) رکوع یا آیات چھوٹے چھوٹے حصہ بنا کر حفظ کرے تو جلدی یاد ہو جاتا ہے اس لیے جتنا حصہ یاد ہو بار بار دہرائے تو وہ ذہن میں بیٹھ جاتا ہے۔

(۲) چھوٹے بچے عموماً بار بار پڑھنے سے حفظ کر سکتے ہیں، چھوٹے بچے تقریباً گیارہ رفعہ دہرالیں تو ضرور یاد ہو جاتا ہے بچے سمجھ تو سکتے نہیں، ان کو تو رٹنا ہی ہے اس سے بھی حفظ کر سکتے ہیں۔

(۳) بڑا آدمی ہے ترجمہ وغیرہ یاد ہے تو مفہوم ذہن میں رکھ کر یاد کرنے سے آسانی سے جلدی یاد ہو جاتا ہے، کئی بزرگوں نے کئی علماء نے فارغ ہونے کے بعد حفظ قرآن کیا۔

(۴) قران مجید جتنا سنایا جائے اتنا ہی زیادہ پکا ہوتا ہے اس لیے زیادہ سنانے کا اہتمام کرنا چاہیے اور تراویح پڑھانے سے بھی پکا رہتا ہے۔

(۵) ایک دفعہ دیکھ کر پڑھے پھر زبانی پڑھے یہ بھی حفظ کا ایک طریقہ ہے اس طرح طبیعت پر آسانی رہے گی اور سبق بھی پکا ہو جائے گا۔

(۶) بعض مرتبہ تکلیف ہوتی ہے؛ لیکن پڑھنا چھوڑنا نہیں چاہیے، قرآن کریم کے ساتھ ایک لگاؤ اور محبت اور مناسبت رہے گی تو حفظ کرنا آسان ہو جائے گا، ان شاء اللہ

(۷) جب کسی چیز سے مناسبت ہو جائے تو اس کا یاد کرنا آسان ہو جاتا ہے اور دل

چسپی کسی کام کو بار بار کرنے سے پیدا ہوتی ہے اس کے فائدے سوچنے سے بڑھتے ہیں تو قرآن کے حفظ کے فضائل سنے اور پڑھے تو دل چسپی پیدا ہوگی کہ آدمی کی طبیعت میں لالچ ہوتی ہے فائدہ دیکھ کر وہ مشکل کام بھی کر لیتا ہے اس لیے فضائل سوچے اور انسان کا حافظہ بڑھتا ہی ہے پڑھنے سے جس کی وجہ سے ہر تعلیمی کام آسان ہو جاتا ہے۔

(۸) اگر کبھی سبق اور دور سنانے کی جلدی ہو کبھی تو موٹی موٹی غلطی کو جلدی سے دیکھ لے پھر سنائے تو غلطی کم ہوگی دیکھنے سے وہ مقامات فوراً ذہن میں آتے جائیں گے اور خدا کا نظام ہے کہ جتنے اعضاء ہیں اس کے زیادہ استعمال کرنے سے اس کی طاقت بڑھتی ہے استعمال نہ کرے تو کم ہوتی ہے اس لیے خدا کی نعمت کو استعمال کرے جیسے کسی نے حفظ کر لیا تو اب یہ مطلب نہیں اس کا ذہن بھر گیا اب دوسری کتاب یاد نہیں کر سکتے یہ بات نہیں ذہن تو دریا کی طرح ہے جتنا یاد کرے آدمی کی ہمت ہو تو کر سکتا ہے ہر فن مولی بن سکتا ہے، امت محمدیہ میں ہر مثال ملتی ہے تین دن میں کسی نے سات دن میں کسی نے صرف رمضان میں وغیرہ قرآن کو حفظ کیا ہے۔(۱)

امام اوزاعیؒ کی زندگی

امام عبدالرحمن اوزاعیؒ کا شمار دوسری صدی کے ممتاز مجتہدین مثلاً امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور سفیان ثوریؒ کی صف میں ہوتا ہے۔

علم کے علاوہ عبادت وتقویٰ میں بھی ممتاز تھے، خصوصیت سے رات کا بیشتر حصہ ذکر وتلاوت میں گذرتا تھا، فرماتے تھے کہ: جولوگ رات کی نمازوں میں جتنا طویل قیام کریں گے، اللہ تعالیٰ اسی نسبت سے قیام کے قیام کو ہلکا کر دے گا، طویل قیام میں طویل قرأت فرماتے اور اس میں ان پر ایسا گریہ طاری ہوتا کہ دیکھنے والوں کو ترس آتا سجدہ میں میں جاتے تو آنسوؤں کی کثرت سے مصلی تر ہو جاتا تھا، ایک بار ایک عورت ان کی اہلیہ سے ملنے آئی اس نے دیکھا کہ مصلّے کا ایک حصہ تر ہے، پوچھا کہ کیا مصلے پر کسی

بچے نے پیشاب کر دیا ہے، نیک بخت بولیں : ''یہ شیخ کے آنسوؤں سے تر ہوگیا ہے یہ روزانہ سجدوں میں اسی طرح رویا کرتے ہیں۔''

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں : پانچ باتیں تمام صحابہؓ اور تابعینؒ میں مشترک تھیں :

(۱) اجتماعیت (۲) اتباع سنت (۳) تعمیر مساجد

(۴) تلاوت قرآن (۵) جہاد فی سبیل اللہ

فہم قرآن کی کوشش کرنا

امام ابن تیمیہؒ نابغہ روزگار انسانوں میں سے تھے، یوں تو تمام مروجہ علوم میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مہارت دی تھی لیکن قرآن اور قرآن کی تفسیر سے ان کو خاص دلچسپی تھی، ان کا اپنا بیان ہے کہ میں نے تفسیر قرآن میں چھوٹی بڑی سو سے زائد کتابوں کا مطالعہ کیا، اس فن سے ان کو فطری مناسبت تھی، قرآن مجید کی تلاوت، تدبر اور مطالعہ کی کثرت سے اللہ تعالیٰ نے ان پر علوم قرآن کا خاص افاضہ فرمایا تھا، فہم قرآن کے لئے کتابوں کے علاوہ خود صاحب کتاب کی طرف رجوع فرماتے اور اس سے شرح صدر کی دولت مانگتے تھے، اپنے تدبر فی القرآن کی طلب سے متعلق وہ خود بیان کرتے ہیں :

''بعض اوقات ایک آیت کے معانی اور مطالب سمجھنے کے لیے میں نے سو سو تفسیروں کا مطالعہ کیا ہے، مطالعہ کے بعد میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ مجھے اس آیت کا فہم عنایت ہو، میں نے عرض کرتا کہ اے آدم وابراہیمؑ کے معلم ! میری تعلیم فرما، میں سنسان اور غیر آباد مسجدوں اور مقامات کی طرف چلا جاتا اپنی پیشانی خاک پر ملتا اور کہتا ''**یا معلم ابراھیم فھمنی**'' اے ابراہیم کو تعلیم دینے والے ! مجھے فہم قرآن عطا فرما۔''

فائدہ : شیخ ابن تیمیہؒ کے واقعہ میں ان لوگوں کے لیے عبرت ونصیحت کا بڑا سامان ہے جو فہم قرآن کے لیے چند اردو اور انگریزی تفاسیر کا سطحی مطالعہ کافی سمجھتے ہیں بلکہ بعض اوقات اسی مطالعہ کی بنیاد پر وہ خود کو قرآن کا مفسر سمجھنے لگتے ہیں۔

دل کے بینا

ابو القاسم شاطبیؒ اندلس شاطبہ میں ۵۳۸ ھ میں پیدا ہوئے، آنکھوں سے نابینا مگر دل کے بینا تھے، حافظہ غیر معمولی قوی تھا، آپ کی امامت وولایت پر سب کا اتفاق ہے، قرآن وحدیث کے حافظ تھے، آپ کے حافظہ سے لوگ اور بخاری کے نسخوں کی تصحیح کرتے تھے، اس کے علاوہ آپ نحو کے استاد اور تعبیر کے علم میں ماہر تھے۔

آپ سے اتنی مخلوق نے پڑھا کہ جس کا شمار نہیں کیا جاسکتا، فضول کلام سے پرہیز کرتے تھے، طلبہ کو پڑھاتے وقت وضو وطہارت اور بڑے ادب وانکسار اور خضوع وخشوع سے بیٹھتے تھے، قرآن اور قرآنی علوم کو چھوڑ کر دیگر علوم میں غور وفکر سے منع فرماتے تھے۔

تجوید وقرأت میں آپ کی نظم شاطبیہ مخصوص اصطلاحات اور رموز پر مشتمل ہونے کی وجہ سے بڑی دقیق ہے لیکن اس وقت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اسے جو مقبولیت عطا کی وہ کسی دوسری نظم اور قصیدہ کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو اس کو ساتھ لے کر بیت اللہ کے گرد بارہ ہزار طواف کیے، جب دعا کے مقام پر پہنچے تو نظم کی مقبولیت کی دعا کرتے، خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصیدہ کی مقبولیت کے لئے دعا فرمائی۔

فائدہ: ہم میں سے کتنے ہی لوگ ہیں جو آنکھوں کے بینا مگر دل کے نابینا ہوتے ہیں، امام شاطبیؒ آنکھوں کے نابینا مگر دل کے بینا تھے، اصل بینائی تو دل ہی کی بینائی ہے، اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو دل کی بصارت اور بینائی عطا فرمادیتا ہے وہ دنیا بھر میں روشنی پھیلا دیتے ہیں، اگر انہیں دل کی بینائی نصیب نہ ہوتی تو خود اندازہ کیجئے کہ کیا وہ بارہ ہزار طواف کرسکتے تھے! ہزاروں شاگردوں کو بڑھا سکتے تھے اور کیا وہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوسکتے تھے؟ امام شاطبیؒ دنیا سے کب کے جاچکے ہیں

لیکن ان کا فیض قرآن آج بھی جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔

امام جزریؒ کی مقبولیت ومحبوبیت

امام جزری دمشقیؒ بھی ان عشاقِ قرآن میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہترین ذہنی صلاحیتوں سے نوازا اور پھر ان کی ساری صلاحیتوں کو خدمت قرآن کے لیے بھی قبول فرمالیا، ستر سال سے زیادہ تجوید وقرأت کے حوالے سے قرآن کریم کی خدمت کرتے رہے، اس فن میں بارہ کتابیں لکھیں۔

حافظہ بہت قوی پایا تھا، جو چیز ایک مرتبہ یاد کرلی وہ گویا حافظہ میں محفوظ ہوگئی حافظے کا یہ حال تھا کہ ایک لاکھ حدیثیں سند کے ساتھ یاد رکھیں۔

علم اور علماء دوستی کی مثال قاضی شہاب الدین جونپوریؒ کا واقعہ ہے جو سلطان ابراہیم شرقی کے عہد حکومت میں دار العلوم جونپوری کے صدر مدرس تھے، بادشاہ ان کا اس قدر احترام کرتا تھا کہ وہ ایک دفعہ علیل ہوئے تو ان کی عیادت کو گیا اور سرہانے بیٹھ کر یہ کہ اے اللہ! ایسے عالم بار بار پیدا نہیں ہوتے، ان کی آفت مجھ پر آجائے مگر یہ زندہ سلامت رہیں، کہتے ہیں قاضی صاحب اچھے ہوگئے اور اسی سال ۸۴۰ھ میں سلطان کا انتقال ہوگیا، قاضی صاحب کو بادشاہ کی وفات کا سخت صدمہ ہوا اور وہ بھی اسی سال چل بسے۔

اس علم دوستی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ظلمت کدہ ہند ایک گوشہ سے دوسرے گوشے تک قرآن کریم کی تعلیمات اور تلاوت سے گونج اٹھا، حفظ وقرأت کا ایسا چرچا ہوا کہ صرف ایک بادشاہ محمود خلجی کے عہد میں شاہی محل میں ایک ہزار خادمات حافظہ وقاریہ تھیں، جب خادمات کا یہ حال تھا تو پھر شاہی بیگمات اور امراء کے خاندانوں کے حال کا اندازہ خود کیا جاسکتا ہے۔

فائدہ: ان تاریخی حقائق سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو قرآن کریم کے حافظوں، قاریوں اور معلموں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، جو لوگ اہل قرآن کو

محبت اور عظمت کی نظر سے دیکھیں گے اللہ تعالیٰ ان کے اپنے گھروں کو قرآن کریم کی مبارک آوازوں سے معطر اور منور فرمادیگا اور خدام قرآن کو حقیر سمجھنے والے قرآن کے فیوض وبرکات سے محروم رہیں گے بلکہ عین ممکن ہے کہ ان کی نحوست ان کی اولاد پر بھی پڑ جاتی ہیں۔

جیسا درخت ویسا پھل

مخدوم بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ جید عالم، خوش آواز مقرر، خوش بیان مفسر اور متبحر محدث ہونے کے ساتھ وسیع کاروبار اور جائیداد کے مالک تھے، ملتان میں آپ کے قائم کردہ مدرسہ عالیہ کو پورے ہندوستان میں مرکزی اسلامی یونیورسٹی کی حیثیت حاصل تھی، وہاں علم کے لیے آنے والے طلبہ اور معلمین واساتذہ کے اخراجات آپ تنہا برداشت کرتے تھے اور روایتی چندہ بازی سے قطعی اجتناب فرماتے تھے، دولت وجائیداد اور مدرسہ اور خانقاہ میں تعلیم وارشاد کی ذمہ داری کے باوجود آپ کتاب مقدس کے حق میں سے غافل نہیں رہتے تھے بلکہ آپ کو اصل سکون اشتغال بالقرآن ہی میں ملتا تھا، عشاء کے بعد دورکعت کے قیام میں کبھی ایک اور کبھی دو قرآن مجید ختم کردیتے تھے، تہجد کی نماز کے بعد ہمیشہ تلاوت کے لئے بیٹھ جاتے اور صبح کی نماز کے وقت قرآن ختم کرکے اٹھتے، رمضان میں آپ نے ایک مرتبہ عشاء کے بعد فرمایا: ''میرا دوست وہ ہے جو تمام رات میں دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں ایک قرآن پڑھے جو میں خود برسوں پڑھتا رہا ہوں۔''

یہ فرما کر آپ خود نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور دو رکعتوں میں نہ صرف دو قرآن مجید ختم کیے بلکہ چار پارے اور پڑھے۔

حضرت مخدومؒ کے سات فرزند تھے اور سب علم وفضل سے آراستہ تھے ان میں سے ایک صدرالدین عارفؒ بھی تھے جن کا یہ حال تھا کہ ان کی راتیں تلاوت وعبادت میں

گذرتی تھیں انہوں نے سالہا سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے، آپ کی ایک کرامت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ جس کو قرآن شریف پڑھاتے وہ جلدی حافظ ہوجاتا تھا چنانچہ آپ کے پاس سات سال کے بچے حافظ قرآن ہو چکے تھے، حضرت صدرالدین عارفؒ کی اہلیہ محترمہ بھی حافظہ اور قاریہ تھیں روزانہ ایک قرآن ختم کرتی تھیں، ان کی گود میں پرورش پانے والے بچوں کو بھی یہی حال تھا اور کیوں نہ ہوتا جبکہ دورانِ حمل اور زمانہ رضاعت میں قرآن کی تلاوت کرتی تھیں، ان معصوم بچوں کے کانوں نے گالیوں اور گانوں کے بجائے قرآن کریم کی مبارک آیات سنی تھیں۔

حضرت بہاؤالدین زکریاؒ اور ان کی اولاد واحفاد کے تدین وتقویٰ اور اشتغال بالقرآن کی وجہ سے عوام میں بھی خداطلبی کا بڑا ذوق شوق پیدا ہوگیا، ملتان میں یہ حالت بتائی جاتی تھی کہ گھروں میں کی بیویاں تو ایک طرف کنیزیں اور خادمائیں تک چکی پیستے وقت ذکر الٰہی کرتی رہتی تھیں، ہر طرف سے اللہ اللہ اور قرآن کی صدائیں آتی تھیں۔

حضرت کی خانقاہ حفاظ اور قرآء سے بھی بھری رہتی تھی، آپ ان میں شب بیداری اور تلاوت سے شغف پیدا کرنے کے لیے بڑے مؤثر طریقے استعمال کرتے تھے۔

تلاوت قرآن کریم کے آداب

تلاوت کے لئے وضو مستحب جبکہ ہاتھ لگانے کے لئے وضو ضروری ہے۔
قرآن مجید کی تعظیم کے خیال سے مسواک کرنا۔
پاک اور صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کرنا
قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنا
تلاوت کرنے سے پہلے تعوذ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم'' پڑھنا۔
تسمیہ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) پڑھنا

ترتیل (ٹھہر ٹھہر کر) اور تجوید (حروف کی ادائیگی) کے ساتھ پڑھنا۔
تلاوت کرتے ہوئے معانی پر غور کرنا۔
آیات کو بار بار پڑھنا
دوران تلات کسی سے بات نہ کرنا
یہ تصور کرنا کہ اللہ تعالی مجھ سے مخاطب ہیں
قرآن کریم پڑھ کر اس پر عمل کرنے کی دعا مانگنا۔

حفظِ قرآن پر موت

حافظ سید قربان علی شاہ بڑی خوبیوں کے انسان تھے، قرآن مجید خوب یاد کیا تھا ہر وقت تلاوت فرماتے رہتے تھے، اخیر عمر میں بیماری ہو گئے، ایک مرتبہ سینے سے خون زیادہ آتے دیکھ کر اپنے اقرباء کو جمع کیا اور کہا: اب میرا آخری وقت ہے تم گواہ رہنا کہ میں مسلمان ہوں اور میرے حافظ ہونے کے بھی گواہ رہو، یہ کہہ کر الحمد سے لے کر والناس تک قرآن مجید سنا دیا اسی کے ساتھ سانس ٹوٹی اور رضاء بحق تسلیم ہو کر اس شعر کا مصداق بن گئے۔

تمنا ہے یہی خادم کبھی یہ آس پوری ہو
شروع الحمد سے ہو کر کبھی والناس پوری ہو

حافظ کہلوانے کا حق دار کون ہے؟

حضرت قاری صاحب طلبہ کی منزل سن رہے تھے کہ ایک اجنبی شخص جو کہ آداب سے ناواقف معلوم ہوتا تھا، زیارت کے لیے حاضر ہوا آپ نے نام پوچھا: تو اس نے حافظ عبدالکریم صاحب بتایا، حضرت نے فرمایا: اچھا تم حافظ بھی ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں! حضرت نے فرمایا: اچھا حافظ صاحب! فلاں جگہ سے سنائیں وہ خاموش ہو گیا،

تیسری جگہ سے پوچھا: تو کچھ بھی نہ سنا سکا، حضرت کو غصہ آ گیا فرمانے لگے: حافظ کہلواتے ہوئے شرم نہیں آتی نہ قرآن یاد ہے، نہ تصحیح ہے، نہ تجوید، نہ پڑھنے کا سلیقہ مگر نام کے ساتھ حافظ لگانے کا بڑا شوق ہے، میں نے تم سے صرف نام پوچھا تھا تعلیم یا سند نہیں پوچھی تھی، پھر فرمایا: غور سے سن لو، حافظ کہلوانے کا حق دار وہ ہے جسے اتنا پختہ یاد ہو کہ سورۂ فاتحہ سے والناس تک ایک بھی غلطی نہ آئے، اگر ایک غلطی بھی آ گئی تو وہ حافظ کہلوانے کا حق دار نہیں ہے، لفظ حافظ کا معنی ہے قرآن کی حفاظت کرنے والا اور یہاں عجیب مذاق ہو رہا ہے کہ جسے قرآن یاد نہیں وہ بھی حافظ، جسے پڑھنے کا ڈھنگ نہیں آتا وہ بھی حافظ۔

فائدہ: ناچیز شیخو پوری عرض کرتا ہے کہ حضرت نے حافظ ہونے کا معیار بتایا ہے وہ تو خیر بہت اونچا ہے، ہمارے زمانے میں جو حافظ بن رہے ہیں ان کا حال یہ ہے کہ ایک ایک پارے میں دس دس اور بیس بیس غلطیاں آتی ہیں تب بھی وہ حافظ ہی نہیں حافظوں کا استاد کہلوانے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کرتے بالخصوص بنات کے مدارس میں جو حافظات تیار ہو رہی ہیں ان کا حال تو بہت ہی ابتر ہے، ایک ایک رکوع میں اتنی غلطیاں آتی ہیں کہ سر پیٹنے کو جی چاہتا ہے، ہر مدرسہ سندات تقسیم کر رہا ہے خوب پروپیگنڈہ ہو رہا ہے کہ اس سال اتنے حافظ اور اتنی حافظات ہمارے ہاں سے فارغ ہو گئی ہیں لیکن دو چار سال بعد ان کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ انہیں دوبارہ مدرسہ میں داخل ہونے کا مشورہ دیا جائے۔(۱)

روزانہ کی تلاوت کی مقدار

۱۔ اگر کسی شخص کا یہ حال ہو کہ غور و تدبر سے اس پر قرآن مجید کے نئے نئے لطائف و معارف و معنی کھلتے ہوں تو اس کو صرف اتنا حصہ پڑھنا چاہیے کہ اس میں پوری طرح

(۱) تحفہ حفاظ: ۲۲۳

غور وفکر کرسکے اور خوب سمجھ کر قرات کرسکیں۔

۲۔جو شخص علم کی نشر واشاعت میں یا دوسرے اہم دینی امور یا اہل اسلام کے مصلح وخدمات عامہ میں مشغول ہو اس کو اپنی فرصت کے مطابق صرف اتنا حصہ سمجھ کر پڑھنا چاہیے کہ اس کے دینی کاموں میں خلل نقصان نہ واقع ہو۔

۳۔جو لوگ فارغ ہوں انہیں زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنی چاہیے بشرطیکہ اکتاہٹ کی حد تک نہ پہنچے نیز اس قدر جلدی بھی تلاوت نہ کرے کہ حروف خراب ہونے لگے اور مخارج وصفات اور قواعد تجوید کی خلاف ورزی ہونے لگ جائے۔

۴۔اگر کوئی شخص عبادت گزار اہل سلوک میں سے ہو تو اس کو دو مرتبہ ایک ہفتے میں ختم قران کرنا چاہیے۔

۵۔اگر باطن کے تزکیے میں اور مراقبات ومجاہدات میں مصروف ہو تو ایک مرتبہ ایک ہفتے میں ختم کرے یہی حکم مشتغلین بالعلم کا بھی ہے۔

۶۔اگر قرآن پاک کے معنی میں خوب غور وتدبر کرنے والا ہو تو پورے مہینے میں صرف ایک مرتبہ ختم کرنا کافی ہے، کیونکہ اس کو بار بار ایک ہی آیت کے دہرانے کی اور ہر مرتبہ مزید غور وتدبر کی ضرورت پیش آتی ہے۔(۱)

قرآن کی درس وتدریس میں موت شہادت ہے

اے علیؓ! قرآن سیکھ اور اسے لوگوں کو سکھلا، پس تیرے لیے ہر حرف کے بدلہ میں دس نیکیاں ہیں، پس اگر اسی حالت میں تمہاری موت آگئی تو شہید کا رتبہ پاؤ گے،

اے علی! قرآن سیکھ اور اسے لوگوں کو سکھلا کیونکہ اگر اسی حالت میں تیری موت آگئی تو فرشتے تیری قبر کی اس طرح (کثرت سے) زیارت کرنے آئیں گے جس طرح

(۱)تحفہ حفاظ ۲۳۸:

لوگ بیت الحرام کی زیارت کرنے آتے ہیں۔(۱)

ختم قرآن کے وقت دعا کی قبولیت

حمید عرجؒ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ: جو قرآن پڑھے پھر دعا کرے اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں،"مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ثُمَّ دَعَا، أَمَّنَ عَلَى دُعَائِهِ أَرْبَعَةُ آلَافِ مَلَكٍ"۔(۲)

حضرت انسؓ عنہ سے مرفوعا مروی ہے جس نے قرآن ختم کیا اور اللہ کی تعریف کی اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجا اور اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کی تو اس نے خیر و بھلائی کو ٹھیک اس کے موقع محل سے طلب کیا یعنی دعا کا یہی اصل طریقہ ہے، نیز ختم القران کا موقع قبولیت دعا کا ہے۔

"مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَحَمِدَ الرَّبَّ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ، فَقَدْ طَلَبَ الْخَيْرَ مَكَانَهُ"۔(۳)

ختم کے وقت

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ جب قران ختم کرتے تو اپنے اہل خانہ کو جمع کرتے اور دعا کرتے تھے۔

كان أنس إذا ختم القرآن، جمع ولده وأهل بيته، فدعا لهم۔(۴)

حضرت مجاہدؒ نے میرے پاس قاصد بھیجا اور ان کے پاس ابن ابی لبابہ بھی تھے مجاہدؒ نے کہا ہم نے آپ کے پاس پیغام اس لیے بھیجا ہے کہ ہم قرآن ختم کرنے کا ارادہ

(۱) ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء، تحفہ حفاظ :۱۷۰

(۲) روایت سنن الدارمی میں کتاب فضائل القرآن کے زیرِ باب" باب فی ختم القرآن" حدیث نمبر :۳۵۱۳ کے طور پر موجود ہے۔

(۳) سنن دارمی، حدیث :۲۰۴۸

(۴) سنن الدارمی، کتاب فضائل القرآن، باب فی ختم القرآن، حدیث:۳۴۶۸

رکھتے ہیں اور صحابہ کے زمانے میں کہا جاتا تھا کہ ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے پھر جب حاضرین ختم سے فارغ ہو گئے تو مجاہدؒ نے دعا مانگی۔

تنبیہ : ختم قرآن کے وقت شرکت کی دعوت اور اجتماع بھی مستحب ہے مگر اس کو واجب اور ضروری سمجھ کر کرنا بدعت ہے۔(۱)

حضرت حذیفہؓ کی رات کو تلاوت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں بستر پر دیر سے حاضر ہوئی، فرمایا: عائشہؓ آج تمہیں کیا عارضہ پیش آ گیا، عرض کیا، یا رسول اللہ: مسجد نبوی میں ایک شخص قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں ان سے زیادہ اچھی قرات آج تک میں نے نہیں سنی، قرآن سنتے سنتے دیر ہو گئی اس پر نبی کریم ﷺ اس صحابی کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے تو وہ سالم مولا ابی حذیفہؓ تھے، ان کو خطاب کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے، جس نے میری امت میں تم جیسے باکمال آدمی بنائیں۔ ’’الحَمْدُ للهِ الذي جعل في أمّتي مثْلَك.‘‘(۲)

حکمت ودانائی

منصور بن عمار کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے راستے میں ایک پرچہ پایا جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی تھی اس کو رکھنے کے لیے کوئی جگہ نہ ملی تو اسے چبا گئے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک قائل کہہ رہا ہے اس پرچے کہ احترام واعزاز کے سبب حق سبحانہ وتعالی نے تجھ پر حکمت کے دروازے کھول دیے ہیں۔(۳)

---

(۱) تحفہ حفاظ قرآن :۲۴۱

(۲) سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۹۴۴

(۳) تحفہ حفاظ، ۲۵۵

قرآن واہل قران کا احترام کیجئے

حفاظ کے ادب کی وجہ سے قبر میں جسم محفوظ

مدینہ شریف میں مولانا آفتاب عالم نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی صاحب مصنف ترجمان السنہ کے حالات میں بیان کیا اور اس وقت میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم بھی موجود تھے کہ میرے والد کی قبر کی حکومت سعودیہ نے چھ ماہ بعد تین مرتبہ کھودا تاکہ اس کی جگہ دوسرا مردہ دفن کیا جائے، لیکن دیکھا کہ بڑے میاں صحیح سلامت موجود ہیں، جسم میں ذرا بھی تغیر نہیں ہوا تھا، جیسے ابھی ابھی دفن ہوئے ہیں، اور کفن بھی پرانا نہیں ہوا تھا جیسے ابھی کا ہے، ان کو یہ مقام کیسے ملا؟ مولانا آفتاب عالم صاحب نے اپنا گمان ظاہر کیا کہ میرے والد صاحب کا ایک خاص عمل یہ تھا کہ وہ حافظ قرآن بچوں کی طرف پیر نہیں کرتے تھے اگر چہ معمر تھے بڑے عالم تھے اور اس عمل کی وجہ یہ بیان کرتے تھے کہ جس طرح قرآن شریف رکھا جاتا ہے ادھر پاؤں نہیں کرنا چاہیے تو جس کے سینہ میں قرآن پاک ہے جو سینہ حامل قرآن ہے اس کی طرف پاؤں کرنا بھلا خلاف ادب نہ ہوگا؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ادب کی برکت سے مولانا پر یہ فضل عظیم ہوگیا کہ ان کا جسم بھی محفوظ کر دیا گیا۔(۱)

حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کا واقعہ

حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مجھے جالندھر کے ایک بزرگ کی بات بہت پسند آئی میری نوعمری تھی انہوں نے دریافت فرمایا کہ کیا پڑھا ہے؟ میں نے ان کے ساتھ میں کہا کہ میں نے کچھ ایسے علوم دینیہ نہیں پڑھے ہیں تھوڑا سا قرآن شریف یاد کیا ہے، فرمایا اپنے لفظوں کو تبدیل کرو تم نے سب علوم پڑھ لیے جب قرآن

---

(۱) تحفہ حفاظ: ۳۷۳

شریف پڑھ لیا تو سب کچھ پڑھ لیا تمام علوم اسی سے نکلتے ہیں۔(۱)

احترام کی وجہ سے بادشاہ کی مغفرت

ایک بادشاہ سیر وشکار میں تنہا رہ کر کسی قریہ میں ایک دیہاتی کا مہمان ہوا، رات کو جس دالان میں وہ مقیم ہوا دیکھا کہ اس کے ایک خانہ میں قرآن مجید رکھا ہوا ہے، یہ دیکھ کر اس کے عظمت و جلالت اس کے دل و دماغ پر چھا گئی اور ساری رات ایک گوشے میں بیٹھ کر جاگتے ہوئے صبح کر دی، اس بادشاہ کے مرنے کے بعد سلطان اولیاء حضرت خواجہ نظام الدین نے خواب میں دیکھا پوچھا خدا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ بخش دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اس رات کا میرا جاگنا اور قرآن مجید کا اس قدر احترام کرنا پسند آ گیا۔(۲)

طلباء کی خدمت ذریعہ نجات

قرآن کریم پڑھنے پڑھانے والوں کی خدمت اور محبت کے فوائد ذکر سے مجھے (شیخوپوری کو) ایک واقعہ یاد آ رہا ہے جو کہ میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے، کسی گاؤں میں ایک قرآنی مدرسہ تھا اور جیسا کہ پرانے دیہاتی مدارس میں رواج تھا کہ طلبہ کا کھانا گاؤں میں رہنے والے بعض خوشحال لوگوں کے گھر سے آتا تھا، اس مدرسہ میں بھی ایسے ہی تھا لیکن بجائے اس کے کہ طلبہ خود کھانا اکٹھا کرنے کے لیے جاتے، یہ بھاری ذمہ داری ایک سیدھے سادھے شخص نے اپنے اوپر لے لی تھی وہ گھر گھر جاتا اور طلبہ کے لئے کھانا جمع کر کے لاتا، چونکہ بچپن کی وجہ سے طلبہ کی عادت مذاق کی ہوتی ہے اپنی اسی عادت کی بناء پر انہوں نے مذاقاً اپنے محسن کا نام بیل رکھا ہوا تھا، اسے جب

(۱) تحفہ حفاظ: ۲۹۲

(۲) تحفہ حفاظ: ۲۹۲

علم ہوا تو اسے بڑا رنج ہوا کہ میں ان کی بے لوث خدمت کرتا ہوں اور یہ مجھے بیل کہتے ہیں، چنانچہ اس نے ان کے لئے کھانا جمع کرنے کا کام چھوڑ دیا، اس دن طلبہ بھوکے سو گئے وہ رات کو سویا تو دیکھا کہ حشر کا میدان ہے، نفسا نفسی کا عالم ہے، کسی کو کسی کی پراوہ نہیں، لوگ پل صراط سے گزرتے ہوئے دیکھ رہا ہے، اچانک ان میں سے ایک طالب علم کی نظر اس پر پڑگئی اس نے چیخ کر سب ساتھیوں کو روک لیا کہ ارے! ہمارا بیل تو پیچھے رہ گیا ٹھہر و اسے بھی اسے بھی ساتھ لے چلیں، اس کی آنکھ کھلی تو بھاگتے ہوئے مدرسے پہنچا اور طلبہ سے معذرت کرتے ہوئے کہنے لگا: بیٹا تم مجھے بیل کہو یا کچھ اور کہو میں جب تک زندہ ہوں تمہاری خدمت کرتا رہوں گا۔

امام شاطبیؒ کی کرامت

امام شاطبیؒ فجر کی نماز کے بعد جب طلباء کو پڑھانے کے لیے بیٹھتے تو طلبہ آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کرتے بس آپ انتظام کے پیش نظر یہ امر فرما دیا کرتے ''من جاء اولا فلیقرا'' بس جو پہلے آئے وہی پہلے پڑھے اور آپ اسی ترتیب سے سب کو پڑھاتے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حسب دستور ایک طالب علم جو پہلے آیا تھا پڑھنے کے لیے آگے بڑھا تو آپ نے جلدی سے فرمایا ''من جاء ثانیا فلیقرا'' جو دوسرے نمبر پر آیا ہے وہ پڑھے چنانچہ اس نے پڑھنا شروع کیا اور پہلا متفکر ہوا کہ مجھ سے ایسا کون سا گناہ سرزد ہوا ہے کہ اس کی پاداش میں مجھے سبق سے محروم کیا جا رہا ہے، فوراً اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ اس رات میں یہ جنوبی ہو گیا تھا اور اپنی باری کے حرص میں بلا غسل کی آ گیا تھا ہو نہ ہو حضرت نے اسی وجہ سے مجھے موخر فرمایا چنانچہ اس طالب علم نے قریب والے حمام نے غسل کیا اور دوسرے نمبر پر آنے والے طالب علم کے فارغ ہونے سے بیشتر ہی واپس آ کر خاموشی کے ساتھ بیٹھ گیا حضرت شیخ نے اس سے فارغ ہونے کے بعد از خود فرمایا ''من جاء اولا فلیقرا''

حالانکہ آپ پیدائشی نابینا تھے۔فللہ درہ۔(۱)

سینے سے نور کی شعائیں

امام ابوجعفرؒ جو اٹھویں امام القرات ہیں جب آپ کو غسل دیا گیا تو لوگوں نے آپ کے سینے اور دل کے درمیان میں قرآن کے ورق کے معنی ایک سفید حلقہ اورگول دائرہ دودھ کی طرح دیکھا اس سے حاضرین نے بلا شک جان لیا کہ یہ قرآن کا نور ہے سلیمان بن ابی سلیمان عمریؒ کہتے ہیں کہ میں نے وفات کے بعد ابوجعفر کو خواب میں دیکھا تو فرمایا کہ حق تعالی نے مجھے شہیدوں میں سے بنا دیا حضرت شیبہ بن نصاح جو ابو جعفر کے ہم عصر امام قاری اور آپ کی صاحبزادی میمونہ کے خاوند تھے انہوں نے حاضرین مجلس سے کہا کہ کیا میں تمہیں ایک عجیب وغریب چیز دکھاؤں سب نے کہا کہ ضرور بس انہوں نے ابوجعفر کے سینے سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے سینے پر دودھ کی طرح سفید حلقہ اور گول دائرہ ہے اس پر ابو حاظم اور ان کے سبھی ساتھی بول اٹھے اللہ کی قسم یہ قرآن کا نور ہے۔(۲)

---

(۱) حفظ قرآن :۲۸۳

(۲) حفظ قرآن :۲۹۰

یادداشت

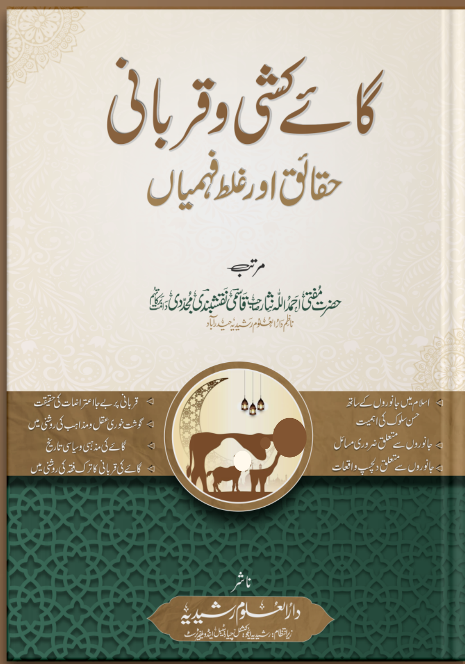
مرتب کی کتابیں

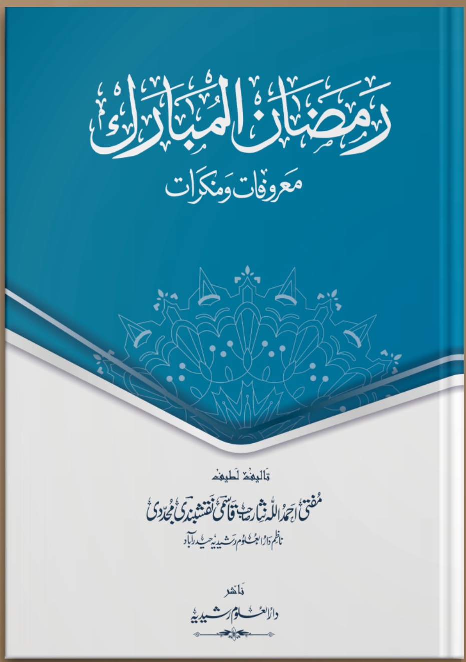
۱۔رمضان المبارک معروفات ومنکرات
۲۔اصلاحی واقعات دو جلدیں
۳۔اصلاح الرسوم (تسہیل، تعلیق وتخریج)
۴۔عصری خطبات مجلد (زیرِ طبع)
۵۔جماعت اولی کی اہمیت وجماعت ثانیہ کی حیثیت
۶۔نیا سال مغرب اور اسلام کا نقطۂ نظر
۷۔کرسمس کی حقیقت عقل ونقل کی روشنی میں
۸۔ویلنٹائن ڈے تاریخ کے آئینہ میں
۹۔اپریل فول کی تاریخی حیثیت
۱۰۔خیر البیان (مدارس کے طلبہ کے لئے)
۱۱۔ہندوستانی مسلمان آزادیٔ وطن سے تعمیرِ وطن تک (زیرِ طبع)
۱۲۔نفع المفتی والسائل (عربی، تحقیق وتخریج، زیرِ طبع)
۱۳۔ اللمعة اذا جتمع العيد والجمعة
۱۴۔کھیل کود کی تاریخی وشرعی حیثیت
۱۵۔احکام اعتکاف
۱۶۔خواتین رمضان کیسے گذاریں؟
۱۷۔یوم جمہوریہ حقیقت کے آئینہ میں
۱۸۔پتنگ بازی حقائق ونقصانات
۱۹۔وجودِ باری وتوحید باری عقل کی روشنی میں
۲۰۔ضیافت فضائل ومسائل

۲۱۔عظمتِ اہلِ بیت اور مسئلہ زکوۃ
۲۲۔ارطغرل غازی سیریل حقائق اور غلط فہمیاں
۲۳۔یتیمی اور یتیموں کے کارنامے
۲۴۔لون (قرض) کے جدید مسائل (زیرِ طبع)
۲۵۔ظالموں کا انجام سچے واقعات کی روشنی میں
۲۶۔کرکٹ کی تاریخی و شرعی حیثیت
۲۷۔فروع الایمان (تسہیل، تخریج و تضمیم)
۲۸۔قربانی ِمنکرات ومسالک کے اختلافات کا حل
۲۹۔عصمت دری اسباب وسد باب
۳۰۔سنتِ فجر فضائل ومسائل
۳۱۔خطباتِ قاسمیہ
۳۲۔برادرانِ وطن سے تعلقات۔حدود وحقوق
۳۳۔کمیشن اور بروکری کے احکام
۳۴۔کرایہ کے جدید مسائل
۳۵۔ٹوپی کی شرعی حیثیت
۳۶۔اسلام میں تجارت کی اہمیت
۳۷۔جبر تبدیلیٔ مذہب کی حقیقت
۳۸۔اسلام میں تقسیمِ میراث کی اہمیت اور ہمارا سماج
۳۹۔مروّجہ مضاربت کے احکام
۴۰۔اولاد کے حقوق شریعت وسماج کی روشنی میں
۴۴۔لوجہاد حقیقت یا فسانہ

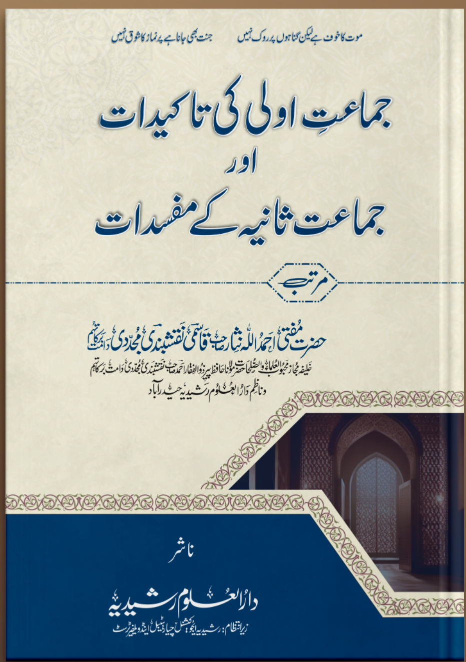
۴۵۔صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت وضرورت
۴۶۔تیسیر المبتدی بترتیبِ جدید فارسی (حصہ اوّل،دوم،سوم)
۴۷۔نفقۂ مطلّقہ عقل ونقل کی روشنی میں
۴۸۔تعلیم بالغان وبزرگان۔اہمیت وضرورت
۴۹۔خواتین کے علمی کارنامے۔حافظہ وعالمہ بنانے کی ضرورت
۵۰۔مکاتب کی اہمیت وضرورت
۵۱۔منظم ومؤثر مکاتب کے اصول وآداب
۵۲۔مسنون امامت۔اصول وآداب
۵۳۔مسنون مساجد۔خادمانِ مساجد کی ذمہ داریاں
۵۴۔قتل کا گناہ اور سماج کی صورتِ حال
۵۵۔زمینات ومکانات
۵۶۔ملٹی لیول مارکیٹنگ۔اقسام واحکام
۵۷۔ذکرِ حبیب ﷺ کی برکات
۵۸۔ووٹر آئی ڈی۔ووٹنگ۔الیکشن
۵۹۔اسلاموفوبیا وفلمی دنیا اور فلم ہمارے ۱۲،کا پوسٹ مارٹم
۶۰۔بھارتی مذاہب کی تاریخ زوال
۶۱۔ذاتی مکان یا کرایہ کا مکان احکام وآداب
۶۲۔تعلیمِ نسوان ومکاتبِ بالغات کی اہمیت
۶۳۔سادات واہلِ بیت کی عظمت ومسئلہ زکوۃ
۶۴۔عظمتِ حفظِ قرآن ومقامِ حفاظ
۶۵۔قربانی وگاؤکشی۔حقائق اور غلط فہمیاں

مصنف کی دیگر کتابیں









DARUL ULOOM RASHEEDIA

Door Number 12-2-823/A/28A1 Masjid E Qutub Shahi
2nd Floor, opp MS college Santosh Nagar Colony,
(Pillar No17) Mehdipatnum Hyderabad-500028 (T.S)

WWW.darululoomrasheediya.com